"فن رجال کی منتخب تألیفات

کا

تحقیقی مطالعہ"

[تیسری تا دسویں صدی ہجری]

مقالہ برائے Ph.D

نگراں: پروفیسر ڈاکٹر فضل احمد

محقق : سمیہ

شعبہ علوم اسلامی، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

اپریل 2005

DEPARTMENT OF QURA' AN AND SUNNAH

UNIVERSITY OF KARACHI
UNIVERSITY ROAD
KARACHI-75270 (Pakistan)

Dated: ____________

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصدیق نامہ

تصدیق کی جاتی ہے کہ مسماۃ/**سمیة دختر الله دته** نے میری زیرنگرانی اپنا تحقیقی مقالہ بعنوان

" فن رجال کی منتخب تالیفات کا تحقیقی مطالعہ"

(تیسری صدی تا دسویں صدی ہجری)

برائے حصول سند Ph.D مکمل کرلیا ہے۔

امیدوار کا یہ کام تحقیقی نوعیت کا ہے۔

لہٰذا مقالہ برائے ضروری کاروائی جمع کرانے کی اجازت ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر فضل احمد

شعبہ القرآن والسنۃ، جامعہ کراچی

"فن رجال کی منتخب تألیفات

کا

تحقیقی مطالعہ"

[تیسری تا دسویں صدی ہجری]

مقالہ برائے Ph.D

نگراں: پروفیسر ڈاکٹر فضل احمد

محقق : سمیہ

شعبہ علوم اسلامی، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

اپریل 2005

الحمد لله الذی أنزل القرآن هداية للناس الى يوم القيمة وارسل رسوله هاديا و مبشرا الى كافة البشرية وعلى آله وصحبه ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين و بعد

دین اسلام قیامت تلک انسانیت کی کامرانی وکامیابی کا ضامن لائحہ عمل پیش کرتا ہے اور کسی بھی معاشرہ کومثالی وغالب معاشرہ ہونے کے لئے دو بنیادی ارکان کی ضرورت ہے۔

1 = اس معاشرہ کا نظام اور قانونی ڈھانچہ مضبوط اور متوازن ہونا چاہیے۔

2 = اس معاشرے کے افراد کی اعلی فکری وعملی تربیت' جو اس نظام کی عملی وضاحت ہوتی ہے۔

دین اسلام ہی ان ہردوارکان پر قائم مذہب ہے'

صحابہ وتابعین وائمہ ومحدثین نے رسول اللہ ﷺ کی زبان اطہر سے جاری کلام کو سند ومتن سے محفوظ کیا' اور یوں اسلامی تعلیمات قیامت تلک محفوظ اور ہماں قسم کی تحریف سے محصون ہوگئیں۔

میں نے توفیق باری تعالی سے اپنا تحقیقی مقالہ بعنوان

" فن رجال کی منتخب تالیفات کا تحقیقی مطالعہ"

[تیسری تادسویں صدی]

مکمل کیا' لہذا میں سب سے قبل رب العالمین کی شکرگزار ہوں جس کی توفیق سے ہی اچھے کام بخیر وخوبی انجام پذیر ہوتے ہیں' تاہم حدیث رسول اللہ ﷺ کے مطابق [من لم یشکر الناس لایشکر الله]

میں عمیق دل سے شکرگزار ہوں محترم **پروفیسر ڈاکٹر عبد الرشید** رئیس کلیۃ معارف الاسلامیہ کی' جن کی شبانہ روز کوششوں سے کلیہ میں تحقیقی فضاء قائم ہوئی اور محققین و باحثین کیلیے تحقیق کے دروازے واگزار ہوئے' اور شکرگزار ہوں نہائیت ہی مشفق استاد **پروفیسر ڈاکٹر فضل احمد** صاحب کی جن کی توجہات وتعلیمات اور دوران بحث علمی مشکلات کے حل میں رہنمائی سے تحقیقی کام مکمل ہوا۔

رب العالمین سے دعا گوہ ہوں کہ اللہ میرے اس عمل کو شرف قبولیت سے نوازے (آمین)

سمیہ

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف موضوع:

انسانی قدر و منزلت صرف علم پر مبنی ہے، اور تمام ذی روح مخلوق پر انسان کی برتری صرف اور صرف علم کی مرہون منت ہے، تمام دنیاوی علوم میں علم دین کی حیثیت جسم میں دل کی ہے، دنیاوی علوم میں انسان کتنا ہی ماہر کیوں نہ ہو جائے پھر بھی حقیقی کامیابی و سعادت مندی کے لئے علم دین کا محتاج ہے۔

علم دین سے عاری انسان ایک طرف تو بقیہ حیوانات سے ممتاز ہے' لیکن دوسری جانب وہ حیوانات سے بھی کم درجہ رکھتا ہے' قرآن کریم اس کی یوں وضاحت کرتا ہے'[لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم أعین لا یبصرون بھا ولھم آذان لا یسمعون بھا آولئک کالانعام بل ھم أضل](1)

ان کے پاس دل ہیں مگر وہ سوچتے نہیں' ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ دیکھتے نہیں' ان کے پاس کان ہیں مگر وہ سماعت سے محروم ہیں' وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے۔

عصری علوم کی ترقی و رفعتوں کو دیکھنے والا اس امر کا بخوبی مشاہدہ کر سکتا ہے' کہ وہ اقوام جو اپنے آپ کو ترقی یافتہ شمار کرتی ہیں' ایک طرف تو بلندیوں کی چوٹیاں سر کر رہی ہیں' اور آئے دن نئے نئے انکشافات سامنے لا رہی ہیں' لیکن دوسری طرف اخلاقیات کی پستی میں اترتی جا رہی ہیں' نہ کوئی عقیدہ ہے' نہ عبادت' نہ اخلاقیات' نہ اصلاحات بلکہ ان کی مثال ایسی پتنگ کی سی ہے، جو آفاق کی وسعتوں میں پرواز تو کر رہی ہے' مگر اپنے مالک سے رابطے کی ڈور کٹ چکی ہے' نہ اسکی کوئی منزل ہے نہ مقام' بلکہ فضائی اٹھکیلیاں کھا رہی ہے اور اپنے انجام سے بے خبر محو پرواز ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے٭[انّ من قلب ابن آدم فی کل واد شعبہ من اتبع قلبہ الشعب کلھالم یبال اللہ بہ فی أی واد ھلک ومن توکل علی اللہ وأقبل الیہ کفاہ تلک الشعب کلھا](2)

ابن آدم کے دل میں ہر وادی کا شعبہ ہے' پس جس نے اپنے دل کو ان شعبہ جات کے پیچھے لگا لیا تو اللہ کو کوئی پروا نہیں کہ وہ کس وادی میں تباہ ہوتا ہے' اور جو اللہ پر توکل کرے اور اپنے دل کو اسی کی طرف لگا

رکھے ان تمام شعبہ جات سے وہ کافی ہو جائے گا۔

ایک دوسری حدیث میں یوں الفاظ ہیں[قال رسول الله ﷺ اذا عظمت أمتي الدنيا نزهت منها هيبة الاسلام واذا تركت الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر حرمت بركةالوحي و اذا تسابت امتي سقطت من عين الله تعالى](3)

جب میری امت نے دنیا کو بڑا سمجھ لیا تو اس سے اسلام کی ہیبت چھن جائے گی' اور جب اس نے أمر بالمعروف اور نهي عن المنكر چھوڑ دیا تو یہ وحی کی برکات سے محروم ہو جائے گی' اور جب باہمی گالی گلوچ کرے گی تو اللہ کی نظر سے گر جائے گی۔

بعد ازاں مزید وضاحت فرمائی' کہ سب دشتم کا آغاز تکبر' مسلمانوں کو حقیر سمجھنا' احوال دنیا میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے' اور باہمی حسد وبغض سے ہے' یوں فرد اللہ کی نظر سے گر جاتا ہے' اللہ کی نظر سے گرنے والا اس کے قلعہ حفاظت ورعایت سے نکل جاتا ہے' لہذا اسے دنیا وآخرت میں ذلت وخسران کے لئے تیار رہنا چاہیے' اللہ کی رعایت کے خاتمہ سے فرد گونا گوں مصائب ومشکلات کا نہ صرف شکار ہو جاتا ہے بلکہ اس سے دین واپس لے لیا جاتا ہے' جو اللہ تعالی کی نظر سے گر جاتا ہے اللہ کو اس کی کچھ پروا نہیں ہوتی کہ وہ کہاں تباہ ہو رہا ہے' والعياذ بالله۔(4)

انسانی فطرت میں شیطانی قوت بھی ہے' اور اس قوت کو ایمان وصحیح علم ہی حد اعتدال میں رکھ سکتا ہے فرمان باری تعالی ہے'[ان النفس لامارة بالسوء الا من رحم ربي]۔(5)

نفس تو بدی پر اکساتا ہی ہے' الا یہ کہ کسی پر میرے رب کی رحمت ہو' انسان کی فطرت دیکھتے ہوئے ہی تخلیق آدم کے وقت فرشتوں نے کہا [أتجعل فيها من يفسد فيها ويسفق الدمآء](6) کیا آپ زمین میں اسے خلیفہ مقرر کرنے والے ہیں' جو اس کے نظم ونسق کو بگاڑ دے گا اور خونریزیاں کرے گا۔

تمام اديان سماوية کی طرح دین اسلام کی اساس بھی وحی الهی پر ہے' اور وحی الهی کی دو اقسام ہیں۔

1- القرآن الکریم ,جسے وحی متلو بھی کہا جاتا ہے

2-حدیث نبوی ﷺ ,جسے وحی غیر متلو کہا جاتا ہے۔

قرآن مجید چونکہ ایسی وحی الھی پر مشتمل ہے، جس کے الفاظ اور معانی دونوں اللہ کی طرف سے ہیں لہذا مخلوق علم کی اعلی حدود پر فائز ہو کر بھی ایسا کلام پیش کرے سے عاجز اور قاصر ہے، یہی وجہ ہے کہ آج تک اس میں کسی قسم کی افراط و تفریط نہ ہوئی ہے نہ ہوگی نہ ہی ہونے کا امکان ہے، قرآن کریم کی روایت چونکہ متواتر لفظی ہے لہذا اس پر کسی قسم کی جرح و تعدیل کی ضرورت نہ ہے، یوں قرآن قطعی الثبوت ہے، قرآن کے تحفظ کا اللہ تعالی نے وعدہ فرمایا حکم ربانی ہے: [انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون](7) اس کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود ہی اس کے نگہبان بھی ہیں۔

حدیث نبوی بھی وحی الٰہی کی ایک قسم ہے، جس کے معانی و مفاہیم تو الھامی ہیں، البتہ ان کی لفظی اور عملی تفسیر نبی ﷺ کی طرف سے قولا و عملا بیان کردہ ہے، اسی لئے حدیث اور سنت کی تعریف میں محدثین کا کہنا ہے کہ حدیث [ما ثبت عن النبیﷺ من قول أو فعل او تقریر أو صفة خلقیة أو خلقیة او سیرة سواء کان قبل البعثة أو بعدھا]۔(8)

آپ کے فرمودات وافعال اور آپ کے سامنے ادا کئے گئے افعال واقوال نیز آپ کی خلقی یا خُلقی صفات، اور آپ کی سیرت طیبہ خواہ اس کا تعلق بعثت و رسالت کے زمانہ سے قبل ہو یا کہ بعد میں حدیث کہلاتی ہے، مزید سنت کی یوں بھی تعریف کی جاتی ہے۔ [ماثبت عن النبیﷺ من الاقوال والافعال وغیرھا مما ھو تبیان للقرآن وتفصیل للاحکام وتعلیم للادآب وغیر ذلک من مصالح المعاش والمعاد](9)

سنت نبی کریم ﷺ کے فرامین وافعال سے عبارت ہے جس میں قرآن کی وضاحت، احکام کی تفصیل، آداب کی تعلیم اور دنیا اور آخرت کے مصالح کا بیان ہے۔

1- حدیث میں معانی و مفاہیم کی تعبیر چونکہ نبی کریم ﷺ کے الفاظ سے کی گئی ہے، تو اس میں

پیوندکاری کا احتمال ممکن ہے' اور غیر حدیث کی نسبت آپ کی جانب ممکن تھی۔

2-حدیث کی روایت متواتر و آحاد دونوں اقسام پر مشتمل ہے' لہذا اس میں رواۃ پر جرح و تعدیل کی ضرورت تھی' تاکہ صحیح أحادیث کو ضعیف سے الگ کردیا جائے' نیز حدیث چونکہ قرآن کریم کی أصح ترین توضیح و بیان ہے' بدوں ایں قرآن کی صحیح اور درست تعبیر نہ ممکن تھی' لہذا أحادیث رسول الله ﷺ کو بھی ان کی اصلی حالت میں رکھنا مسلم أمة کے لئے وسائل زندگی سے بھی زیادہ ضروری و لازمی ہے۔

امت محمدیہ کے اولین افراد صحابہ کرام وہ لوگ ہیں جنھوں نے حضور ﷺ سے براہ راست دین اسلام کا علم حاصل کیا یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے حدیث نبوی کو نہ صرف حاصل کیا بلکہ اسے حفظ کیا پھر کمال دیانداری کے ساتھ اپنے شاگردوں یعنی تابعین کو اس سے اگاہ کیا اور تابعین حضرات نے تبع تابعین کو اس کی تعلیم دی' یوں علم حدیث محدثین تک باسند پہنچا۔

سند کا آغاز' اہمیت وافادیت:

صحابہ کرام حدیث بیان کرتے وقت صراحت فرماتے' کہ یہ حدیث میں نے آپ سے سماعت کی یا یہ کام میں نے آپ کو کرتے ہوئے دیکھا' آپ کی موجودگی میں یہ کام ہوا اور آپ نے خاموشی اختیار کی' اسی طرح تابعی بھی اس کی وضاحت کرتے' کہ یہ حدیث میں نے فلاں صحابی سے سماعت کی تو حدیث نبوی کی روایت کا باسند آغاز ہوا' چونکہ حدیث کے مقبول و مردود ہونے کا دارومدار وانحصار راویان حدیث پر ہے' یوں راویان حدیث کی تین اقسام سامنے آئیں۔

1-وہ راویان حدیث جن کی روایت کردہ احادیث مقبول ہیں۔

2- وہ راویان حدیث جن کی روایت کردہ احادیث مردودہ و نا قابل قبول ہیں۔

3-وہ راویان حدیث جن کی روایت کردہ احادیث میں توقف ہے اور دیگر رواۃ کی بیان کردۃ مرویات کی روشنی میں ان کی بیان کردہ حدیث کا فیصلہ کیا جائے گا۔

لہذا یہ معلوم کرنے کے لئے کہ یہ حدیث واقعۃ ہی آپ کی بیان کردہ حدیث ہے یا اس کی نسبت آپ

کی طرف غلط ہے' صرف اور صرف رواۃ کے احوال پر مبنی ہے' راوی کے حالات معلوم کرنا اور اس بات کی فیصلہ کرنا کہ راوی ثقہ ہے یا ضعیف علم الرجال کہلاتا ہے' علم الجرح و التعدیل کے بنیادی قواعد و

ضوابط سب سے پہلے الله رب العالمین نے قرآن پاک میں بیان فرمائے' اور پھر نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابه کرام اور متبعین اسلام' محدثین' ناقدین رجال' ماهرین علل حدیث نے اس کی تکمیل فرمائی اور اس پر عمل کیا۔

علم رجال:

فن رجال کی لغوی تعریف:

فن رجال مرکب اضافی ہے،اس میں کلمة فن مضاف اور رجال مضاف الیه ہے' کلمه فن فنون کی جمع ہے' جس کا مفہوم ایک خاص قسم کے اصول و ضوابط جن کی مدد سے متعلقہ علم کی حدود و قواعد متعین کیے جا سکیں۔(10)

رجال کا مفرد رجل ہے اس سے لغوی مراد تو بنی نوع انسان کا ہر فرد ہے' رجل کا لفظ بنی آدم سے جنس مذکر کے لئے خاص نہیں' بلکہ اس میں مذکر و مونث دونوں شامل ہیں' قرآن مجید میں ہے [رجال لاتلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله](11) اس میں لفظ [رجال] سے مذکر و مؤنث سب ہی بنی آدم مراد ہیں۔

فن رجال کی اصطلاحی تعریف:

اس فن کا دوسرا نام علم "الجرح و التعدیل " ہے' اس کی تعریف یوں کی جاتی [هو علم یبحث فی الرجال الذین رووا الحدیث جرحا وتعدیلا بالفاظ مخصوصة اصطلح علیها للحکم علی مرتبة الحدیث من معرفة احوال رواته)۔(12)

ایسا علم جو جرح وتعدیل کے مخصوص الفاظ سے ان اشخاص کے متعلق بحث کرتا ہے' جو احادیث کے [illegible] حکم لگایا جاتا ہے۔

علم الرجال کی تعریف ان الفاظ میں بھی کی جاتی ہے [هو علم يتعلق ببيان مراتب من حيث تضعيفهم أو توثيقهم بتعابير فنية متعارف عليها عند علماء الحديث]۔(13)

اصول حدیث کے متعارف فن کے مطابق راویوں کے ضعف وسقم ' ثقاهت وثبات کا معلوم کرنا علم الجرح والتعدیل کہلاتا ہے۔

الجرح والتعدیل کی لغوی تعریف:

الجرح لغة: جرح يجرح جرحا راء پر زبر ہو' تو اس کے معنی زخم لگانا ہے' جیسا کہا جاتا ہے' [جرحه أى شق بعض بدنه] جس کے معنی بدن کے بعض حصے کو زخمی کرنا ہے۔ اور [جرحه بلسانه] بھی بولا جاتا ہے، جس کا معنی [عابه] اس کو عیب دار کر دیا۔(14)

اسی سے عربی کا شعر ہے۔

[جراحات السنان لها التيام ☆ و لا يلتام ما جرح اللسان]

نیزے کا زخم بھر جاتا ہے لیکن زبان کا زخم نہیں بھرتا۔

جرح يجرح جرحا راء پر زیر کے ساتھ ہو، تو الجرح سے اسم ہے' اور اس کا اطلاق زخم پر ہوتا عربی میں کہا جاتا ہے' [جرح يجرح جرحا أثر فيه بالسلاح] ہتھیار سے کسی کے بدن پر زخم لگانا ' گواہ پر جرح کرنا اور اس کی گواہی کو رد کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے' کہا جاتا ہے' [جرح الشاهد اذا طعن فيه و رد قوله] گواہ پر جرح کی اور اس کی بات کو رد کر دیا' اور یہ بھی کہا جاتا ہے' [جرح الحاكم الشاهد اذا عثر منه على ما تسقط به عدالته من كذب و غيره] کہ حکمران نے گواہ پر جرح کی یعنی گواہ کے متعلق ایسے شواہد سامنے آئے [مثلا جھوٹ وغیرہ] جنہوں نے شاہد کو منصب عدالت سے گرادیا' اور وہ قابل اعتماد نہ رہا' فن رجال کی اصطلاح میں یہی معنی مراد ہے' جیسا کہ امام شہاب الدین الزہری کا بیان ہے' [أن الاحاديث كثرت حتى احوجت أهل العلم بها الى جرح بعض رواتها و رد روايته]۔(15)

أحادیث اس قدر زیادہ بیان کی جانے لگیں کہ اہل علم نے بعض رواۃ پر جرح کی ضرورت محسوس کی اور ان کی مرویات کو مردود و نا قابل قبول قرار دیا۔

الجرح اصطلاحا:

اسماء الرجال کی کتب میں جرح کی تعریف بایں الفاظ منقول ہے[ھو ان ینسب الی قائل مایردّ لأجلہ قولہ فی خبر أو شھادۃ من فعل معصیۃ او ارتکاب ذنب وما یخل بالعدالۃ (16) کسی شخص میں ایسے عیوب کا پایا جانا جس کی بناء پر اس کی بیان کردہ بات و شہادت قابل قبول نہ ہو' وہ عیب کسی معصیت یا ایسے گناہ کا ارتکاب کرنا ہے جو مخل بالعدالت ہو۔

التعدیل لغۃ:

عربی زبان میں عدل ظلم کی ضد ہے' یعنی عدل سیدھا اور راہ راست کے معنی میں استعمال ہوتا ہے' [یقال عدل الشعر ای جعلہ موذونا مستقیما] (17) بالوں کو سیدھا برابر کرنا' مذکر مؤنث واحد تثنیہ اور جمع سب کے لئے لفظ عدل ہی استعمال ہوتا ہے۔ یعنی کہا جائے گا[ھو عدل 'ھی عدل 'ھما عدل 'ھم عدل 'ھن عدل]

التعدیل اصطلاحا:

اسماء الرجال کی کتب میں تعدیل کی تعریف بایں الفاظ منقول ہے[ھو ما ینسب الی قائل ما یقبل لاجلہ قولہ من فعل الخیر والفقہ والمروۃ والتدین بفعل الموجبات وترک المنکرات ۔ (18) جو شخص واجبات کی ادائیگی ، اور محرمات سے اجتناب کر کے اللہ کے ہاں اور اپنے اخلاق وکردار سے خلق خدا کے ہاں اس مقام پر پہنچ جائے کہ اس کی بیان کردہ بات اور اس کی شہادت/ گواہی قابل قبول ہو۔

جرح وتعدیل کی اصطلاحی تعریف:

اسماء الرجال کی کتب میں جرح و تعدیل کی تعریف بایں الفاظ منقول ہے[هو: علم يتعلق ببيان مراتب الرواة من حيث تضعيفهم أو توثيقهم بتعابير فنية متعارف عليها عند علماء الحديث 'و هی دقيقة الصياغة و محددة الدلالة مما له أهمية فی نقد اسناد الحديث۔(19) یہ وہ علم ہے'جس میں محدثین کے ہاں متعارف فنی اصطلاحات کو مدنظر رکھتے ہوئے رواہ حدیث کے ضعف و ثقاهت کے مراتب کا بیان ہوتا ہے'سند حدیث کی تنقیح و تنقید میں اس باریک بینی کی بہت اہمیت ہے۔

علم الجرح والتعدیل کا فائدہ:

یہ فن علم حدیث میں ایک رکن رکین کا درجہ رکھتا ہے'اسی علم کی بناپر احادیث صحیحه و سقیمه/ ضعیفه کے مابین فرق و امتیاز قائم کیا جاسکتا ہے' علماء حدیث نے اس بات پر اتفاق کیا ہے' کہ ضعیف اور جھوٹے راویوں کے نقص اور عیب کا اظہار واعلان واجب ہے' کیونکہ اس سے دین کا تحفظ ہوتا ہے' اسی لئے راویوں کی جرح وتعدیل بیان کرنا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے'اور دین اسلام کی حفاظت جرح وتعدیل کے بغیر ممکن نہیں'اور جس چیز کے بغیر کسی چیز کی تکمیل نہ ہوسکتی ہو'تو دونوں کا حکم ایک ہوتا ہے جیسا کہ اصول فقه کا معروف قاعدة ہے ، [اذا توقف فعل المأمور به علی شئی کان ذالک الشئی مأمورا به فان کان المأمور به واجبا کان ذلک الشئی واجبا و ان کان المأمور به مندوبا کان ذالک الشئی مندوبا](20) جس پر واجب یا مندوب کا انحصار ہو وہ شئی بھی واجب یا مندوب ہوتی ہے'یا وسائل و مسائل کا حکم ایک ہے۔

حکم الجرح والتعدیل:

شرعی ضرورت کی بناء پر جرح وتعدیل واجب ہوجاتی ہے' اور یہ غیبت محرمة کے زمرہ / دائرہ کار میں شمار نہیں ہوتی' یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ شرعی اغراض و مقاصد کی بناپر

غیبت مباح ہے، شرعی اغراض کی چھ اقسام ہیں۔

1-**مظلوم:** مظلوم انسان قاضی وحاکم، اولی الأمر یا کسی بھی صاحب انصاف کے پاس ظالم کا ظلم بیان کرسکتا ہے جبکہ انصاف مطلوب ہو۔

2- **تغیر المنکر**: برائی کو روکنے کے لئے کسی ایسے شخص سے احوال بیان کیا جائے جو برائی بے حیائی کو روکنے میں مددگار بن سکے۔

3- **الاسفتاء:** مفتی کے سامنے اپنے باپ بھائی یا شوہر یا کسی فرد کی زیادتی کا یا حق تلفی کا ذکر کرے کہ میرے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

4-**تحذیر المسلمین من الشر :** کسی کے شر یا فتنہ وفساد سے عام مسلمانوں کو خبردار کرنا تاکہ لوگ دھوکے میں نہ رہیں اس کے تحت مندرجہ ذیل احکام بھی شامل ہیں۔

ا- **جرح** :احادیث بیان کرنے والے راویوں کے حالات جاننا اخلاق وکرادار واوصاف کی خبر رکھنا بلکہ امۃ مسلمہ کے نزدیک اس کا درجہ وجوب کا ہے۔

ب-**المشاورة:** شادی بیاہ یا کاروبار یا کسی بھی معاملہ میں مشورہ کیا جائے مستشار کو چاہیے کہ وہ مدمقابل کے بارے میں جو کچھ بھی معلومات رکھتا ہو بغیر کچھ چھپائے سب کچھ بتادے۔

ج-سلفی عقیدہ رکھنے والا شخص جب غلطی سے کسی بدعتی یا فاسق کے پاس علم کی غرض سے جا رہا ہو تو آپ کا اسے مطلع کرنا ضروری ہے، اسی صورت میں آپ ناصحانہ انداز اختیار کریں۔

د- حاکم وقت کے سامنے اس کے ماتحت افسروں کی رپورٹ دینا خاصۃ جب غلط کاموں کا ارتکاب کررہے ہوں تاکہ حاکم وقت ان کا محاسبہ کرے یا ان کی جگہ اچھے لوگوں کو مقرر کرے۔

5- **فسق وبدعت کا اعلانیہ پرچار کرنے والا:** مثلاً شراب پینے والے یا نشہ کرنے والے یا تخریب کاری یا ڈکیتی یا کسی بھی برائی میں ملوث لوگوں کی متعلقہ حکام کو اطلاع فراہم کرنا جبکہ ان کی اصلاح مقصود ہو۔

6 - **التعریف:** جب کوئی شخص کسی عیب یا وصف سے معروف ہو جس کا مفہوم عیب دار ہے، تو

اس وصف یا لقب یا کنیت سے اس شخص کو بیان کیا جا سکتا ہے مثلاً أعمش ۔(21) اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کی آنکھیں متوازی نہ ہوں۔

انتخاب موضوع کا سبب:

علم رجال پر تالیفات کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسماء الرجال پر مؤلفین نے راویان حدیث کی مختلف انواع واقسام میں درجہ بندی کی' اور ان میں سے کسی خاص انداز میں رجال/ رواۃ کو اپنی اپنی تالیفات کے لئے موضوع تالیف بنایا' اور اسماء الرجال کے اس پہلو کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر اپنی تالیف کا علمی مواد جمع کیا' مجوعی طور پر کتب رجال کے موضوعات مندرجہ ذیل ہیں۔

1- وہ تالیفات جن میں صرف صحابہ رسول رضوان اللہ علیھم اجمعین کا ذکر ہے ''معرفۃ الصحابۃ' کے عنوان سے معروف ہوئیں' تمام صحابہ باتفاق اھل السنۃ عادل و ثقۃ ہیں' لہذا ان کتب میں جرح و تعدیل کا ذکر نہ ہے' لیکن صحابہ کی شناخت اور دیگر رواۃ سے تمیز از حد لازمی و ضروری ہے' تاکہ غیر صحابی صحابہ میں شمار نہ ہو جائے۔

2- وہ تالیفات جن میں صحابہ کے ساتھ ساتھ دیگر ثقہ رواۃ کا بھی تذکرہ ہے' ان تالیفات کو کتب ثقات کے عنوان سے ذکر کیا جاتا ہے' مثلاً کتاب الثقات/ محمدبن حبان البستی' وغیرہ۔

3- وہ تالیفات جن میں مجروح رواۃ کو موضوع تالیف بنایا گیا' یعنی کتاب میں جملہ ذکر کردہ رواۃ ضعفاء اور متروک ہوں گے' کتب الضعفاء کہلائیں' مثلاً کتاب الضعفاء/ امام محمد بن اسماعیل بخاری' وغیرہ۔

4- وہ تالیفات جن میں عموماً راویان حدیث کا ذکر کیا' ہر ذکر کردہ راوی کے متعلق ثقہ یا ضعیف کا حکم لگایا گیا' عموماً وہ کتب التاریخ کہلائیں' مثلاً تاریخ الکبیر 'التاریخ الاوسط' التاریخ الصغیر/ محمد بن اسماعیل بخاری وغیرھم۔

5= وہ تالیفات جن کا موضوع مخصوص کتب احادیث کے رواۃ کو بنایا گیا' یعنی اگر راوی

سے رویت کردہ احادیث واثار ان کتب میں ہیں تو اس راوی کا ذکر ہوگا وگرنہ نہیں' ان تالیفات کو [مخصوص کتب حدیث کے رواۃ] کا عنوان دیا گیا مثلا الکمال فی معرفۃ الرجال/عبد الغنی بن عبدالواحد المقدسی' اس میں کتب ستۃ کے رواۃ پر جرح و تعدیل بیان کی گئی ہے۔

6=معرفۃ الاسماء کے نام سے وہ تالیفات موسوم کی گئیں' جن میں راوی کے نام' لقب' کنیت کا ذکر کیا گیا' کیونکہ عرب میں ایک شخص کبھی نام کبھی لقب کبھی کنیت سے ذکر کیا جاتا ہے' تو ممکن تھا کہ اس راوی کو متعدد رواۃ سمجھا جاتا' اور ایک شخص دو یا تین اشخاص بن جاتے' جو کہ علم الرجال میں بہت بڑی غلطی تصور کی جاتی' مثلا "أسامی من یعرف بالکنی "و" کنی من یعرف بلأسماء " / محمد بن حبان البستی' وغیرہ۔

7=راویان حدیث میں ایک کثیر تعداد ایسے رواۃ کی ہے جن میں باہم نام و کنیت و لقب و قبیلہ وشہر ایک ہونے سے اشتباہ پیدا ہوسکتا ہے' لہذا ائمہ اسلام نے ایسی کتب تحریر فرمائیں' کہ ان میں باہم تمیز ہوسکے' یہ کتب [المتفق والمفترق و المتشابہ] کے عنوان سے پہچانی جاتی ہیں' مثلا "المتفق و المفترق "اور "المفترق الکبیر "۔(22)

متفق سے مراد ایسے رواۃ ہیں جن کے نام لکھنے اور پڑھنے میں ایک جیسے ہوں مثلا الخلیل بن احمد نامی ہم عصر چھ (6) رادۃ ہیں اور احمد بن جعفر بن حمدان نامی ہم عصر چار (4) ہیں۔(23)

8=کچھ رادیان حدیث کے نام جو لکھنے میں ایک جیسے ہیں مگر تلفظ مختلف ہے' ایسی تالیفات [المؤتلف والمختلف] کے عنوان سے قلم بند کی گئیں' مثلا سلاّم تشدید کے ساتھ اور سلام بغیر تشدید کے اسی طرح ابو عمرو السیبانی [سین] کے ساتھ' اور ابو عمرو الشیبانی [شین] کے ساتھ لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔(24) مثلا" المؤتلف و المختلف فی اسماء الرجال "/عبد الغنی بن سعید الأزدی مطبوع از الھند' الہ آباد'/تحقیق محمد محی الدین الجعفری۔

ایسے رواۃ کا بھی ذکر ملتا ہے جو دو راوی باہم تشابہ ہیں یعنی نام و نسب میں ایک ہیں لفظ [اب] یا لفظ [ابن] کی تقدیم وتاخیر سے مختلف ہیں مثلا یزید بن اسود اور اسود بن یزید مذکورہ اقسام رواۃ میں تمیز

بہت ہی ماہرانہ عمل ہے، خصوصا جبکہ ان کا تعلق ایک طبقہ سے تعلق ہو جیسا کہ ابو صالح کنیت والے بیس [20] افراد حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔(25)

مذکورہ الذکر کتب رجال کی تقسیم بحیثیت موضوعات کہ کس قسم کے رواۃ کتاب میں ذکر ہوں گے؟ اور اسلوب تالیف کیا ہوگا؟ درج ذیل امور سامنے آتے ہیں۔

1= کسی نے کتاب میں ذکر کردہ راویان کو راوی کے نسب سے ذکر کیا یعنی قریشی ایک جگہ اور قحطانی دوسری جگہ لہذا ایسی کتاب میں سے راوی کو تلاش کرنے کے لئے راوی کا نسب اور قبیلہ معلوم ہونا چاہیے مثلا طبقات خلیفه ابن خیاط۔

2= بعض مولفین نے اپنی کتاب کو طبقات پر مرتب کیا مثلا پہلے صحابہ کا ذکر ان کے بعد تابعین ان کے بعد تبع تابعین اور ان کے اختتام پر تبع الاتباع' لہذا ایسی کتاب سے استفادہ کے لئے راوی کے طبقه کا علم ہونا ضروری ہے مثلا کتاب الثقات لابن حبان' وغیرہ۔

3= بعض مولفین نے اپنی تالیف میں رواۃ کو بلاد کی ترتیب سے مرتب کیا ہے' مثلا من اھل المدینه'من اھل مکة'من اھل مصر'من اھل بغداد ایسی کتب سے استفادہ کے لئے راوی کے شہر کا علم ہونا لازمی ہے ورنہ پوری کتاب سے تلاش کرنا مشکل ہوگا مثلا کتاب تاریخ بغداد وغیرہ۔

4= بعض کتب رجال حروف تہجی کی ترتیب سے مرتب کی گیئں' راوۃ کے ناموں کی ترتیب کے ساتھ ان کے والد اور دادا کے ناموں کو بھی حروف تہجی کی ترتیب سے مرتب کیا' یہ کتابیں نہایت سھل الاستفادہ ہیں جیسے امام ابن حجر العسقلانی کی کتاب تهذیب التهذیب' اور امام شمس الدین الذهبی کی کتاب میزان الاعتدال فی نقد الرجال۔

عصر حاضر میں اردو داں طبقہ کے لئے کتب رجال سے استفادہ کے پیش نظر میں نے اپنے تحقیقی مقالہ کو مقدمہ اور پانچ ابواب واختتامیہ اور کتابیات پر تقسیم کیا ہے' مقدمہ میں میں نے موضوع کا تعارف ،فن رجال کی لغوی واصطلاحی تعریف' علم رجال کی اہمیت وافادیت' سند کا آغاز' اسالیب تالیف کتب رجال کو شامل کیا ہے۔

باب اول میں ازآغاز تادسویں صدی ہجری تک اسماء الرجال کا تاریخی تجزیہ پیش کیا ہے۔

باب دوم میں صحابہ رسول رضوان اللہ اجمعین پر تالیفات کا تجزیہ اور پھر منتخب کتب پر تفصیلی تحقیقی مطالعہ پیش کیا۔

باب سوم میں ثقات رواۃ پر تالیفات کا تاریخی تجزیہ اور منتخب کتب پر تفصیلی تحقیقی مطالعہ پیش کیا ہے۔

باب چہارم میں ضعفاء رواۃ پر لکھی جانے والی کتب کا تاریخی جائزہ اور منتخب کتب کا تحقیقی مطالعہ کا ذکر ہے۔

باب پنجم میں کتب مخصوصہ کے رواۃ پر تالیفات کا جائزہ اور منتخب کتب کا تحقیقی مطالعہ پیش کیا ہے۔

اختتامیہ میں دروان تحقیق حاصل شدہ نتائج کا ذکر ہے۔

کتابیات میں ان مصادر و مراجع کا ذکر ہے جن سے علمی و تحقیقی کام میں استفادہ کیا گیا ہے۔

آخر میں دوران بحث و تحقیق قائم کردہ عنوانات کی تفصیل ہے۔

اللہ سے دعا گوہ ہوں کہ رب العالمین میری اس کوشش کو شرف قبولیت سے نوازے اور حدیث کے طالب علموں کے لئے رہنمائی کا سبب ہو اپنی علمی بساط کے مطابق جن نتائج تک رسائی ہوئی بیان کیے گئے ہیں، اگر صحیح و درست ہیں تو اللہ کی توفیق سے اور اگر غلطی ہوئی تو اللہ اور اسکا رسول اس سے بری ہیں' انہ سمیع مجیب ۔

سمیہ

حوالہ جات

1=القرآن الکریم /۷: ۱۷۹

2=ابو عبد اللہ' عبد اللہ بن المبارک ' کتاب الزھد ,بیروت ' دار الکتب العلمیۃ ;
ص ۵٤۰ ج۱

3= ترمذی' محمد بن علی' نوادر الاصول فی احادیث الرسول ﷺ ,بیروت ,
دار الجیل ص ۲۷۰ ج۲

4=ترمذی' ' نوادر الاصول فی احادیث الرسول ﷺ ,محولہ بالا ص ۲۷۰ ج۲

5=القرآن الکریم /۱۲: ۵۳

6= القرآن الکریم /۲: ۳۰

7=القرآن الکریم /۱۵:۹

8=الخطیب محمد عجاج 'السنۃ قبل التدوین ,مصر,مکتبہ وھبۃ ص ۱٦

9=القاسمی'محمد جمال الدین'قواعد التحدیث'بیروت' دارالکتب العلمیۃ'
۱۹۷۹ ص٦۱-٦٤

10=ابن منظور ' محمد بن مکرم ' لسان العرب 'بیروت دار الصادر' ص ۳۲٦ ج ۱۳

11=القرآن الکریم /۲٤: ۳۷

12= البخاری ' محمد بن اسماعیل ' کتاب التاریخ الکبیر 'بیروت 'دارالفکر' مقدمۃ
الناشر ص ۳

13= العمری 'اکرم ضیاء 'بحوث فی تاریخ السنۃ المشرفۃ 'بدون ذکر الناشر' ص ۸۳

14= المناوی ' محمد عبد الرؤف ' کتاب التعاریف 'بیروت'دارالفکر الاولی ۱٤۱۰
ص ۲۳۸ ج۱

15=ابن منظور' لسان العرب' محولا باله ص٤٢٢=٤٢٣ ج٢

16= أعظمى' محمد ضياء الرحمن' دراسات فى الجرح و التعديل' الهند' الجامعة السلفية ١٩٨٣ ص ٤٥

17= ابن منظور' لسان العرب' محولا باله ص ٤٣٠ ج ١١

18= أعظمى'' دراسات فى الجرح و التعديل' محولا باله ص ١٨٦

19= الرازى 'ابو حاتم عبد الرحمن 'كتاب الجرح و التعديل 'الهند 'مجلس دائرة المعارف ١٩٥٢' مقدمة الناشر ص/ ب

20= العثيمين' محمد بن صالح' الأصول من علم الأصول' الرياض' جامعة الامام محمد بن سعود الاسلامية ١٩٨٠ ص ١٩

21= النووى' شرف الدين' رياض الصالحين' بيروت 'دارالثقافة العربية' ١٩٩١ ص ٤٥٠

22= حافظ الذهبى'ابو عبد الله شمس الدين محمد 'كتاب تذكرة الحفاظ' بيروت'دار احياء التراث العربى ص ١٠١٤ ج٤

23= ابن صلاح'حافظ ابو عمر عثمان بن عبد الرحمن 'مقدمة ابن الصلاح فى علوم الحديث'يروت'دار الكتب العلمية ١٢٩٨-١٩٧٨ ص ١٤٩

24= ايضا

25=العمرى'دكتور اكرم ضياء'بحوث فى تاريخ السنة المشرفة'بدون ذكر الناشر'الطبعة الرابعة ١٤٠٥-١٩٨٤ ص ١٣١

باب اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فن رجال کا تاریخی ارتقاء:

علم رجال کی ابتداء:

یوں تو علم رجال کا آغاز انسانی معاشرۃ کے وجود سے ہی شروع ہو جاتا ہے, کیونکہ انسان ایک دوسرے کو جب کوئی خبر یا واقعہ بیان کرتا ہے تو سننے والا مخبر کو دیکھتا ہے اگر مخبر سچا اور صادق ہے تو بیان کردہ خبر کو سچ اور صحیح تسلیم کرتا ہے اور اگر مخبر کذاب اور جھوٹ بولنے والا ہو تو سامع ایسے مخبر کی خبر کو بھی جھوٹ اور غلط بیانی سمجھ کر رد کر دیتا ہے, اسی لئے انبیاء پر کبھی بھی جھوٹ ثابت نہیں ہوا باوجود کہ مشرکین و کفار نے تکذیب انبیاء و رسل میں یہی موقف اختیار کیا کہ ہم تمہیں کذاب سمجھتے ہیں' اللہ رب العالمین کا ارشاد پاک ہے [بل نظنکم کاذبین]۔(1) بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

اور جب مشرکین نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن کو بدلنے کا کہا' تو فرمایا یہ میرے لئے ممکن نہیں ارشاد باری تعالی ہے[و اذا تتلی علیھم ایاتنا بینات قال الذین لایرجون لقاء نا ایت بقرآن غیر ھذا او بدلہ قل ما یکون لی أن ابدلہ من تلقاء نفسی ان اتبع الا ما یوحی الی انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم](2) جب انہیں ہماری صاف صاف باتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے, کہتے ہیں کہ اس کے بجائے کوئی اور قرآن لاؤ یا اس میں کچھ ترمیم کرو' اے محمد ﷺ ان سے کہو' میرا یہ کام نہیں ہے کہ اپنی طرف سے اس میں کوئی تغیر و تبدل کر لوں' میں تو بس اس وحی کا پیروکار ہوں' جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے' اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے[قل لو شاء اللہ ما تلوتہ علیکم و لاادراکم بہ فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ أفلاتعقلون] (3) اگر اللہ کی مشیت یہی ہوتی تو میں یہ قرآن تمہیں کبھی نہ سناتا اور اللہ تمہیں اس کی خبر تک نہ دیتا' آخر اس سے پہلے میں ایک عمر تمہارے درمیان گزار چکا ہوں' کیا تم عقل سے کام

نہیں لیتے؟

روم کے بادشاہ هرقل نے ابو سفیان سے پوچھا کہ کیا تم نے محمد ﷺ کی زباں سے اعلان نبوت سے قبل جھوٹ سنا تھا؟ ابو سفیان نے انکار کیا' کہ ایسا کبھی نہیں ہوا' جبکہ ابو سفیان اس وقت کفار کا سرکردہ لیڈر اور مشرکین کا سردار تھا [الفضل ما شهدت به الأعداء]۔ خوبی وہ جس کا دشمن بھی اعتراف کریں۔

تو ملک الروم هرقل نے کہا' یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص انسانوں پر تو جھوٹ نہ بولے اور اللہ رب العالمین پر جھوٹ بولے؟(4)

اور جعفر بن أبی طالب نے حبشه کے حکمران کے سامنے یہ شہادت دی' کہ اللہ نے ہم میں ایسا رسول بھیجا جس کی صداقت و امانت و نسب کو ہم عرصہ چالیس [40] سال سے جانتے ہیں۔(5)

اور دوسرے مقام پر عمومی انبیاء و رسل کے متعلق فرمایا' کہ ان کی تعلیمات میں کسی قسم کا اختلاط و پیوندکاری ممکن نہیں اور اگر شیطان بھی یہ کوشش کرے تو ناکام ہوتا ہے' اور اللہ تعالی اپنے احکامات کو مبنی بر صدق رکھتے ہیں' ارشاد باری تعالی ہے [وما أرسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی أمنیته فینسخ الله ما یلقی الشیطان ثم یحکم الله ایاته والله علیم حکیم] (6)

اور اے محمد ﷺ تم سے پہلے ہم نے نہ کوئی رسول ایسا بھیجا ہے نہ نبی (جس کے ساتھ یہ معاملہ نہ پیش آیا ہو) جب اس نے تمنا کی' شیطان اس کی تمنا میں خلل انداز ہو گیا' اس طرح جو کچھ بھی شیطان خلل اندازیاں کرتا ہے اللہ ان کو مٹا دیتا ہے' اور اپنی آیات کو محکم کر دیتا ہے' اللہ علیم و حکیم ہے۔

اسی طرح الله رب العالمین نے کفار کی زبانی اپنے رسول ﷺ کی صداقت کا ذکر کیا ہے کہ [انهم لایکذبونک و لکن الظالمین بایات الله یجهدون](7) یہ لوگ آپ کی تکذیب نہیں کرتے یہ ظالم تو اللہ کی ایات کی تکذیب کرتے ہیں۔

انبیاء و رسل کے بعد ان کی تعلیمات کو اصحاب رسل رضی اللہ عنہم ہی دیگر افراد تک منتقل کرتے ہیں' ان کی صداقت و امانت و حفظ و دیانت اسلوب قرآنی سے نمایاں ہوتے ہیں' جبکہ منافقین و کفار کی پرزور مذمت کی جاتی ہے۔

شریعت اسلامیہ کا اولین ماخذ چونکہ قرآن کریم ہی ہے' لہذا قرآن کریم میں علم الجرح و التعدیل کے بنیادی اصول و ضوابط ضرور بیان ہیں' ارشاد رب العالمین ہے[ان جاؤکم فاسق بنباء فتبینوا ان تصیبوا قوما بجھالة فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین (8) اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لائے تو تحقیق کر لیا کرو' کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو۔

مذکورہ ایت کریمہ میں ایسے شخص کو فاسق کہا گیا ہے' جس کی خبر سے معاشرہ میں انتشار و بدامنی کے پہنچنے کا اندیشہ ہو تو فرمایا کہ ایسی خبر کو بغیر تحقیق قبول نہ کرو۔

دوسری ایت کریمہ میں ارشاد ربانی یوں ہے [والذین یرمون المحصنات ثم لم یأتوا باربعة شھداء فاجلدوھم ثمانین جلدة ولاتقبلوا لھم شھادة ابدا وأولئک ھم الفاسقون] (9) اور جو لوگ پاکباز خواتین پر تہمت لگائیں پھر چار [4] گواہ لے کر نہ لائیں ان کو اسی (80) کوڑوں کی سزا دو' اور ان کی شھادت کبھی قبول نہ کرو' اور وہ خود ہی فاسق ہیں۔

کسی پر زنا کا الزام لگانے اور اس الزام کو ثابت کرنے کے لئے چار [4] گواہ پیش نہ کرنے والے کو فاسق قرار دیا اور کبھی بھی اس کی گواہی قبول نہ کرنے کا حکم دیا ہے' حدیث کا بیان کرنا ایک قسم کی شہادت دینا ہے' کہ بیان کردہ حدیث رسول اللہ ﷺ کا قول و فعل ہے' لہذا شاہد کا صادق و عادل ہونا ضروری ہے ارشاد رب تعالی ہے' کہ جب بھی کوئی لین دین کا معاملہ کرو تو تحریر میں لے آیا کرو' محرر کے متعلق فرمایا [ولیکتب بینکم کاتب بالعدل ولا یأب کاتب ان یکتب کما علّمه الله فلیکتب و لیملل الذی علیه الحق و لیتق الله ربه ولایبخس منه شیا](10)

فریقین کے درمیان انصاف کے ساتھ ایک شخص دستاویز تحریر کرے' جسے اللہ نے لکھنے پڑھنے کی قابلیت بخشی ہو' اسے لکھنے سے انکار نہ کرنا چاہیے' وہ لکھے اور املاء وہ شخص کرائے جس پر حق آتا ہے' (یعنی قرض لینے والا)' اور اسے اللہ' یعنی اپنے رب سے ڈرنا چاہیے' کہ جو معاملہ طے ہوا ہو اس میں کوئی کمی بیشی نہ کرے۔

سورۃ طلاق میں ارشاد ہے کہ رجوع و طلاق پر اصحاب عدل کو گواہ بناؤ [و أشھدوا ذوی

عدل منکم و أقیموا الشھادۃ للہ](11) دو ایسے آدمیوں کو گواہ بنالو جو تم میں سے صاحب عدل ہوں، اور (اے گواہ بننے والو) گواہی ٹھیک ٹھیک اللہ کے لئے ادا کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی خبر و شہادت کی قبولیت کے لئے صاحب خبر کا عادل و ضابط ہونا قرار دیا ہے، اور بعض اوقات مخصوص افراد کی تعریف کی، جیسا کہ حضرت سعدبن معاذ کے متعلق آپ نے فرمایا[أصبت حکم اللہ فیھم] (12) ان کے متعلق تو نے اللہ کا پسندیدہ فیصلہ کیا ہے۔

مزید فرمایا[لقد نزل من الملائکۃ فی جنازۃ سعد بن معاذ سبعون الفا] (13) سعد بن معاذ کے جنازہ میں[70.000] ستر ہزار فرشتے شامل ہوئے ہیں۔

دیگر اصحاب رسول رضوان اللہ علیھم کے متعلق کتب فضائل الصحابہ میں متعدد واقعات موجود ہیں، ساتھ ہی مخصوص افراد کی مذمت بھی کی جیسا کہ عیینۃ بن حصن یا مخرمۃ بن نوفل کے متعلق فرمایا[بئس أخو العشیرۃ] (14) خاندان کا برا انسان ہے۔

ایک دوسرے شخص کا آپ کے ہاں سے گزر ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا[من کان ذا وجھین فی الدنیا کان لہ لسانا من نار فمرّ رجل کان ضخما قال ھذا منھم](15) جو دنیا میں دو زبانیں رکھتا ہے، قیامت کے دن اس کی زبان آگ کی ہوگی، ایک بھاری جسم والے انسان کا گزر ہوا، تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ ان میں سے ہے، و العیاذ باللہ۔

لہذا گواہی کی قبولیت کے لئے گواہ کا صاحب عدل ہونا شرط ہے، جس میں صفات عدل ہوں گی اور منفی صفات ناپید ہوں گی اسی کی بیان کردہ روایت قابل قبول ہوگی، اور جو شخص ان صفات کا حامل نہ ہوگا اس کی بیان کردہ احادیث مردود ہوں گی، حدیث کے بیان کرنے میں احتیاط کا حکم دیا گیا ہے فرمان مصطفوی ﷺ ہے[کفی بالمرء کذبا أن یحدث بکل ما سمع](16) انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے ہر سنی سنائی بیان کرنا ہی کافی ہے۔

اور ضعیف و مجروح اور بداحتیاط لوگوں سے حدیث بیان کرنے سے سخت ممانعت آئی ہے، فرمان رسول اللہ ﷺ ہے[سیکون فی آخر أمّتی أناس یحدثونکم ما لم تسمعوا أنتم

و لا آباؤ کم فایاکم و ایاھم] (17) میری امت کے آخری عہد میں لوگ ایسی احادیث بیان کریں کے جو نہ تم نے اور نہ تمہارے اباء واجداد نے سنی ہوں گی' اپنے آپ کو ان سے بچا کے رکھنا' یہ ان کے کذاب ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

دوسری روایت میں یوں ارشاد فرمایا [ھلاک أمتی بالعصبیة' والقدریة' والروایة عن غیر ثبت] میری امت کو تین چیزیں ہلاک کریں گی' تعصب' تقدیر کا انکار' غیر ثبت راوی کی روایات' دوسری روایت میں [غیر عدل] کے الفاظ ہیں۔(18)

حضرت علی بن ابی طالب رضی الله عنه نبی مکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں' آپ نے فرمایا [من عامل الناس فلم یظلمھم' و حدثھم فلم یکذبھم' ووعدھم فلم یخلفھم' فھو من کملت مروئته' وظھرت عدالته' ووجبت أخوته' وحرمت غیبته] (19) جو لوگوں سے معاملہ میں ظلم نہ کرے' ان سے بیان کرنے میں جھوٹ نہ بولے' وعدہ خلافی نہ کرے' یہ صاحب مروّت وعدالت ہے ' ایسے شخص سے دوستی کرنی چاہیے اس کی غیبت حرام ہے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ماعز بن مالک الأسلمی حضور کی مجلس میں حاضر ہوا اور زنا کا اعتراف کیا' تو رسول اللہ نے اس کے اعتراف پر فوراً تنفیذ حد کا حکم نہیں دیا' بلکہ اس کی قوم کے بعض افراد سے اس کے متعلق معلوم کیا' کہ اس پر جنون کے دورے تو نہیں پڑتے ؟ تو قوم نے کہا' ایسی کوئی بات نہیں ہے' پھر آپ نے اس کے اعتراف زنا پر حد کے نفاذ کا حکم فرمایا۔(20)

رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف خبر وشھادت کے قبول کرنے میں صاحب خبر کا ثقہ وصاحب عدل ہونا لازمی قرار دیا ہے' بلکہ ضعیف حدیث بیان کرنا اور اس بات کی وضاحت نہ کرنا کہ یہ حدیث ضعیف و ساقط ہے' شدید وعید فرمائی فرمایا [من حدّث عنی بحدیث یری انه کذب فھو احد الکاذبین] (21) میری طرف منسوب کردہ ایسی حدیث جسے وہ کذب و موضوع خیال کرتا ہے' بیان کرنے والا جھوٹوں میں شمار ہوگا۔

اس پر امام مسلم بن حجاج القشیری رحمہ اللہ نے مقدمہ صحیح مسلم میں درج ذیل باب مقرر کیا [باب وجوب الراوایة عن الثقات وترک الکذابین] (22) صرف ثقات سے روایت بیان کی جاے اور کذابین سے بچا جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے تو معاشرہ میں غلط روایات کے رواج پانے کا سبب بیان فرمایا [ان الشیطان لیتمثل فی صورۃ الرجل فیأتی القوم فیحدّثهم بالحدیث من الکذب فیتفرقون فیقول الرجل منهم سمعت رجلا أعرف وجهه ولا أدری ما اسمه یحدّث](23)

شیطان لوگوں کے پاس آ کر جھوٹی احادیث بیان کرے گا، مجلس سے جانے کے بعد لوگ کہیں گے ایسا شخص احادیث بیان کرر ہا تھا جس کی شکل تو جانی پہچانی ہے مگر نام معلوم نہیں۔

خود نبی مکرم ﷺ نے ایک شخص پر جھوٹ ثابت ہونے پر اس کی گواہی رد فرمادی شریک کا کہنا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ اس نے اللہ پر یا رسول اللہ پر یا عام گفتگو میں اس نے جھوٹ بولا تھا۔ (24)

پہلی صدی اور علم رجال

پہلی صدی میں جرح وتعدیل پر بہت کم گفتگو ہوئی ہے' کیونکہ اس صدی میں اکثریت صحابہ کرام کی تھی' جو کہ باتفاق اهل السنۃ سب کے سب عدول و ثقات ہیں' اور ان سے بیان کرنے والے تابعین بھی اس حدیث کے مصداق تھے کہ [خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم] (25) سب سے بہترین میرے ساتھی [صحابہ] ہیں' اور پھر وہ خوش نصیب حضرات جنہیں ان کے ساتھی/ شاگرد ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

اور اس صدی میں ایک/ آدھ شخص ہی مجروح نظر آتا ہے' جیسا کہ حارث بن عبد اللہ الأعور ابو زھیر الکوفی [المتوفی ٦٥ھج] کے متعلق ائمۃ الجرح و التعدیل کے اقوال منقول ہیں' امام شعبی کا بیان ہے [کان کذابا] اور امام دار قطنی نے بھی اسے ضعیف کہا ہے' جب کہ کئی ایک محدثین نے اسے ثقۃ بھی کہا ہے۔ (26)

اور مختار بن أبی عبید بن مسعود الثقفی [المتوفی ٦٧ھج] کے متعلق معروف ہے' کہ اس نے نبوت کا بھی دعوی کیا تھا' صحیح مسلم میں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا [یکون فی ثقیف کذاب و مبیر] تو فرماتی ہیں کہ کذّاب سے مراد مختار ثقفی ہے۔

اس کے حالات میں ایک عجیب اتفاقیہ کا ذکر ہے' کہ حضرت حسین بن علی کا سر عبید اللہ بن زیاد کے سامنے لایا گیا' عبید اللہ بن زیاد کا سر مختار ثقفی کے سامنے لایا گیا' اور مختار ثقفی کا سر مصعب بن زبیر کے سامنے لایا گیا' اور مصعب بن زبیر کا سر عبد الملک بن مروان کے سامنے لایا گیا' گویا کہ ان میں سے ہر شخص جس نے قتل کروایا وہ خود بھی قتل ہوا۔ (27)

صحابہ میں سے کسی کا کسی دوسرے کے لئے کذب کا لفظ استعمال کرنا' بعد میں معروف مصطلح الحدیث کا فن جرح و تعدیل میں کذب کا اصطلاحی استعمال جس سے مراد راوی کا

ساقط و مجروح ہونا ہے ہرگز نہیں' بلکہ صحابہ کا مقصود خطاء و غلطی ہے' جیسا کہ ابو محمد انصاری صحابی نے جب کہا کہ وتر واجب ہے' تو حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا [کذب ابو محمد] یعنی ابو محمد رضی اللہ عنہ کو غلطی لگی ہے' وتر واجب نہیں۔

یہی لفظ حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت أبی بن کعب کے متعلق استعمال کیا' اور حضرت علی بن أبی طالب نے حضرت مغیرۃ بن شعبہ کے متعلق' اور حضرت عبد اللہ بن سلام نے حضرت کعب الاحبار کے متعلق اور حضرت عائشہ نے حضرت ابو درداء کے متعلق استعمال کیا ہے۔ (28)

یہاں علم الجرح و التعدیل میں اصطلاحاً مستعمل کذب مراد نہیں جس سے راوی ساقط الحدیث ہو جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں باوجود اس کے کہ کمال درجہ کی ثقاہت پائی جاتی تھی' پھر بھی ان سے ایک دوسرے کے متعلق عادل و ضابط ہونے' اور علم الجرح و التعدیل پر گفتگو کرنے کی معتد بہ شہادتیں ملتی ہیں' اگر چہ وہ تفاصیل نہیں جو بعد کے ادوار میں ملتی ہیں' اور اس کی توجیہ عبد اللہ بن عباس صحابی [المتوفی ٦٨ ھجری] نے یوں فرمائی ہے [انا کنا مرّة اذا سمعنا رجلا یقول :قال رسول اللہ ﷺ ابتدرتہ ابصارنا وأصغینا الیہ بأذاننا فلما رکب الناس الصعب و الذلول, لم نأخذ من الناس الا ما نعرف] (29) ابتداء میں تو ہماری آنکھیں اور کان اس شخص کی طرف کھڑے ہو جاتے' جو قال رسول اللہ ﷺ کہتا لیکن جب لوگوں نے بے احتیاطی شروع کی تو ہم صرف ان ماہر شخصیات کی مرویات لیتے جو ثقة و معروف ہیں۔

الجرح والتعدیل کا آغاز:

علم الجرح والتعدیل کا آغاز اسلام میں عهد صحابہ سے ہی شروع ہو گیا تھا' اور یوں علم حدیث کو ہماں قسم کی تحریف وتبدیلی اور افراط و تفریط سے تحفظ مل گیا' اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے عهد صحابہ سے الجرح و التعدیل کی چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں۔

1- حضرت عمر بن خطابؓ کا فرمان ہے کہ [ان اناسا کانوا یؤخذون بالوحی فی عهد رسول الله ﷺ و ان الوحی قدانقطع 'وانما آخذکم الآن بما ظهر من اعمالکم 'فمن أظهر لنا خیرا امناه و قربناه و لیس الینا من سریرته شیٔ' الله یحاسبه فی سریرته 'ومن أظهر لنا سوء لم نأمنه ولم نصدقه و ان قال سریرتی حسنة] (30) عهد نبوی میں وحی الهی کے مطابق کسی کے اچھے برے کا فیصلہ ہوجاتا تھا,اور وحی الهی کے منقطع ہونے کے بعد ظاہری اعمال کی بنا پر کسی کو اپنا امین اور مقرب بنائیں گے اور جس کا ظاہر برا ہوگا نہ اسے امین سمجھیں گے اور نہ اسے قریب آنے دیا جائے گا۔

ایسے ہی ایک دفعہ ابو موسی الأشعری حضرت عمر بن الخطاب سے ملاقات کے لئے ان کے ہاں تشریف لائے' اور تین [3] دفعہ دروازے پر دستک دی' جواب نہ ملنے پر واپس پلٹ گئے' تو حضرت عمر بن خطاب نے بلوا بھیجا اور پوچھا کہ واپس کیوں چلے گئے؟ تو ابو موسی الاشعری نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان فرمائی [اذا استأذن أحدکم ثلاثا فلم یؤذن له فلیرجع] اگر تم میں سے کسی کو تین [3] دفعہ اجازت طلب کرنے پر اجازت نہ ملے تو واپس پلٹ جاؤ۔

تو حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا کہ اس کا شاہد پیش کرو' وگرنہ سزا ملے گی تو جناب ابو سعید الخدری نے گواہی دی' کہ حضور کا یہی ارشاد ہے' اور اسی پر عمل بھی کرتے تھے' ایک دفعہ ہم حضور ﷺ کی معیت میں سعد بن عبادة کے ہاں گئے' آپ نے تین [3] دفعہ دستک دی اور اذن طلب کیا' جواب نہ ملنے پر فرمایا [قضینا ما علینا] ہم نے اپنی ذمہ داری پوری کردی' اور واپس پلٹ گئے' تو سعد بن عبادة نے گھر آنے کی اجازت دی تو پھر آپ ان کے ہاں تشریف فرما ہوے۔(31)

2-أبو هریره [عبد الرحمن بن صخر الدوسی [المتوفی ٥٩]: صحابہ میں سب سے زیادہ (5347) ان کی مرویات ہیں' اور مستشرکین کے زیادۃ اعتراضات بھی ان ہی پر ہیں' ان کی ثقاهت و عدالت پر کبار صحابہ کی آراء مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت عمر بن خطاب (المتوفی ۲۳) نے ابو ہریرہ کا کثرت سے احادیث بیان کرنا سنا تو طلب فرمایا' اور دریافت فرمایا کہ جب فلاں صحابی کے گھر حضور ﷺ کے ساتھ ہم سب جمع تھے آپ کو یاد ہے؟ ابو ہریرہ نے جواب دیا کہ نہ صرف واقعہ یاد ہے' بلکہ یہ بھی یاد ہے کہ نبی ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا تھا' اور یہ حدیث بیان کی [من كذب عليّ متعمدا فيتبواء مقعده من النار] جو بھی مجھ پر عمدا کذب بیانی کرے گا وہ جہنمی ہے۔

یہ سن کر حضرت عمر بن خطاب نے ابو ہریرہ سے فرمایا جاؤ اور احادیث بیان کرو۔(32)

عمر بن خطاب نے ابو ہریرہؓ سے کہا کہ [أنت كنت ألزمنا رسول الله ﷺ و احفظنا لحديثه] (33) تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے اور سب سے زیادہ حدیث کے حافظ ہو۔

3-ابو سعید الخدریؓ (المتوفی ۷۴) نے ابو ہریرہؓ کے متعلق فرمایا [ابو هريره وعاء من العلم] ابو ہریرہ علم کا سمندر ہیں(34)

4-حضرت عائشہ ام المؤمنین(المتوفیۃؓ ۵۸) نے ابو ہریرہ سے حدیث سماعت فرمائی اور فرمایا [صدق ابو هريره] ابو ہریرہ سچے ہیں۔(35)

5-حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حضرت ابو ہریرہ کی موجودگی میں آپ سے کسی شخص نے مسئلہ دریافت فرمایا تو خود جواب دینے کی بجائے ابو ہریرہ سے فرمایا اس کو جواب دو' کمال درجہ کی توثیق ہے۔(36)

6-عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابو ہریرۃ مجھ سے بہتر اور علم حدیث کے زیادہ بڑے عالم و ماہر تھے۔(37)

ابو الزعیزعۃ خلیفہ مروان بن حکم کے سکریٹری کا بیان ہے' کہ ایک دفعہ مروان بن حکم نے حضرت أبو ہریرہ کو بلایا' اور حضرت أبو ہریرۃ حدیث بیان کرتے اور میں پردے کی دوسری جانب لکھتا جا رہا تھا اور ایک سال کے بعد دوبارہ حضرت أبو ہریرہ کو بلایا' اور حدیث بیان کرنے کو کہا اور مجھے کہا

کہ دیکھتے جاو تو ایک حرف کی تبدیلی بھی نہ تھی۔(38)

7-حضرت عائشہؓ ام المؤمنین: [جن کی مرویات 2210 ہیں] کے متعلق ابو موسی عبد الله بن قیس الأشعری [المتوفی ٤٤] بیان کرتے ہیں، کہ ہمیں جب بھی کسی حدیث میں مشکل پیش آتی ہم ام المؤمنین حضرت عائشہؓ بنت ابی بکر رضی الله عنها سے رجوع کرتے اور وہ اس مشکل کا حل بیان فرماتیں۔(39) گویا حضرت عائشه ام المؤمنین علم حدیث میں مر جع الصحابه تھیں، یہ آپ کی بہت بڑی توثیق ہے۔

8-قبیصه بن ذؤیب صحابی [المتوفی ٨٦] نے فرمایا [عائشه أعلم الناس یسألها أكابر الصحابه](40) بلند درجہ کی توثیق ہے۔

9-عروة بن زبیر بن العوام حضرت عائشہؓ کا بھانجہ (المتوفی ٩٣) بیان کرتے ہیں [ما رأیت أحدا من الناس أعلم بالقرآن ولا بالفریضة ولابحلال و حرام ولا بشعر ولابحدیث العرب ولاالنسب من عائشه رضی الله عنها](41)

تفسیر القرآن ،علم الفرائض ،حلال وحرام،شعر و تاریخ ،علم الانساب کو حضرت عائشه رضی الله عنها سے زیادہ صاحب علم میں نے نہیں دیکھا۔

10-عبد الله بن عباس: [جن کی مرویات 1660 ہیں] کے متعلق حضرت عبد الله بن مسعود کا فرمان ہے [نعم ترجمان القرآن](42) قرآن مجید کے بہت ہی عمدہ ترجمان ہیں۔

حضرت عبد الله بن عمر کا فرمان ہے،ابن عباس أعلم أمة محمد بما أنزل علی محمد] (43) رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والے علم [علم القرآن والسنه] کے امت محمدیه کے عظیم عالم تھے۔

زید بن ثابت کی وفات پر حضرت ابوھریرہ نے کہا تھا آج امت محمدیه کا بہت بڑا عالم وفات پا گیا ہے۔ [لعل الله أن یجعل فی ابن عباس منه خلفا](44) شائد الله تبارک و تعالی ابن عباس کو اس کا خلف بنا دیں۔

حضرت عمر بن خطاب کے ہاں جب کسی معاملہ میں مشکل آتی تو اس کے حل کے لئے عبد الله بن عباس کو طلب فرماتے اور کہتے کہ تو ہی اس کا حل بیان کر سکتا ہے۔(45)

خود نبی مکرم ﷺ نے عبد الله بن عباس کو گلے لگا کر دعا دی [اللهم فقهه فی الدین و علمه التأویل](46) اے اللہ اسے دین کی فقاہت اور قرآن کی تفسیر کا علم نصیب فرما۔

11-عبد الله بن عمر کی ثقاهت کے لئے یہی کافی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی الله عنه کی وفات پر متعدد صحابہ نے خلیفة المسلمین کے لئے ان کا نام پیش کیا' اور بیعت کی پیش کش کی۔(47) رسول اللہ ﷺ نے عبد الله بن عمر کے متعلق فرمایا [ان عبد الله رجل صالح](48) عبداللہ ایک نیک و پارسا انسان ہے۔

12-عقبة بن نافع نے وقت وفات اپنے بچوں کو نصیحت فرماتے ہیں کہ [لا تأخذوا الحدیث عن رسول الله ﷺ الا من ثقة](49) بجز ثقه راوی کے کسی کی بیان کردہ حدیث مت قبول کرنا۔

13- ابو محمد سعید بن المسیب المدنی 13 ہجری میں پیدا ہوئے 94 میں انتقال ہوا مدینہ کے فقهاء سبعه [سات فقہاء] میں سے ایک ہیں انھیں سید التابعین بھی کہا جاتا ہے' ان کا یہ قول معروف ہے [انا لا نأخذ الا عن الثقات] [کہ ہم بجز ثقہ راوی کے کسی کی بیان کردہ حدیث قبول نہیں کرتے] علم حدیث 'فقه' زهد و ورع میں ان کا ثانی نہیں تھا۔(50)

14-ابو عبد الله سعید بن جبیر الکوفی 45 ہجری میں پیدا ہوئے 95 میں حجاج بن یوسف نے انھیں شہید کر دیا' ان کے متعلق امام احمد بن حنبل کا یہ قول معروف ہے' کہ دنیا کا ہر شخص ان کے علم کا محتاج ہے' ایک دفعہ اهل کوفه نے عبد الله بن عباس رضی الله عنه سے مسئلہ پوچھا' تو فرمایا کیا تم میں ابن ام الدهماء یعنی عبد الله بن جبیر نہیں ہیں؟ ان سے پوچھو یہ ان کی ثقاہت کی بہت بڑی دلیل ہے۔(51)

15-أبو عمر و عامر بن شراحیل الشعبی ایک دوسرے قول کے مطابق ان کا نام عامر بن عبد الله بن شراحیل کوفی 'بنو حمدان سے تعلق ہے 17 ہجری میں پیدا ہوئے 103 میں

وفات پائی۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے 500 صحابہ سے ملاقات کی ہے' وقت کے بہت بڑے عالم محدث و فقهی تھے' حارث الأعور کے متعلق ان کا کہنا ہے کہ وہ کذاب ہے۔ (52)

16- ابو بکر ، محمد بن سیرین البصری یہ جرح و تعدیل میں عمدہ طریقه سے بحث کرتے ہیں' جب کسی کی تعریف کرنا مقصود ہوتو فرماتے [ھو کما شاء الله] اور جب کسی کی جرح بیان کرنا مقصود ہوتو فرماتے [ھو کما یعلم الله] 33 ہجری میں پیدا ہوئے 110 میں انتقال ہو۔

محمد ابن سعد کا بیان ہے کو محمد ابن سیرین [کان ثقة 'مأمونا' عالیا' رفیعا' فقیها' اماما 'کثیر العلم] اوران کے متعلق معروف ہے کہ وہ حدیث بلفظه بیان کرتے تھے۔ (53)

دوسری صدی

دوسری صدی کے آغاز میں جب کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور کبار تابعین کا زمانہ گزر چکا ہے' اور اوساط التابعین کا دور ہے' جن میں کافی تعداد ضعفاء رواۃ کی ملتی ہے' تو یہاں پر جرح و تعدیل بھی اسی انداز میں بکثرت ملتی ہے' اور ضعف اکثرا حادیث کے راویان کے ضبط و تحمل سے متعلق ہے' موقوف حدیث کو مرفوع حدیث بیان کر دیا ' یا حدیث کو مرسل بیان کر دیا یعنی حدیث میں رویت کردہ صحابی کو حذف کر دیا' مثلاً ابو ھارون عمارۃ بن جوین العبدی ' کو امام شعبہ بن حجاج نے ضعیف قرار دیا' حماد بن زید نے اسے کذاب کہا' ابو زرعہ نے ضعیف الحدیث کہا ہے جبکہ امام ابو عبد الرحمن شعیب النسائی نے متروک الحدیث کہا ہے۔امام جوزجانی نے کذاب و مفتری کہا ہے۔(54)

کتب رجال میں جرح و تعدیل کی ان گنت مثالیں مذکور ہیں' اختصار کے پیش نظر اب ان معروف و مشہور محدثین و أئمۃ عظام کا ذکر کیا جاتا ہے' جن کی علمی کاوشیں اس راہ کی قندیل اور اس نہیت زیرک میداں کی درخشاں مثالیں ہیں۔

17`- ابو محمد سلیمان بن مھران الأعمش: قرآن و حدیث و علم الفرائض کے بہت بڑے عالم تھے' ابن عیینہ کا قول ہے[سبق الأعمش أصحابه باربع کان اقرهم للقرآن و أحفظهم للحدیث و اعلمهم بالفرائض] سلیمان بن مھران الاعمش اپنے معاصرین پر چار علوم میں سبقت لے گئے' قرآن کے بہت بڑے قاری تھے' حدیث کے بلند پایہ حافظ تھے' فرائض[وراثت] کے بہت ہی ماہر تھے' اور امام ابو الحسن العجلی نے کہا [کان ثقة ثبتا فی الحدیث] علم حدیث میں ثقہ و ثبت کا درجہ انھیں حاصل تھا' آپ 61 ہجری میں پیدا ہوئے 138 میں وفات پائی۔(55)

18- أبو حنیفہ نعمان بن ثابت،الکوفی 'کوفہ میں 80 ہجری میں پیدا ہوئے بغداد میں 150 میں وفات پائی' اھل السنة کے چار أئمۃ میں سے ایک ہیں 'مذہب حنفی کے پیشواہ امام ہیں۔

عبد الله بن مبارک کا فرمان ہے[أفقه الناس أبو حنيفة ما رأيت في الفقه مثله] امام ابو حنیفه معاصرین پر علم فقه میں فوقیت رکھتے تھے'علم فقه میں ان کا ثانی نہیں دیکھا۔

اوریحی بن معین کا فرمان ہے [كان أبو حنيفة ثقة] ابو حنيفه ایک ثقه راوی ہیں۔

امام أبو حنيفه بڑی وضاحت سے فرماتے'[ما رأيت أكذب من جابر الجعفي] (56) جابر جعفی سے بڑا کر جھوٹ بولنے والا میں نے نہیں دیکھا۔

19- ابو عروه،معمر بن راشد الأزدي البصري ابو عروة بہت معروف فقیہ وحافظ حدیث تھے اهل بصره ان کے لئے متقن' ثقة کے الفاظ استعمال کرتے تھے' امام عبد الرزاق الصنعانی کہتے ہیں میں نے معمربن راشد سے دس[10.000] ہزار حدیثیں لکھیں' امام محمد بن شهاب الزهری کے نزدیک قابل اعتماد شخصیتوں میں امام مالک بن انس اورمعمر بن راشد ہیں' آپ کی ولادت 95 اوروفات 153 میں ہوئی۔(57)

20- ابو بکر ،هشام بن أبي عبد الله الدستوائي ابو بكر،البصري والد کا نام سنبر الربعي ہے انہوں نے يحی بن ابی کثیر' قاسم بن ابی بزة اور حمادبن سلمة جیسے فقیہ لوگوں سے استفادہ کیا'ابو داود الطیالسی کے قول کے مطابق هشام الدستوائي' امير المومنين في الحديث ہیں' امام ابوالحسن العجلی نے بھی ثقة ثبت في الحديث کہا ہے'امام احمد بن حنبل توان کے بہت شیدائی ہیں'ابو حاتم الرازی کے سوال پر هشام الدستوائی کے لئے اثبت في الحديث کے الفاظ کہے'امام محمد بن اسماعیل البخاری نے ان سے هشام الدستوائی کی بیان کردہ مردیات اپنی کتاب الجامع الصحیح میں نقل فرمائی ہیں' آپ کی ولادت 76 جبکہ وفات 154 ہجری میں ہوئی۔(58)

21- أبو عمر عبد الرحمان بن عمرو بن يحمد الأوزاعي الشامي آپ نے عطاء بن ابی رباح' ابی جعفر باقر'عمرو بن شعيب 'مكحول اور قتاده جیسے محدثین سے روایت کی ابو عبيد الله ابن مهدی کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں' کہ آپ سنت نبوی کے علوم کے ماہر تھے'

ابو مسھر ھقل بن زیاد سے بیان کرتے ہیں کہ امام اوزاعی نے ستر[70.000] ہزار مسائل کے جواب دے ابن سعد نے آپ کو ثقة 'مأمونا' صدوقا کے القابات سے نوازا' آپ 88 میں بعلبک شہر میں پیدا ہوئے اور 157 ہجری میں انتقال ہوا۔(59)

22- ابو بسطام ، شعبه بن الحجاج العتكي الواسطي البصرى : ابن سعد کا فرمان ہے کہ شعبه بن الحجاج [كان من سادات زمانه حفظا و اتقاناو ورعا و فضلا و هو اول من فتش بالعراق عن أمر المحدثين وجانب الضعفاء و المتروكين و صار علما يقتدى به] اپنے ہم عصر عظیم محدثین میں ان کا شمار ہوتا ہے' عراق میں سب سے پہلے اس نے ضعفاء و متروکین رواۃ پر کام کا آغاز کیا' بعد میں آنے والے محدثین کے لئے قابل تقلید ہیں' اور یہی عبارت امام محمد ابن حبان نے ابن منجویه کے حوالہ سے ذکر کی ہے۔آپ 82 میں پیدا ہوئے 160 میں وفات پائی۔(60)

23- ابو عبد الله ،سفيان بن سعيد الثورى الكوفى آپ نے بڑے بڑے محدثین سے استفادہ کیا' نیز آپ سے کثیر خلق خدا نے استفادہ کیا' جن میں جعفر بن برقان' خصیف بن عبد الرحمان اور ابن اسحق کے نام نمایاں ہیں' امام شعبہ' ابن عیینه' ابن معین اور اکثر علماء کرام نے آپ کو امیر المومنین فی الحدیث کہا امام ابو الحسن العجلی نے سفیان عن منصور عن ابراهيم عن علقمة عن عبد الله کو بہترین سند قرار دیا' خطیب بغدادی کا قول ہے' آپ متقی پرہیز گار ہونے کے ساتھ ساتھ حفظ و ضبط کا کوہ گراں تھے' مسائل معاصرۃ پر گہری نگاہ تھی۔

امام ابو عبد الرحمن شعيب النسائى نے تو یہاں تک کہا کہ وہ متقین کے امام ہیں' آپ کی سن ولادت 97 اور سن وفات 161 ہے۔(61)

24- أبو عبد الله ،عبد العزيز بن عبد الله ابى سلمه الماجشون الأصبهانى المدنى امام ابو زرعه' امام ابو حاتم اور امام ابو عبد الرحمن النسائى نے آپ کو ثقه کہا ابن خراش نے آپ کے لئے صدوق کا لفظ استعمال کیا' آپ کی وفات 164 بغداد میں ہوئی۔(62)

25- أبو سلمه ،حمادبن سلمه بن دینار ،البصری آپ نے ثابت بنانی ‘قتادہ ‘حمید الطویل‘ انس بن سیرین جیسے بڑے بڑے تابعین سے روایات بیان کیں‘ نیز آپ سے ابن جریج‘ ثوری ‘شعبہ‘ ابن مبارک‘ ابن مهدی القطان ‘ابو داود‘ ابو الولید کے ہم پلہ بے شمار لوگوں نے استفادہ کیا امام شمس الدین الذهبی نے آپ کو عربی کا استاد کہا‘ وقت کے محدثین آپ کو ثقة حافظ ‘مأمون کے القابات سے نوازتے تھے‘ البتہ امام محمد بن اسماعیل بخاری نے بڑھاپے میں ان کی بیان کردہ حدیث لینا چھوڑ دیں‘ لیکن امام مسلم بن حجاج نے یادداشت کمزور ہونے سے قبل کی حدیثیں بیان کی ہیں‘ آپ کا 167 ہجری میں انتقال ہوا۔(63)

26- أبو الحارث، الليث بن سعد بن عبد الرحمان المصری انہوں نے نافع مولی ابن عمر ‘ابو ملیکه‘ یزید بن ابی حبیب ‘ یحی بن سعید‘ امام ابن شهاب الزهری ‘هشام بن عروہ ‘عطاء بن ابی رباح جیسے جلیل القدر محدثین سے احادیث بیان کیں‘ نیز آپ سے کئی ایک ثقہ راویوں نے روایت بیان کی‘ آپ کے متعلق اکثر محدثین نے ثقة‘ ثبت ‘صدوق ‘صحیح الحدیث کے الفاظ استعمال کئے‘ آپ کی ولادت 94 اور وفات 175 میں ہوئی۔(64)

27 =ابو عبد الله مالک بن أنس الأصبحی المدنی‘ امام دار الهجرة اور ائمة اربعه میں سے ایک ہیں‘ فقہ مالکی آپ کے نام سے موسوم ہے‘ امام محمد بن اسماعیل البخاری نے امام مالک بن انس کی یہ سند [مالک عن نافع عن عبد الله بن عمر] اصح الاسانید قرار دی ہے‘ سفیان بن عیینه کا کہنا ہے کہ امام مالک بن انس علم الرجال کے ماہر تھے‘ اور ان سے زیادہ کوئی رجال پر نقد کرنے والا نہ ہے‘ آپ کی ولادت 93 اور وفات 179 ہجری میں ہوئی(65)

28- أبو عبد الرحمن ،عبد الله بن مبارک بن واضح الحنظلی المروزی انہوں نے سلمان تیمی‘ عاصم الحول ‘حمید الطویل‘ هشام بن عروہ ‘سعید بن ایاس الجریری ‘ اور اسماعیل بن ابی خالد جیسے محدثین سے سماعت کی‘ آپ سے بے شمار خلق خدا نے استفادہ کیا ‘ ابو الحسن العجلی نے آپ کے علم کا اعتراف کرتے ہوئے‘ آپ کے لئے [رجل صالح‘ ثقة‘ ثبت

فی الحدیث ‘جامع للعلم] کے الفاظ استعمال کئے‘ابن حبان نے آپ کو ثقات محدثین میں شمار کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ اوصاف حمیدہ سے متصف تھے‘آپ کی ولادت باسعادت 118 اور وفات 181 میں ہوئی۔(66)

29-أبو معاویه‘ هشیم بن بشیربن القاسم بن دینار السلمی الواسطی البغدادی‘ اسحاق بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا هشیم بہت اچھا آدمی ہے‘اس سے استفادہ کرو‘آپ کی سن ولادت 104 اور وفات 183 ہجری ہے۔(67)

30- أبو مسعود ،المعافی بن عمران بن نفیل بن جابر بن جبله بن عبید بن لبید بن مخاش ابن سلمه بن مالک بن فهم الأزدی الموصلی ‘امام یحی ابن معین ‘ابو حاتم الرازی‘ابو الحسن العجلی ‘ابن خراش‘ ابو زرعة اور ابن سعد ان سب نے آپ کو [عبد صالح‘ ثقة‘ خیر‘ فاضل صاحب السنه] کے القابات سے نوازا‘ان کی وفات میں اختلاف ہے ابن عمار کے مطابق ان کی وفات 185 ہے جب کہ ابن قانع کا کہنا ہے آپ 204 میں فوت ہوئے۔(68)

31-أبو اسحاق ، ابراهیم بن محمد بن الحارث بن اسماء بن خارجه بن حصن بن حذیفه ابن بدر الفزاری الکوفی آپ شام میں رہے‘ آپ کو معروف ناقد رجال امام یحی ابن معین ‘ابو حاتم الرازی اور امام ابو عبد الرحمن النسائی جیسے محدثین نے [ثقة ثقة‘ رجل صالح ‘مأمون] کہا‘ آپ کا انتقال 186 میں ہوا۔(69)

32- أبو اسماعیل ،بشر بن مفضل الرقاشی جن نامور شخصیات سے آپ فیض یاب ہوئے ان میں یحی بن سعید ‘زیاد بن ابی اسحق الحضرمی اور ابن جدعان شامل ہیں ‘علی بن المدینی ‘ احمد بن حنبل‘ یحی بن یحی‘ زیاد بن یحی الحسانی جیسی جلیل القدر شخصیات آپ سے مستفید ہوئیں‘ابو زرعة ‘ابو حاتم ‘ابو عبد الرحمان نسائی نے آپ کے ثقہ ہونے کی گواہی دی ‘ابن ابی داود نے قوی ترین اسناد میں [بشر بن المفضل حدثنا شعبة عن بجیلة بن سحیم عن ابن عمر عن النبی ﷺ] کو شامل کیا ہے‘ آپ کا انتقال 186 میں ہوا۔(70)

33-أبو بشر ،اسماعیل بن ابراھیم بن مقسم الاسدی ابن علیة البصری' علیة والدة کا نام تھا- ائمة محدثین میں سے ہیں' محدث ہونے کے ساتھ ساتھ آپ فقیہ بھی تھے' اور مفتی ہونے کا شرف بھی آپ کو حاصل ہے' یحی بن معین نے آپ کو ثقة 'تقی' ورع کے القابات سے موسوم کیا' آپ کی ولادت 110 اور وفات 193 ہے۔(71)

34- أبو محمد ،عبد الله بن وهب بن مسلم الفهری ،آپ بہت بڑے فقیہ تھے امام مالک بن انس کے قریب ترین ساتھیوں میں سے ہیں' آپ کی دو کتابیں [الجامع فی الحدیث والموطا فی الحدیث] مشہور ہیں' ابو حاتم رازی اور یحی بن معین نے آپ کے بارے میں رائے کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا [ھو صدوق 'صالح الحدیث' ثقة] آپ کی ولادت 125 اور وفات 197 ہے۔(72)

35- أبو سفیان ،وکیع بن الجراح بن ملیح الرؤاسی ،الکوفی آپ حافظ حدیث تھے عراق کے محدثین میں خصوصی مقام تھا' [تفسیر القرآن 'السنن المعرفة 'کتاب التاریخ' کتاب الزھد] آپ کی علمی وقلمی کاوش ہیں' امام احمد بن حنبل نے اپنے تاثرات ان خوبصورت الفاظ میں قلم بند کئے [ما رأیت احدا اوعی واحفظ من وکیع' وکیع امام المسلمین] وکیع سے زیادہ صاحب حفظ و یاداشت والا میں نے نہیں دیکھا وکیع امام المسلمین ہے' آپ کی ولادت 129 اوروفات 197 ہے۔(73)

36-أبو محمد سفیان بن عیینه بن میمون الھلالی الکوفی 'محدث الحرم المکی آپ علم کا سمندر تھے علمی بحث میں خوبصورت الفاظ میں تنقید کرتے تھے جبھی اہل علم میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں' آپ کی تصنیفات میں الجامع فی الحدیث اور کتاب التفسیر نمایاں ہیں' امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ نے فرمایا اگر مالک بن انس اور سفیان بن عیینه نہ ہوتے تو حجاز میں علم کو زوال ہوتا' آپ کی ولادت 107 اور وفات 198 میں ہوئی۔(74)

37- أبو سعید ،یحی بن سعید بن فروخ القطان ،التمیمی آپ بھی حفاظ حدیث میں شامل ہیں' امام احمد بن حنبل نے آپ کو قابل اعتماد محدثین میں شمار کیا' ثقة حجة کی مہر ثبت کی کتاب المغازی آپ کی تالیف ہے' آپ کی ولادت 120 اور وفات 198 ہے۔(75)

38- أبو سعید،عبد الرحمن بن مهدی بن حسان العنبری،البصری اللؤلئی آپ کا نام بڑے بڑے محدثین کی فہرست میں شامل ہے' امام محمد بن ادریس الشافعی نے آپ کے لئے کہا' لااعرف له نظیرا فی الدنیا ' مجھے دنیا اس کی مثال نہیں ملتی ' امام احمد بن حنبل نے فرمایا عبد الرحمان بن مهدی' یحی بن سعید القطان سے زیادہ فقیہ ہیں' علم حدیث 'طرق الاسانید اور علم رجال میں بلند پایہ کے عالم تھے ' حدیث بالفظ بیان کرنا پسند کرتے تھے' آپ کی ولادت 135 جب کہ وفات 198 میں ہوئی۔(76)

تیسری صدی

39-أبو عبدالله محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع الهاشمی القرشی ،المطلبی آپ أئمه اربعه میں سے ہیں'فقه شافعی کی نسبت آپ کے نام سے ہے' آپ کی ذات تعارف کی محتاج نہیں آپ کی بے شمار تصانیف ہیں' جن سے [الأم فی الفقه 'المسند فی الحدیث' احکام القرآن والسنن 'الرسالة فی اصول الفقه] قابل ذکر ہیں 150 میں فلسطین میں پیدا ہوئے مکه مکرمه میں قیام کیا 204 ہجری میں مصر' قاهره میں انتقال ہوا۔(77)

40-أبو داود ،سلیمان بن داود بن الجارود الطیالسی البصری آپ بلند پایہ کے محدث تھے' امت مسلمہ ان کی کتاب مسند ابی داود الطیالسی سے مستفید ہورہی ہے۔جو ان کے تعارف کے لئے لئے کافی ہے 133 میں پیدا ہوئے 204 میں وفات پائی۔ (78)

41-أبو خالد یزید بن هارون بن زاذان بن ثابت السلمی الواسطی آپ انتہائی ذہین وفطین وعلم کا سمندر تھے' آپ نے فرمایا مجھے باسند چوبیس [24.000] ہزار احادیث یاد ہیں' یہ محض اللہ کا فضل ہے کوئی فخر نہیں' آپ 118 میں واسط میں پیدا ہوئے 206 میں انتقال ہوا' آپ کے متعلق جن علماء کرام نے ثقه 'صالح ہونے کی گواہی دی ان میں علی بن المدینی 'یحی بن یحی تمیمی' احمد بن حنبل کے نام شامل ہیں۔(79)

42- أبو بکر ،عبد الرزاق بن هما م بن نافع الحمیری 'الصنعانی آپ کا ثقہ راویوں میں شمار ہوتا ہے'مصنف عبد الرزاق' الجامع الکبیر اور تفسیر القرآن آپ کی تالیفات جو علم کا خزانہ ہیں' [علم ینفع به]۔کے مصداق آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہیں' 126 میں ولادت ہوئی 211 میں وفات پائی۔ (80)

43- أبو عبد الله' محمد بن یوسف بن واقد الفریابی عالم حدیث ہونے کے ساتھ ساتھ' آپ نے علم حدیث میں المسند تالیف فرمائی' امام ابو الحسن العجلی نے آپ کو ثقة ' ثقة مکرر

کے الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا' آپ 120 میں پیدا ہوئے 212 میں وفات پائی۔(81)

44- ابو عاصم، الضحاک بن مخلد بن الضحاک بن مسلم الشیبانی آپ زمانے کے مایہ ناز محدث اور ماہر علوم شریعت تھے' آپ کے لئے امام الجرح و التعدیل یحی ابن معین نے ثقة اور امام ابو الحسن العجلی نے ثقة 'کثیر الحدیث' جبکہ امام ابو حاتم الرازی نے صدوق کے القابات ذکر کیے' آپ مکه مکرمه میں 122 میں پیدا ہوئے اور 212 میں وفات پائی۔(82)

45- ابو بکر عبد الله بن زبیر الحمیدی الاسدی اکابر محدثین میں سے ہیں' آپ کو امام محمد بن اسماعیل بخاری کا استاد ہونے کا شرف بھی حاصل ہے' علم حدیث میں 'مسند حمیدی' آپ کی تالیف ہے' ولادت مکه مکرمه میں ہوئی اور وفات 219 میں ہوئی۔(83)

46- ابو عبد الرحمن عبد الله بن مسلمه القعنبی المدنی البصری ' ثقہ راویوں میں شمار ہوتے ہیں امام ابو الحسن العجلی نے آپ کے لئے ثقة 'رجل صالح کے القاب جبکہ امام و محدث ابو حاتم الرازی نے آپ کو ثقة' حجة کہا' آپ کی ولادت 130 ہجری جب کہ وفات 221 میں ہوئی۔(84)

47- ابو عبید القاسم بن سلام الهروی الازذی الخزامی البغدادی آپ کو علم حدیث 'الادب 'علم فقه پر عبور حاصل تھا' غریب الحدیث میں آپ کو سبقت حاصل ہے' آپ پہلے مؤلف ہیں جنہوں نے غریب الحدیث پر قلم اٹھایا' آپ کی مشہور ترین تصنیفات و تالیفات میں [الغریب المصنف ' الطهور 'الاجناس من کلام العرب 'الادب القاضی 'فضائل القرآن 'الامثال و الأموال] شامل ہیں' آپ کی ولادت 157 اور وفات مکه مکرمه میں 224 ہجری میں ہوئی۔(85)

48-ابو زکریا ،یحی بن یحی بکیر بن عبد الرحمان التمیمی الحنظلی النیسابوریی ایک عظیم محدث ہونے کے ساتھ ساتھ تقوی و پرہیز گاری میں اپنی مثال آپ تھے' امام ابو عبد الرحمن النسائی نے ثقة ثبت 'ثقة مأمون کی گواہی دی' آپ کی ولادت 142 اور وفات

226 میں ہوئی۔(86)

49- ابو الولید ھشام بن عبد الملک الباھلی الطیالسی البصری آپ کا شمار کبار حفاظ الحدیث میں سے ہے' آپ کو امام ابو الحسن العجلی نے ثقة ثبت ' ابن قانع نے ثقة مأمون جبکہ ابن سعد نے ثقة ثبت حجة کے القابات سے نوازا' آپ کی ولادت 133 اور وفات 228 میں ہوئی۔(87)

50- ابو عبد اللہ' محمد بن سعد بن منیع الزھری البصری البغدادی آپ ایک قابل اعتماد مورخ' اور علم حدیث کے ماہر ہیں' طبقات الصحابہ آپ کی علم الرجال پر تصنیف ہے۔(88)

ابن ابی حاتم کا قول ہے میں نے اپنے باپ سے محمد بن سعد کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا[عندنا من اھل العدالة ' صدوق]' ہمارے نزدیک ایک صاحب عدل اور سچا شخص ہے' آپ کی ولاوت 168 وفات 230 بغداد میں ہوئی۔(89)

51= ابو زکریا' یحی بن معین بن عون بن زیاد البغدادی آپ کا شماران محدثین میں سے ہوتا ہے' جنہوں نے جرح وتعدیل پر کام کیا حافظ ابن حجر العسقلانی نے تو آپ کو امام الجرح والتعدیل کا خطاب دیا' امام احمد ابن حنبل کا قول ہے' امام یحی بن معین علم اسماء الرجال میں سب پر فوقیت رکھتے تھے' التاریخ والعلل 'الکنی والاسماء 'معرفة الرجال آپ کی تالیفات ہے' آپ کی سن ولادت 158 اور وفات مدینہ منورة میں 233 میں ہوئی۔(90)

52-ابو خیثمہ' زھیر بن حرب بن شداد النسائی البغدادی بغداد کے بہت بڑے محدث تھے' کتاب العلم کے نام سے آپ کی تصنیف ہے 'امام یحی بن معین آپ کے لئے ثقة ثبت مأمون کے الفاظ استعمال کرتے تھے' نیز فرمایا کرتے تھے آپ [ابو خیثمہ] علم الرجال کے ماہر بھی تھے آپ کی سن ولادت 160 اور وفات 234 ہے۔ (91)

53- ابو جعفر' عبد اللہ بن محمد بن علی بن نفیل الحرانی آپ بہت بڑے محدث

تھے کتاب المغازی آپ کی قلمی کاوش ہے' آپ کی وفات 234 میں ہوئی جید علماء نے آپ کو ثقة ثبت ' ثقة محتج به 'ثقة مأمون کہا ان میں امام ابو عبد الرحمن النسائی 'ابو حاتم الرازی' اور امام دار قطنی جیسے جلیل القدر ائمہ شامل ہیں۔(92)

54- ابو الحسن 'علی بن عبد الله بن جعفر السعدی المدنی البصری آپ وقت کے عظیم مورخ تھے' اسماء الرجال پر گہری نظر رکھتے تھے' آپ کی تقریبا دو [200]صد تالیفات ہیں جن میں[الاسامی و الکنی ' الطبقات' قبائل العرب' التاریخ'اختلاف الحدیث 'مذاهب المحدثین' علل الحدیث و معرفة الرجال] مشہور ترین تصنیفات ہیں آپ کی سن ولادت 161 اور وفات 234 ہے۔(93)

55- ابو عبد الرحمن محمد بن عبد الله بن نمیر الھمدانی الحارفی الکوفی حفاظ المحدثین میں سے تھے' امام ابو عبد الرحمن النسائی' ابو حاتم الرازی' ابن حبان نے آپ[ابو عبد الرحمن الهمدانی]کو ثقات محدثین میں شمار کیا ہے' آپ کی وفات 234 ہجری میں ہوئی۔ (94)

56- ابو بکر' عبد الله بن محمد بن ابی شیبه الکوفی'[المسند ' المصنف فی الاحادیث ولاثار' الایمان والزکاة] تصنیفات آپ کا علمی تعارف ہیں' آپ کی سن ولادت 159 اور وفات 235 ہجری ہے۔(95)

57-ابو سعید' عبید الله بن عمر بن میسرة القواریری البصری البغدادی نامور محدثین سے ہیں امام ابو حاتم الرازی'یحی بن معین 'ابن سعد جیسے ائمه کبار نے آپ کے ثقه و صدوق ہونے کی گواہی ہے' آپ کی سن ولادت 150 اور وفات 235 ہجری ہے۔(96)

58- ابو عبد الله' أحمد بن محمد بن حنبل الشیبانی البغدادی' ائمه اربعه میں سے حنبلی فقه کے امام وپیشواء ہیں' امام المحدثین ' الناصر للدین کے ناموں سے پکارے جاتے تھے'امام محمد بن ادریس الشافعی نے فرمایا امام احمد بن حنبل سے زیادہ متقی پرہیزگار'فقیه '

عالم الحدیث میری آنکھ نے نہیں دیکھا' حقیقت حال یہ ہے کہ آپ کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ کی تالیفات آپ کے علم فضل و مرتبہ مقام کی جیتی جاگتی تصویریں ہیں' درج ذیل آپ کی تالیفات ہیں' [المسند' التاریخ'الناسخ والمنسوخ 'فضائل الصحابہ' العلل والرجال] آپ کی تاریخ ولادت 164 اور وفات 241 ہجری ہے۔(97)

59= ابو جعفر' محمد بن عبد اللہ بن عمار الازدی البغدادی المخرمی الموصلی علم اسماء الرجال پر خصوصی توجہ کے باعث (الرجال والعلل) کے نام سے کتاب تحریر کی' امام ابو عبد الرحمن النسائی نے آپ کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا[حافظ 'صدوق 'ثقة' صاحب حدیث]' آپ کی ولادت 162 اور وفات 242 ہجری ہے۔(98)

60=ابو موسیٰ' ہارون بن عبد اللہ بن مروان البزاز حمّال کے نام سے مشہور تھے امام ابو عبد الرحمن النسائی اور امام محمد ابن حبان ودیگر ائمہ نے آپ کو ثقات محدثین میں شمار کیا ہے' آپ کی وفات 243 میں ہوئی(99)

61=ابو یعقوب' اسحق بن ابراہیم بن مخلد الحنظلی التمیمی آپ ابن راھویہ کے نام سے مشہور تھے' آپ کا نام کبار محدثین میں شامل ہے' آپ ثقة فی الحدیث تھے' آپ کی جملہ تصانیف میں (مسند ابن رھویہ) مشہور ہے'ابن حبان سے منقول ہے کہ اسحق بن ابراھیم اس وقت کے فقیہوں کے سردار تھے' آپ کی ولادت 161 اور وفات 248 میں ہوئی۔(100)

62-ابو جعفر أحمد بن صالح الطبری المصری علل الحدیث کے ماہر تھے' اختلافی مسائل پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے دلائل سے قائل کرتے' آپ کی ولادت مصر میں 170 اور وفات 248 میں ہوئی۔(101)

63- ابو یعقوب اسحق بن منصور بن بہرام المروزی فقہ حنبلی پر کتاب المسائل کے نام سے تحریر کی' امام مسلم بن حجاج القشیری کی رائے میں آپ ثقة 'مامون ہیں ' امام ابو عبد الرحمن النسائی نے بھی آپ کے ثقہ ہونے کا اعلان کیا' آپ کی وفات 251 ہجری

میں ہوئی(102)

64- ابو محمد، عبد اللہ بن عبدالرحمان بن الفضل الدارمی السمر قندی آپ کا شمار حفاظ حدیث میں سے تھا، آپ نے نضر بن شمویل ، ھاشم بن قاسم، اشھل بن حاتم، اور حبان بن ملال سے احادیث سماعت کیں، امام مسلم بن حجاج القشیری ،امام ابو داود سلیمان بن اشعث السجستانی، امام ابو عیسی الترمذی، امام العصر محمد بن اسماعیل البخاری ، امام ابو حاتم الرازی ، امام ابو زرعۃ جیسے عظیم محدثین نے آپ سے استفادہ کیا، آپ کی ولادت 188 اور وفات 255 میں ہوئی۔(103)

65- ابو عبد اللہ، محمد بن اسمعیل ابراھیم بن المغیرۃ بن بردزبہ البخاری آپ امیر المومنین فی الحدیث کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں، اکابر محدثین آپ کے علم وفضل، زھد وتقوی، ثقاھت و درایت وروایت کے قائل ہیں، آپ سے بے شمار خلق خدا نے احادیث سنی اور قیامت تک آپ کی تصنیفات سے امت مسلمۃ مستفید ہوتی رہے گی، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ ، نام سے آپ کی کتاب کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہونے کا شرف حاصل ہے، آپ کی علم الرجال پر متعدد و متنوع کتب ہیں، آپ کی ولادت باسعادت 194 اور وفات 256 میں ہوئی۔(104)

66- ابو عبد اللہ، محمد بن یحی بن عبد اللہ بن خالد فارس الذھلی النیسابوری آپ نے جلیل القدر محدثین سے سماعت کی، نیز آپ سے نامور محدثین نے استفادہ کیا امام ابو عبد الرحمن النسائی ، امام ابو داود السجستانی نے آپ کو ثقۃ ومأمون کی صفات سے یاد کیا، آپ کی ولادت 172 اور وفات 258 میں ہوئی۔ (105)

67- ابو الحسن، احمد بن عبد اللہ بن صالح العجلی الکوفی طرابلس میں قیام پذیر ہوئے یحی بن معین سے آپ کی بابت سوال کیا گیا تو یحی بن معین نے جواب دیا ثقۃ ابن ثقۃ ،عباس بن محمد الدوری کے سامنے آپ کا ذکر کیا گیا، تو انہوں فرمایا ہم احمد بن عبد اللہ کو احمد

بن حنبل اوریحی بن معین کے ہم پلہ سمجھتے ہیں' علم رجال پرآپ کی معروف تالیف تاریخ الثقات ہے' آپ کی ولادت 182 اوروفات 261 میں ہوئی۔ (106)

68- ابو الحسین 'مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیساپوری ابوبکر ابن الجارود کاقول ہے'علم کا خزانہ مسلم بن الحجاج القشیری ہے'صحیح مسلم آپ کی بلند پایہ تصنیف ہے' آپ نے علم رجال پرمتعدد کتب سپرد قلم کیں' آپ کی ولادت 204 اوروفات 261 میں ہوئی۔(107)

69=ابو زرعة' عبید اللہ بن عبد الکریم بن یزید بن فرخ الرازی جلیل القدرمحدث صالح بن محمد فرماتے ہیں میں نےابو زرعہ سے سنا کہ میں نے ایک لاکھ[100.000]احادیث ابی بکر بن شیبہ سےاورایک لاکھ[100.000]ہی ابراھیم بن موسی رازی سے لکھی' آپ کی ولادت200اوروفات 264 میں ہوئی۔(108)

70-ابو داود' سلیمان بن الاشعث بن شداد بن عمرو بن عامر السجستانی اکابر محدثین میں آپ کا شمار ہوتا ہے' جلیل القدرمحدثین نے آپ کوخوبصورت الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا محمد بن اسحق الصقانی کاقول ہے 'امام ابو دادود کے لئےعلم حدیث یوں سہل کردیا گیا جیساداؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم کردیا گیا'سنن ابی داود آپ کی مشہورترین تصنیف ہے' آپ کی ولادت 202 اوروفات بصرہ میں 275 میں ہوئی۔(109)

71= ابو عبد الرحمن 'بقیع بن مخلد بن یزید الاندلسی القرطبی'آپ کا شمار اکابر محدثین میں ہوتا ہے علم وعمل کےمیدان میں بے مثل تھے'بہت بڑے مجتھدہونے کےساتھ ساتھ ربانی'صادق کے لقب بھی عطاءہوئے'تفسیر القرآن اورعلم حدیث میں المسند آپ کی تالیفات ہیں'امام ابن حزم کاقول ہے' تحریر وتقریر وطرزاستدلال ان کا اپنا تھا' کسی کی تقلید نہ کرتے' آپ کی ولادت 201اوروفات 276 میں ہوئی۔(110)

72=ابو حاتم الرازی محمد بن ادریس بن المنذر بن داود بن مهران شیخ المدثین الحنظلی آپ کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں عظیم المرتبت محدثین نے آپ کے بارے میں تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا[کان اماما عالما بالحدیث' حافظا له' متقنا' ثبتا] امام ابو عبد الرحمن شعیب النسائی کا فرمان ہے[کان من ائمة الحفاظ الاثبات مشهورا بالعلم] احمد بن سلمه نیسابوری کا قول ہے 'اسحق بن راهویة اورمحمد بن یحی کے بعد اگرکسی کوحفظ حدیث میں مقام ہےتو وہ ابو حاتم رازی ہے' آپ کی ولادت519اوروفات)277 میں ہوئی۔(111)

73-ابو زرعة' عبد الرحمن بن عمربن عبد الله بن صفوان بن عمرو النصری الدمشقی آپ نے محمد بن مبارک الصوری'سلیمان بن عبد الرحمان' اور عبد الله بن جعفر سے احادیث بیان کیں نیز آپ سے بےشمار خلق خدا نے استفادہ کیا'ابن ابی حاتم نے فرمایا [ابوزرعة کان صدوقا ثقة من الحفاظ الاثبات]'آپ کی وفات 281 میں ہوئی۔(112)

74-ابو محمد عبد الرحمن بن یوسف بن سعید بن خراش المروزی البغدادی ابو نعیم بن عدی نے فرمایاابن خراش حفاظ محدثین سے تھے'علم الجرح والتعدیل میں آپ کی تالیف بھی ہے' آپ کی وفات283 میں ہوئی۔(113)

75- ابو اسحق ابراهیم بن اسحق بن ابراهیم بن بشیرالبغدادی الحربی :ابو بکر البغدادی نے کہاابراهیم علم میں فوقیت'زهد میں بلندمقام'فقه پر گہری نظر'جبکہ علم الاحکام پر بھی دسترس رکھتے تھے'مسعودی مؤرخ نے کہا آپ کے لئے صادق وعالم ہونے کے ساتھ ساتھ قوت بیان میں فصیح اللسان کے الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا' آپ کی ولادت198اوروفات285 میں ہوئی۔(114)

76- ابو بکر' احمد بن عمرو بن النبیل ابی عاصم الشیبانی البصری 'آپ وقت کے امام اور بلند پایہ محدث ہیں آپ المسند الکبیر اور کتاب السنة کے علاوہ دیگر کئی ایک کتابوں کے

مؤلف ہیں (16) سولہ سال آپ أصفهان میں منصب قضاۃ پر فائض رہے [50.000] پچاس ہزار احادیث کے حافظ تھے آپ کی ولادت 206 اور وفات 287 میں ہوئی۔(115)

77- ابو عبد الله محمد بن وضّاح الاندلسی القرطبی آپ علم الحدیث، علم الاسناد اور علم اسماء الرجال میں سند کا درجہ رکھتے ہیں علل الحدیث کے بہت ماہر استاد ہیں آپ کی ولادت 199 اور وفات 289 میں ہوئی۔(116)

78- ابو عبد الرحمن، عبد الله بن احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی البغدادی آپ امام اهل السنة أحمد بن حنبل کے فرزند ارجمند ہیں آپ علم اسماء الرجال، علل حدیث، اور الاسماء و الکنی کے ماہرین میں سے ہیں امام احمد بن حنبل رحمه الله کی جملہ تألیفات کے راوی ہیں آپ کی ولادت 213 اور وفات 290 میں ہوئی۔(117)

79- ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق البصری البزار، علم حدیث میں آپ کی تألیف مسند البزار بہت معروف ہے امام دارقطنی ان کے بہت مداح تھے فرماتے ہیں امام أبو بکر البزار حفظ سے احادیث بیان کیا کرتے تھے آپ نے 292 ہجری میں فلسطین میں وفات پائی۔(118)

80- ابو علی، صالح بن محمد البغدادی، آپ نے امام أحمد بن حنبل اور امام علی بن المدینی جیسے بلند پایہ محدثین سے استفادہ کیا امام دارقطنی کا فرمان ہے کان ثقة صدوقا حافظا عارفا، امام بیهقی نے شعب الایمان میں ان سے روایت بیان کی ہے، آپ کی ولادت کوفہ میں 205 میں اور وفات 293 میں بخارا میں ہوئی۔(119)

81- ابو عبد الله محمد بن نصر المروزی نامور فقهاء و محدثین میں ان کا شمار ہوتا ہے، علم الرجال میں سند کا درجہ رکھتے ہیں، متعدد تألیفات سپرد قلم کیں، علم الفرائض میں ایک ہزار [1.000] صفحہ کی کتاب لکھی، تاج الدین السبکی آپ کے بہت مداح تھے، آپ کی ولادت بغداد میں 202 ہجری میں ہوئی اور وفات 294 سمرقند میں ہوئی۔(120)

82-ابو جعفر، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ العبسی الکوفی، علم حدیث میں ان کی کتاب السنن، اور علم الرجال میں التاریخ الکبیر نامور تالیفات ہیں، وقت کے محدث اور عظیم ناقد رجال ہیں، آپ نے 297 ہجری بغداد میں وفات پائی۔(121)

چوتھی صدی

83- ابو بکر جعفر بن محمد الفریابی یہ ترکیا کے باشندہ تھے' حصول علم کے لئے مصر اور بغداد کے علاوہ دیگر علمی شہروں وملکوں کا بھی سفر کیا' بغداد میں دس [10.000] ہزار سے زائد افراد آپ کی مجلس میں شریک ہوتے تھے' آپ کی تالیفات میں صفة المنافق وذم المنافقین' دلائل النبوة' اور فضائل القران کو نمایاں مقام حاصل تھا' آپ کی ولادت 207 جبکہ وفات 301 میں ہوئی۔(122)

84- ابو بکر احمد بن ہارون البرذعی البغدادی علم حدیث کے ثقات رواۃ میں سے تھے' اذر بیجان کے نواحی علاقہ میں پیدا ہوئے الاسماء المفردہ' اسماء بعض الصحابہ وتابعین آپ کی علمی کاوش ہے' آپ 230 پیدا ہوئے 301 میں وفات پائی۔(123)

85- ابو عبد الرحمن احمد بن علی بن شعیب النسائی' خراسان کے نواحی گاؤں نساء میں 215 میں پیدا ہوئے' السنن الکبری اور السنن الصغری [المجتبی] علم حدیث میں معروف تالیفات آپ ہی کی ہیں' علم الرجال میں الضعفاء والمتروکین مرجع کی حیثیت رکھتی ہے' آپ کی وفات 303 حجاز' مکة مکرمة میں ہوئی۔(124)

86- ابو العباس الحسن بن سفیان النسوی' خراسان میں اپنے وقت کے محدث وامام جانے جاتے تھے' فقہ اور ادب میں خاصی شہرت تھی' علم حدیث میں المسند کے نام سے آپ کی قلمی کاوش ہے' آپ 213 میں پیدا ہوئے 303 میں رحلت فرمائی۔(125)

87-ابو یعلی احمد بن علی الموصلی علم حدیث کے معروف امام تھے' امام شمس الدین الذہبی آپ کو محدث موصل کہا کرتے تھے' المعجم اور مسند کبیر ومسند صغیر آپ کی تالیفات ہیں' ولادت 210 جب کہ وفات 307 میں ہوئی۔(126)

88- ابو بشر محمد بن احمد الرازی الدلابی الوراق علم حدیث کے مایہ ناز محدث تھے' حصول علم کے لئے مصر کا سفر کیا علم رجال میں آپ کی تالیف الکنی والاسماء مطبوع ہے' فریضہ حج کی آدائیگی سے واپسی میں 310 ہجری میں خالق حقیقی سے جا ملے۔(127)

89- ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ النیسابوری' اپنے وقت کے امام ومحدث تھے علم حدیث میں خاصی شہرت حاصل ہوئی 140 سے زائد آپ کی تالیفات ہیں' صحیح ابن خزیمہ حدیث کی مستند کتاب ہے' آپ کی ولادت 223 اور وفات 311 ہوئی۔(128)

90- ابو جعفر محمد بن جریر الطبری' وقت کے بہت بڑے مورخ وامام تھے طبرستان میں پیدا ہوئے' جبکہ بغداد کو اپنا وطن بنایا' قاضی کے منصب کی پیشکش کو ٹھکراتے ہوئے تاریخ طبری' وتفسیر طبری اور دیگر کئی ایک مستند تالیفات سپرد قلم کیں' آپ کی ولادت 224 وفات 311 میں ہوئی۔(129)

91- ابو عروبۃ' الحسین بن محمد بن ابی معشر الحرانی' حران کے محدث 'مفتی و علم رجال کے ماہر' الطبقات نامی کتاب آپ کی قلمی علمی کاوش ہے' آپ نے 318 میں وفات پائی۔(130)

92- ابو الحسن 'احمد بن عنبر بن یوسف الدمشقی' وقت کے بلند پایہ محدث تھے حصول علم کے لئے مصر و عراق کا سفر کیا آپ کی متعدد تالیفات ہیں 'علل حدیث اور علم الرجال پر آپ کی آراء حرف آخر سمجھی جاتی تھی' آپ کی وفات 320 میں ہوئی۔(131)

93- ابو جعفر' محمد بن عمرو العقیلی المکی 'الحرمین الشریفین کو اپنا وطن بنائے رکھا' آپ کا شمار کبار محدثین میں ہوتا ہے' علم رجال پر گہری نظر تھی' اسی لئے آپ کی کتاب الضعفاء مرجع کی حیثیت رکھتی ہے' آپ کی وفات 322 مکہ مکرمہ میں ہوئی۔(132)

95- ابو محمد 'عبد الرحمن بن ابی حاتم محمد بن ادریس الرازی 'أئمۃ الجرح والتعدیل سے ہیں حدیث' تفسیر' رجال پر متعدد کتب تحریر کیں' جن میں الجرح والتعدیل' علل

الحدیث‘الادیان والفرق نمایاں ہیں‘امام محمد بن اسماعیل البخاری کی کتاب التاریخ پر ناقدانہ بحث کرتے ہوئے خطاء ابی عبد اللہ کتاب مرتب کی‘آپ کی ولادت 240اور وفات 327 میں ہوئی۔(133)

96- ابو العباس‘ احمد بن محمد بن عقدہ الکوفی ‘انتہائی ذہین وفطین تھے‘ایک لاکھ [100.000]باسند حدیث کے حافظ اور چھ [600]صد سے زائد کتابوں کے مؤلف ہیں‘جن میں [تفسیر القرآن‘ التاریخ ‘ذکر من روی الحدیث‘الشیعہ من اصحاب الحدیث] قابل ذکر ہیں 332 میں کوفہ میں وفات پائی۔(134)

97- ابو سعید عبد الرحمن بن احمد بن یونس الصدفی المصری معتبر مورخ اور بلند پایہ محدث ہیں‘قبیلہ حمیریہ سے ان کا تعلق تھا‘ان کی تاریخ پر دو معروف کتابیں ہیں‘التاریخ الکبیر جو(اخبار مصر و رجالہا)کے نام سے موسوم مطبوع ہے‘اور دوسری التاریخ الصغیر جو ذکر الغرباء الواردین علی مصر ہے‘ ان کی وفات 347 میں مصر ‘قاہرہ میں ہوئی۔(135)

98-ابو الحسین ‘عبد الباقی بن قانع البغدادی‘ معروف حفاظ حدیث میں سے ہیں‘وقت کے امام و مجتہد بھی تھے‘ان کی کتاب معجم الصحابہ قابل ذکر ہے‘آپ کی وفات 351 میں ہوئی۔ (136)

99- ابو حاتم محمد بن حبان البستی ‘ سجستان کے علاقہ بست میں پیدا ہوئے‘ حصول علم کے لئے شام ‘ مصر‘جزیرہ‘عراق‘خرسان کا سفر کیا سمر قند میں منصب قضاۃ پر فائز رہے‘ ہر فن مولا تھے‘ ہر فن میں آپ کی تالیف ہے‘ علم حدیث میں پیچیدہ علمی نقاط حل کیئے المسند الصحیح‘ معرفۃ المجروحین ‘الثقات‘علل اوھام اصحاب التواریخ‘الصحابہ ‘التابعین‘تباع التبع‘مشاہیر علماء لامصار‘آپ کی مشہور و معروف تالیفات ہیں‘آپ نے 80 سال کی عمر 354 کو وفات پائی۔(137)

100-ابو القاسم سلیمان بن احمد الشامی الطبرانی ' آپ کا شمار کبار محدثین میں ہوتا ہے' آپ شام کے علاقہ عکا میں 260 میں پیدا ہوئے' حصول علم کے لیے حجاز' یمن' مصر' عراق فارس' و جزیرة کا سفر کیا آپ کی علم رجال پر المعجم الکبیر ' المعجم الاوسط ' المعجم الصغیر کے علاوہ دیگر کتب بھی ہیں' آپ نے ایک (100) سو سال اور دس (10) ماہ کی علم وورع کی زندگی پانے کے بعد 360 میں اصفھان میں فوت ہوئے۔(138)

101-ابو احمد' عبد الله بن عدی ابن قطان جرجانی کے نام سے مشہور ہوئے علم رجال کے ماہر تھے' ایک ہزار [1000] محدثین سے علمی پیاس بجھائی' نیز آپ کی تالیفات آپ کی علمی قابلیت' خداداد صلاحیت کی جیتی جاگتی تصویر ہیں' جن میں چند ایک مندرجہ ذیل ہیں' الکامل فی معرفة الضعفاء والمتروکین من الرواة آٹھ [8] مجلدات پر مشتمل ہے' علل الحدیث نامی کتاب بھی اٹھ [8] جلدوں پر مشتمل ہے' معجم فی اسماء شیوخه اور اسماء الصحابه' ودیگر کتب ہیں' آپ نے 365 وفات پائی۔(139)

103- ابو علی الحسین بن محمد الماسرجسی النیسابوری آپ کا تعلق نیشاپور سے ہے' آپ کا شمار کبار محدثین میں ہوتا ہے' ماشاء الله آپ کے خاندان میں انیس [19] محدث ہوئے' آپ کی تالیفات میں المسند الکبیر ایک ہزار تین سو [1300] اجزاء پر مشتمل ہے' امام ابو عبد اللہ حاکم کا فرمان ہے' کہ اس سے بڑی کوئی مسند نہیں پائی جاتی' اور آپ 365 ہجری میں دار فانی سے کوچ کر گئے۔(140)

104- ابو محمد' عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن حیان الاصبهانی الحیانی' تیسری صدی میں پیدا ہوئے' آپ بھی علم حدیث و علم رجال کے ماہر تھے' آپ کی کئی ایک تالیفات ہیں' جن میں طبقات المحدثین باصبهان الواردین علیها اور ذکر الاقران ورروایتهم عن بعضهم قابل ذکر ہیں' آپ بھی خدائی نظام کے تحت 369 ہجری میں فانی جہاں سے کوچ کر گئے۔(141)

105-ابو بکر، احمد بن ابراهیم الاسماعیلی الجرجانی الشافعی‘ آپ محدث اور حافظ ہونے کے ساتھ ساتھ بہت ہی ملنسار اور سخی طبیعت کے مالک تھے‘ نیز علم فقه اور سیاست سے بھی شغف تھا‘ آپ کی تالفات میں المعجم‘ الصحیح ‘مسند عمر قابل ذکر ہے‘ آپ کی وفات 371 میں ہوئی۔(142)

106 - ابو احمد، محمد بن محمد بن احمد حاکم النیسابوری ، حاکم کے لقب سے مشہور تھے‘ وقت کے مایہ ناز محدث تھے‘ کئی ایک علاقوں میں قاضی کے منصب پر فائز رہے‘ آپ کی جملہ تالیفات میں سے الاسماء و الکنی اور العلل، اور علم حدیث میں المستدرک علی الصحیحین‘ اور مستدرک علی الجامع الترمذی معروف ہیں‘ وفات 378 میں ہوئی۔(143)

107-أبو نصر احمد بن محمد الکلاباذی اهل بخاره کے ثقہ حفاظ سے ہیں‘ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں الکلام علی رجال البخاری‘الهدایة و الارشاد فی معرفة اهل الثقة و السداد مطبوع ہیں آپ کی وفات 398 میں ہوئی۔(144)

108-أبو الحسن ‘علی بن عمر الدارقطنی ‘اپنے دور کے عظیم محدث ہونے کے ساتھ ساتھ علم قرأت میں پہلی مرتب کتاب تحریر کرنے کا اعزاز حاصل کیا‘ علم حدیث میں آپ کی تالیف‘سنن الدارقطنی‘ ممتاز درجہ رکھتی ہے‘ جبکہ علم رجال میں المؤتلف و المختلف‘ اور الضعفاء سند کا درجہ رکھتی ہیں‘ آپ کی وفات بغداد میں 385 میں ہوئی۔(145)

109-ابن شاهین، عمر بن احمد بن عثمان آپ کو محدث العراق کا لقب دیا گیا‘ حدیث ‘تفسیر، تاریخ ‘اور رجال پر تین صد تیس [330] کتابیں تالیف کیں‘ آپ کی وفات 385 میں ہوئی۔(146)

110-ابن منده، محمد بن اسحق‘ کبار محدثین اور ثقاط حفاظ میں آپ کا شمار تھا‘ طلب حدیث کے لئے بہت سفر کئے عقیده‘ ادیان، حدیث ‘تفسیر اور علم اسماء رجال میں متعدد کتابیں تالیف کیں‘ آپ کی مشہور کتابوں میں فتح الباب فی الکنی و الالقاب ‘معرفة

الصحابہ، التوحید ومعرفۃ اسماء اللہ عزو جل نمایاں مقام رکھتی ہیں، آپ کی وفات 395 میں ہوئی۔ (147)

پانچویں صدی

111- ابو المطرف ' عبد الرحمن بن محمدبن عیسی القرطبی ' اندلس کے شہر قرطبه میں پیدا ہوئے'علمی زمان ومکان میں آنکھ کھولی' متعدد علوم وفنون کی مہارت حاصل کی' اور بے شمار کتب تالیف کیں چند ایک درج ذیل ہیں' المصابیح فی تراجم الصحابة 'فضل التابعین' الاخوة من المحدثین من الصحابة والتابعین ومن بعدهم من المخالفین 'آپ کی وفات402 میں ہوئی۔(148)

112- ابو عبد الله 'محمد بن عبد الله محمد بن خمدویة بن نعیم الضبی الطهمانی النیسابوری المعروف حاکم النیسابوری' محدثین میں جانا پہچانا نام ہے'آپ کی ذات تعارف کی محتاج نہیں آپ کی معرکة الاراء کتب آپ کی پہچان ہیں'جن میں المستدرک علی الصحیحن' تسمیة من اخرجهم البخاری ومسلم'معرفة علوم الحدیث ' کونمایاں مقام حاصل ہے'آپ کی وفات405 نیشاپور میں ہوئی۔(149)

113-ابو عبد الله' محمد بن یحی الحذاء التمیمی'اندلس کے ممتاز ماہرین تعلیم میں شمار ہوتے تھے'علم حدیث کے ساتھ تاریخ وادب میں بھی خاصی مہارت تھی 'الاستنباط لمعانی السنن والاحکام من احادیث موطا آپ کی تصنیف ہے آپ کی وفات410 اور ایک روایت کے مطابق416 میں ہوئی۔(150)

114–هبة الله بن الحسن الطبری' بغداد میں سکونت اختیار کی آپ کا شمار شافعی فقہاء میں ہوتا ہے آپ کی تالیفات میں شرح السنة اوراسماء رجال الصحیحین بہت معروف ہیں' آپ کی وفات418 میں ہوئی۔(151)

115- حمزة بن یوسف بن ابراهیم السهمی' تاریخ جرجان ومعرفة علماء جرجان آپ کی تالیفات آپ کے مورخ اور حافظ ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہیں' آپ نے طلب علم کے

لئے مختلف ملکوں کا سفر کیا جن میں عراق 'شام' مصر' بلاد خرسان سرفہرست رہے' امام عبد الرحمن السخاوی نے آپ کو ائمة الجرح و التعدیل میں شمار کیا ہے' آپ نے اسی (80) سال کی عمر پائی 427 ہجری میں وفات پائی۔(152)

116-ابن منجویة ' أحمد بن علی بن محمد آپ اصفھان کے معروف محدث ہیں رجال صحیح مسلم آپ کی تالیف ہے امام شمس الدین الذھبی آپ کی علمی صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کو محدث نیسابوری کہا کرتے تھے' آپ کی وفات 428 میں ہوئی۔(153)

117-ابن حزم علی بن احمد بن سعیدالاندلسی ' اندلس کے حکمراں گھرانے سے ان کا تعلق تھا' لیکن آپ زھد و علم کی طرف راغب تھے' اندلس کے علمی میدان میں کوئی بھی آپ کا ہم پلہ نہ تھا' آپ نے ہر موضوع پر قلم اٹھایا اور سیر حاصل مدلل بحث کی' ہر قسم کے علوم و فنون پر مکمل دسترس تھی' آپ کی تالیفات میں چند ایک درج ذیل ہیں' الفصل فی الملل و الاھواء و النحل' المحلی فی الفقه' انساب العرب فی علم الرجال' الاحکام فی اصول الاحکام قابل ذکر ہے' آپ کی وفات 456 میں ہوئی۔(154)

118-الخطیب البغدادی ' احمد بن علی بن ثابت' بہت ہی نامور مورخ اور علم حدیث کے ماہر 79 کتابوں کے مولف ہیں' جن میں تاریخ بغداد' الاسماء و الالقاب' الاسماء المبھمة اور السابق اللاحق بہت ہی معروف ومتداول ہیں' وفات کے وقت اپنا ذاتی کتب خانہ اہل علم کے نام وقف کر دیا' آپ نے 463 میں وفات پائی۔(155)

119-ابن ماکولا' علی بن ھبة الله علی ' اصفھان کے نواحی گاؤں جرباذقان میں پیدا ہوئے' حصول علم کے لئے شام 'مصر 'جزیرہ' ماوراء النھر کا سفر کیا علم الرجال کے ساتھ ساتھ دیگر علوم و فنون کے بھی ماہر تھے' آپ بھی کئی ایک کتابوں کے مصنف ہیں الاکمال' تکملة الاکمال 'المؤتلف و المختلف من الاسماء و الکنی و الانساب' آپ 475 ہجری میں شہید کر دیے گئے' انا لله و انا الیه راجعون۔(156)

120 -الحسین بن محمد الغسانی الجیانی 'اندلس جیسے علمی شہر کے باشندہ تھے' آپ کا زیادہ تر کام رجال صحیحین پر ہے' آپ کی تالیف' تقید المھمل' میں صحیحین کے رجال میں لبس کو ضبط کیا ہے اور' کتاب ما یاتلف خطہ و یختلف لفظہ من اسماء الرواۃ و کناھم و انسابھم من الصحابۃ و التابعین و من بعدھم ممن ذکر فی الصحیحین' اور التعریف بشیوخ البخاری قابل دید کتابیں ہیں' آپ کی وفات 498 میں ہوئی۔(157)

چھٹی صدی

121-ابو الفضل محمد بن طاھر بن علی المقدسی الشیبانی آپ کی تالیفات آپ کا تعارف ہیں علم حدیث 'تاریخ' اور علم رجال کے ممتاز ماہرین میں سے تھے 'علم رجال پر متعدد کتب تالیف فرمائیں چند ایک یہ ہیں [- تاریخ اهل الشام و معرفة الائمة منهم و الاعلام'معجم البلاد'الانساب المتفقه فی الخط المتماثلة فی النقط و الظبط'الجمع بین کتاب الکلاباذی و الاصبهانی فی رجال الصحیحین'ایضاح الاشکال فیمن ابهم اسمه من النساء و الرجال] آپ کی وفات 506 میں بغداد میں ہوئی۔(158)

122- ابن یربوع 'عبد الله بن آحمد الشنترینی اہل اشبیلیة کے معروف محدثین و نقاد حدیث میں آپ کا شمار ہوتا ہے'قرطبہ میں سکونت اختیار کی' کئی ایک کتب کے مؤلف ہیں'الاقلید فی بیان الاسانید اور رجال مسلم آپ کی معروف تالیفات میں سے ہیں'آپ کی وفات 522 میں ہوئی۔(159)

123-ابن عساکر'علی بن حسین بن هبة الله' بلادشام کا بہت بڑا تاریخ دان اور محدث تھا'تاریخ ابن عساکر سات[7]اجزاء پر مشتمل آپ کی معروف تصنیف ہے'اس کے علاوہ دیگر تالیفات میں معجم الصحابه' معجم الشیوخ و النبلاء' شیوخ اصحاب الکتب السته قابل ذکر ہیں' آپ کی وفات 571 دمشق میں ہوئی۔(160)

124-ابن بشکول الاندلسی 'خلف بن عبد الملک'قرطبہ کے معروف اہل قلم میں سے ہیں پچاس (50) سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں'جن میں کتاب الصلة'تاریخ رجال اندلس' اور الغوامض و المبهمات قابل ذکر ہیں' آپ کی وفات 578 میں ہوئی۔(161)

125-ابن الجوزیة' عبد الرحمان بن علی بن محمد وقت کے علامہ تھے'علم حدیث و تاریخ میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا' تین صد(300) سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں'علم

اسماء الرجال میں الضعفاء و المتروکین 'الاذکیاء و اخبارھم 'اسماء الضعفاء و الوضعین مستند تالیفات ہیں' آپ کی وفات 597 میں بغداد' عراق میں ہوئی۔(162)

126- عبد الغنی بن عبد الواحد المقدسی علمی حلقوں میں جانا پہچانا نام ہے' خصوصاً علم حدیث و رجال میں حافظ و ناقد کے لقب سے نوازے گئے' نابلس کے نواحی علاقہ جماعیل میں پیدا ہوئے' حصول علم کے لئے دمشق و اسکندریہ و اصفہان کا سفر کیا 'الکمال فی اسماء الرجال' اس کتاب میں کتب ستة کے رواۃ پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے' اور رجال کتب ستة پر پہلی تالیف ہونے کا شرف بھی اسی کتاب کو حاصل ہے' آپ کی معرکۃ الآراء تالیف ہے' آپ کی وفات 600 میں مصر میں ہوئی۔(163)

ساتویں صدی

127- ابن القطان علی بن محمد منصب قضاۃ پر فائز تھے' آپ کا شمار حفاظ حدیث اور ناقدین حدیث میں ہوتا ہے' آپ کی تالیفات میں 'بیان الوھم والابھام الواقعین فی کتاب الاحکام علم رجال پر مستند کتاب ہے' آپ کی وفات 628 میں ہوئی۔ (164)

128- ابن الاثیر 'علی بن محمد الشیبانی محدث ومورخ ہونے کے ساتھ ساتھ آپ ادیب اور فقیہ بھی تھے' تاریخ میں الکامل فی التاریخ اور علم الرجال میں اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ علم کا سمندر ثابت ہوئیں' یہ علم کا سورج 630 ہجری میں عراق میں غروب ہو گیا۔ (165)

129- محمد بن اسماعیل بن خلفون الازدی آپ کا تعلق اندلس سے ہے' علم الرجال پر متعدد کتابیں تالیف کیں' چند ایک مندرجہ ذیل ہیں' [المنتقی فی رجال الحدیث 'المعلم باسماء شیوخہ البخاری ومسلم' اسماء شیوخ مالک بن انس' التعریف اسماء اصحاب النبی ﷺ 'شیوخ ابی داؤد السجستانی 'شیوخ ابی عیسی الترمذی] وغیرہ آپ کی وفات 636 اندلس میں ہوئی۔ (166)

130- ابو عبد اللہ الدبیثی 'محمد بن سعید اہل واسط کے محدثین میں سے ہیں' تاریخ بغداد پر آپ کا حاشیہ بڑا دقیق ہے' تاریخ واسط آپ کی معروف تالیف ہے' آپ کی وفات 637 بغداد میں ہوئی۔ (167)

131- ابن النجار محمد بن محمود البغدادی' بغداد کے مشہور مورخ اور علم رجال کے ماہرین میں ایک نام آپ کا بھی ہے' طلب علم کے لئے مصر' شام 'حجاز 'فارس کی طرف سفر کیا متعدد کتب کے مصنف ہیں' جن میں 'الکمال فی معرفۃ الرجال 'نسبۃ المحدثین الی الاباء والبلدان' الدرر الثمینہ فی اخبار المدینہ' اور جنۃ الناظرین فی معرفۃ التابعین قابل ذکر ہیں آپ کی وفات 643 میں ہوئی۔ (168)

132- الزکی المنذری عبد العظیم بن عبد القوی وقت کے محدثین اور حفاظ و مورخین میں آپ کا شمار ہوتا ہے، حدیث، رجال، زھد و التاریخ جیسے اہم موضوعات پر قلم اٹھایا، علم الرجال میں التکملۃ لوفیات النقلۃ ' ایک معروف و مستند کتاب ہے، آپ کی وفات 656 میں ہوئی۔(169)

آٹھویں صدی

133- ابو حمد الدمیاطی عبد المومن بن خلف' فقہ شافعی کے اکابر فقہاء ومحدثین میں سے تھے'ایک ہزار تین صد[1300] مشائخ پر المعجم کے نام سے کتاب تالیف کی دیگر کئی ایک کتابوں کے مصنف ہیں' آپ 705 ہجری میں قاھرہ' مصر میں خالق حقیقی سے جا ملے(170)

134- ابن تیمیة' احمد بن عبد الحلیم الحرانی 'شیخ الاسلام کے لقب سے معروف ہوئے' آپ حران میں پیدا ہوے عقیدة 'حدیث 'فقه 'تفسیر' اصول 'تاریخ 'ادب و منطق و فلسفة میں آپ کا ثانی نہیں' آپ کی علمی وراثت چار ہزار[4000] کتب سے متجاوز ہے' مجموع الفتاوی' تفسیر القرآن 'الجمع بین النقل و العقل 'الصارم المسلول علی شاتم الرسول 'رفع الملام عن الأئمة الاعلام قابل قدر ہیں' علمی میدان کے ساتھ ساتھ سیاسی میدان اور مغلوں غاصبوں سے بلاد ملت اسلامیة کو آزاد کرانے اور جہاد کے فروغ میں آپ کی نمایاں کاوشیں ناقابل فراموش ہیں' آپ کو مجدد کا لقب بھی دیا گیا' آپ 728 میں فوت ہوے۔(171)

135- الحافظ المزی یوسف بن عبد الرحمان اپنے عہد کے محدثین میں شمار ہوتے تھے' علم حدیث اور علم رجال پر گراں قدر آپ کی خدمات ہیں' جن میں تهذیب الکمال فی اسماء الرجال' بارہ[12] اجزاء پر مشتمل تالیف ہے' اس دور سے تا حال کے محدثین و علماء وفقہاء اس کتاب سے مستغنی نہیں ہوسکتے' آپ 742 ہجری میں دار فانی سے کوچ کر گئے۔(172)

136- الذهبی شمس الدین ابو عبد الله محمد بن احمد' جو کہ اسم با مسمی سونے کی کان ثابت ہوئے' علم رجال میں آپ کا کوئی ثانی نہ ہے' ایک صد[100] سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں' آپ کی چند ایک تالیفات درج ذیل ہیں[دول الاسلام 'تاریخ الاسلام الکبیر 'الکنی والالقاب 'سیر اعلام النبلاء' تذکرة الحفاظ' تذهیب التهذیب 'التجری فی اسماء الصحابه 'الکاشف 'میزان الاعتدال فی نقد الرجال' المغنی فی رجال الحدیث' رواة

الثـقـات] یہ تمام کتب آج بھی متداول ہیں' اہل علم میں مشہور و معروف ہیں یہ علم کا سمندر اپنی بے شمار قلمی کاوش چھوڑ کر 748 ہجری میں خالق حقیق سے جاملا۔(173)

137-مغلطائی بن قلیج بن عبد الله البکری ترکی الاصل ہیں تاریخ اور رجال کے علاوہ انســـــاب پر گہری نظر تھی' آپ بھی کئی ایک کتابوں کے مصنف ہیں جن میں صحیح بخاری کی شرح اور اکمال تھذیب الکمال فی اسماء الرجال قابل ذکر ہیں' آپ کا انتقال 762 میں ہوا۔(174)

138-الشـاطبـی' ابـراھیم بن موسی' غرناطة کےمعروف فـقـھاء و محدثین و قرّاء میں سے ہیں' حـدیـث 'فـقـه' اصول حدیـث کےممتاز ماہرین میں آپ کا شمار ہوتا ہے' آپ کی کتاب الموافقات فی اصول الفقه اور الجمان فی مختصر اخبار الزمان مرجع شمار ہوتی ہیں' آپ 790 میں فوت ہوئے۔(175)

139- ابـن فـرحـون' ابـراھیـم بـن عـلـی بن محمد الیعمری' آپ کی پرورش مـدینة الرسول میں ہوئی' آپ مالکی مذھب کے کبار ائمةمیں سے ہیں' مدینه منوره کے قضاةمیں سے ہیں' حصول علم کے لئے شـام 'مـصـر 'قدس کا سفر کیا' آپ نے عـلـم رجال پر الـدیـبـاج الذھب فی تـراجـم اعیان الـمذھب الـمالکی اور طـبـقـات علماء المغرب سپردقلم کیں' آپ 799 میں مدینة الرسول میں ہی فوت ہوئے۔(176)

نادیں صدی

140-الحافظ العراقی عبد الرحیم بن حسین بن عبد الرحمن ابو الفضل کردی الاصـــــل ہیں زندگی کے قیمتی لمحات حصول علم کی خاطر سفروں میں گزارے' مختلف جنگلوں اور صحراؤں کو عبور کرتے ہوئے تمام علوم وفنون پر مکمل دسترس حاصل کی' اور بے شمار تالیفات کی صورت میں آپ نے عظیم علمی ورثہ چھوڑا' جن سے خلق خدا آج تک مستفید ہورہی ہے' المعجم ذیل علی المیزان نامی کتاب میں آٹھویں صدی کے محدثین و حفاظ کا تذکرہ کیا' آپ 806 میں خالق حقیق سے جا ملے۔(177)

141-ابو زرعة العراقی 'احمد بن عبد الرحیم آپ حافظ العراقی کے فرزند ہیں' علمی صلاحیتیں وراثت میں ملیں' آپ کی تصنیفات میں [البیان والتوضیح لمن اخرج له البخاری فی الصحیح' اور اخبار المدلسین' حاشیة علی الکشاف] نمایاں ہیں' آپ کی وفات 826 مصر میں ہوئی۔(178)

142- ابن حجر العسقلانی' احمد بن علی بن محمد الکنانی آپ اپنی صدی کے کوہ گراں ثابت ہوئے' ابن تیمیة کو شیخ الاسلام کہا جاتا ہے تو آپ کو حافظ الاسلام کا لقب دیا گیا ہے' آپ نے ہر قسم کے علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل کی' تقریبا ہر فن پر آپ نے قلم اٹھایا بے شمار علمی خزانہ چھوڑا' جس میں سے علم الرجال پر چند ایک کتب مندرجہ ذیل ہے [لسان المیزان' تهذیب التهذیب' تقریب التهذیب' الدر الکامنة فی اعیان القرن الثامنه 'الاصابه فی تمیز الصحابه'] یہ تمام کتب مطبوع اور متداول ہیں' یہ آفتاب علم 852 میں غروب ہوا۔(179)

143-ابو عبد الله محمد بن الحسن الراشدی مالکی مسلک کے بلند پایہ فقیه تھے' آپ کی تالیفات میں نسخ المبهم فی ضبط رجال مسلم' المشرع المهیاء فی ضبط مشکل رجال الموطا' اور الزند الوری فی ضبط رجال البخاری قابل ذکر ہیں' آپ کی وفات 868 میں ہوئی۔(180)

144 -العسقلانی'ابو البرکات احمد بن ابراهیم بن نصر الله' اپنے وقت کے امام تھے' مصر میں آپ کا ثانی نہ تھا' جلال الدین السیوطی نے آپ کو اپنے اساتذۃ میں شمار کیا ہے' طبقات الحنابلة بیس[20]اجزاء پر مشتمل آپ کی علمی کاوش ہے' نثر کے ساتھ ساتھ نظم سے بھی شوق تھا' شائد ہی کوئی فن ہو جس پر آپ کی قلم سے علمی و ادبی جواہر نہ نکلے ہوں' آپ مصر کے شہر قاهره میں 876 میں فوت ہوئے۔(181)

145 - ابن ظهیرة'ابراهیم بن علی القرشی' مکة مکرمة میں 30 سال تک منصب قضاۃ پر فائض رہے' آپ شافعی المسلک کے بلند پایہ فقیہ اور محدث تھے' اس وقت آپ حجاز میں مرجع الخلائق تھے' آپ 891 میں فوت ہوئے۔(182)

دسویں صدی

146-السخاوی'محمد بن عبد الرحمن آپ ایک مستند مورخ' علم حدیث وتفسیر اور وقت کے بہت بڑے ادیب تھے' آپ علم رجال اور اصول حدیث کے ماہر مانے جاتے تھے' آپ کی تالیفات میں' الضوء اللامع فی اعیان القرن التاسع بارہ[12] جلدوں پر مشتمل ہے' فتح المغیث شرح الفیة الحدیث'مصطلح الحدیث میں بہت عمدہ تالیف ہے' آپ نے 902ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔(183)

147-الکفعمی' ابراھیم بن علی الحارثی 'آپ کا شمار فقھاء عراق میں سے ہوتا ہے' آپ 49 کتب کے مؤلف ہیں علم الرجال میں تاریخ وفیات العلماء آپ کی گراں قدر تالیف ہے' آپ 905 میں فوت ہوے۔(184)

148-السیوطی'عبد الرحمان بن ابی بکر وقت کے بہت بڑے امام 'محدث 'مورخ حافظ'فقیہ اور ادیب تھے' آپ کی ساٹھ(60) سے زائد تالیفات ہیں' آپ نے تفسیر' حدیث 'اصول حدیث' فقه' تاریخ غرض ہر فن پر تالیف تحریر فرمائی' علم الرجال میں آپ کی تالیف اسعاف المبطاء فی رجال الموطاء اور در السحابہ فی من دخل مصر من الصحابه "طبقات الحفاظ اور لب الالباب فی تحریر الانساب قابل ذکر ہیں' آپ کی وفات 911 میں ہوئی۔(185)

149-ابراھیم بن محمد الحلبی 'شام کے ائمة حنفیة میں آپ کا شمار ہوتا ہے' آپ کئی ایک کتب کے مؤلف ہیں آپ فقہ کے ساتھ ساتھ حدیث و رجال کے بھی ماہر تھے' آپ کی تالیف تلخیص الجواھر المضیعة فی طبقات الحنفیة اور مختصر طبقات الحنابلة قابل ذکر ہیں آپ 956 میں قسطنطینة میں فوت ہوئے۔(186)

150–ابن حجر الهيثمی' احمد بن محمد'شيخ الاسلام مصر میں پیدا ہوئے جامعہ الازہر [ازہر یونیورسٹی] میں تعلیم حاصل کی' اور بعد ازاں مكة مكرمة 'حجاز کو اپنا وطن بنالیا' آپ نے حديث 'فقه 'عقيدة ورجال پر کئی ایک کتب تالیف فرمائیں' جن میں الفتاوی الهيثمية معروف ہے' آپ مكة مكرمة میں 974 میں فوت ہوئے۔(187)

حوالہ جات:

1=القرآن الکریم = ٢٧:١١

2=القرآن الکریم = ١٥:١٠

3=القرآن الکریم = ١٦:١٠

4=الشیبانی' أبو بکر أحمد بن عمرو 'الأحاد و المثانی' الریاض' دار الرایة ١٩٩١ ج١ ص ٣٦٥

5=علامة شبلی نعمانی'سیرت النبی'باکستان'لاهور'حذیفه اکیدیمی ٢٠٠٠' ص ١٣٥ ج١

6=القرآن الکریم = ٥٢:٢٢

7=القرآن الکریم=٣٣:٦

8=القرآن الکریم = ٦:٤٩

9=القرآن الکریم=٤:٢٤

10=القرآن الکریم=٢٧٢:٢

11= القرآن الکریم =٦٥ : ٢

12= الدارمی, عبد الله بن عبد الرحمان 'سنن الدارمی'ملتان' نشر السنه' ص ١٥٦ ج٢

13=ابن عبد البر'یوسف بن عبد الله 'الاستیعاب فی معرفة الأصحاب'بیروت' دار الجیل 'اولی ١٤١٢ ' ص ٦٠٣ ج٢

14=ابن حجر العسقلانی' أحمد بن علی' 'فتح الباری شرح صحیح البخاری 'بیروت' دار المعرفة/ تحقیق فواد عبد الباقی ١٣٧٩ ص٤٥٤ ج١٠

15=ابن حبان' محمد 'صحیح ابن حبان 'بیروت 'موسسة الرساله' الثانیة ١٩٩٣ تحقیق شعیب الأرنوط ص ٦٨ ج١٣

16= القشیری' مسلم بن حجاج صحیح مسلم' القاهرة ' دارالحدیث ۱۹۹۱
الاولی ص ۱۰ ج۱

17= القشیری' مسلم بن حجاج صحیح مسلم' محولا باله ص ۱۲ ج۱

18= خطیب البغدادی ' أبو بکر أحمد بن علی ' کتاب الکفایة فی علم الروایة ' بیروت'
المکتبة العلمیة ص۳۳

19= البغدادی ' کتاب الکفایة فی علم الروایة محولا باله ص ۷۸

20= الاسفرائینی' أبو عوانة یعقوب بن اسحاق ' مسند أبی عوانة' بیروت ' دار المعرفة
۱۹۹۸ الاولی ص ۱۳٤ ج٤

21 = القشیری' صحیح مسلم' محولا باله ص ۹

22= القشیری' صحیح مسلم' محولا باله ص۸

23= القشیری' صحیح مسلم' محولا باله ص ۱۲

24= ابن عبد البر ' یوسف بن عبد الله ' التمهید' المغرب ' وزارة الاوقاف
و الشؤن الاسلامیة ۱۳۸۷ اولی ص ۲۵٦ ج١٦

25=الحنبلی ' ابن رجب 'جامع العلوم و الحکم' بیروت ' دار المعرفة ۱٤۰۸ اولی
ص٤۲۹

26=ابن حجر العسقلانی ' أحمد بن علی تهذیب التهذیب' بیروت' دار الفکر ۱۹۸٤ اولی
ص ۱۲٦ ج۲

27= الزرکلی'خیرالدین بن محمود بن محمد بن علی بن فارس الأعلام قاموس تراجم
لأشهر الرجال و النساء من العرب و المستعربین و المستشرقین'بیروت'دار العلم
للملایین ۱۹۸۹ ثامنة ص۱۹۲ ج۷

28= ابن عدی ' عبد الله 'الکامل فی ضعفاء الرجال'بیروت 'دارالفکر ثانیة

ص٦٢ ج١

29= القشیری' صحیح مسلم' محولا باله ص١٣

30= البغدادی ' کتاب الکفایة فی علم الروایة' محولا باله ص ٧٨

31=ابن حجر العسقلانی' فتح الباری شرح صحیح البخاری' محولا باله ص ٣٠=٣١ ج١١

32 = ابن حجر العسقلانی أحمد بن علی 'الاصابه فی تمییز الصحابة 'بیروت' دارالکتب العلمیة ١٩٩٥ الاولی ص٣٥٩ ج٧

33=ابن حجر العسقلانی 'الاصابه فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٣٥٨ ج٧

34=الذهبی' محمد بن أحمد 'سیر اعلام النبلاء ' بیروت ' مؤسسة الرسالة' ١٤١٣ تاسعة ص ٤٣٠ ج٢

35=ابن حجر' الاصابه فی تمییز الصحابة'محولا باله ص٣٥٨ ج٧

36=ابن حجر'تهذیب التهذیب' محولا باله ص٢٩١ ج١٢

37=ابن حجر 'الاصابه فی تمییز الصحابة'محولا باله ص٣٥٧ ج٧

38=ابن حجر 'الاصابه فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٣٥٣ ج٧

39=ابن حجر 'الاصابه فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٢٣٣ ج٨

40= القیسرانی ,محمد بن طاهر تذکرة الحفاظ ,الریاض 'دار الصمیعی ١٤١٥ اولی ص ٢٨ ج١

41=الاصبهانی' ابو نعیم' احمد بن عبد الله حلیة اولیاء 'بیروت 'دارالکتاب العربی ١٤٠٥ الرابعة ص ٤٩ ج٢

42=الشیبانی ' أحمد بن حنبل 'فضائل الصحابة 'بیروت' مؤسسة الرسالة ١٩٨٣ الاولی ص٨٤٥ ج٢

43=ابن حجر'تهذیب التهذیب' محولا باله' ص٢٤٤ ج٥

44=ابن حجر ,تهذيب التهذيب 'محولا باله ص٤٤ ٢ ج٥

45=الزركلى' الاعلام' محولا باله ص ٩٥ ج٤

46= القزوينى' الخليل بن عبد الله 'الارشاد' الرياض' مكتبة الرشد ١٤٠٩ اولى ج١ ص٣٩٧

47=الزركلى" الاعلام' محولا باله ص ١٠٨ ج٤

48=ابن حجر 'الاصابه فى تمييز الصحابة' محولا باله ص١٥٧ ج٤

49= البغدادى '' كتاب الكفاية فى علم الرواية' محولا باله ص ٣٢

50=ابن حجر 'تهذيب التهذيب' محولا باله ص٧٥ ج٤

51=الزركلى ' الاعلام' محولا باله ص٩٣ ج٣

52=ابن حجر' تهذيب التهذيب 'محولا باله ص٥٧=٦٠ ج٥

53=ابن حجر' تهذيب التهذيب 'محولا باله ص١٩٠ ج٩

54=ابن حجر' تهذيب التهذيب 'محولا باله ص٣٦١ ج٧

55=الزركلى' الاعلام' محولا باله ص١٣٥ ج٣

56=الذهبى'ابو عبد الله محمد بن احمد بن عثمان'ميزان الاعتدال فى نقد الرجال'بيروت'دار المعرفة ١٩٦٣ اولى ص٣٨٠ ج١

و الذهبى' سير أعلام النبلاء' محولا باله ج٦ ص٣٩٠

57=ابن حجر' تهذيب التهذيب 'محولا باله ص٢١٠ ج١٠

58=محمد بن سعد 'الطبقات الكبرى 'بيروت' دار الصادر' ص ٢٧٩ ج٧

59=ابن حجر'تهذيب التهذيب 'محولا باله ص٢١٦ ج٦

60=ابن حجر'تهذيب التهذيب 'محولا باله ص٣٠٢ ج٤

61=ابن حجر'تهذيب التهذيب 'محولا باله ص٩٩ ج٤

62=ابن حجر'تهذيب التهذيب 'محولا باله ص٣٠٦ ج٦

63=ابن حجر' تهذيب التهذيب 'محولا باله ص١١ ج٣

64=ابن حجر ' تهذيب التهذيب 'محولا باله ص٤١٢ ج٨

65=ابن حجر ' تهذيب التهذيب ' محولا باله ص٥=٨ ج١٠

66=ابن حجر' تهذيب التهذيب 'محولا باله ص٢٣٥ ج٥

67=ابن حجر' تهذيب التهذيب'محولا باله ص٥٣ ج١١

68=ابن حجر' تهذيب التهذيب 'محولا باله ص١٨٠ ج١٠

69=ابن حجر' تهذيب التهذيب 'محولا باله ص١٣١ ج١

70=ابن سعد 'الطبقات الكبرى 'محولا باله ص٢٩٠ ج٧

71=الزركلى ' الاعلام' محولا باله ص٣٠٧ ج١

72=الذهبى' سير آعلام النبلاء'محولا باله ص٢٢٦ ج٩

73=الزركلى' الاعلام' بيروت' محولا باله ص١١٧ ج٨

74=الزركلى ' الاعلام' بيروت' محولا باله ص١٠٠ ج٣

75=الزركلى' الاعلام' بيروت' محولا باله ص١٤٧ ج٨

76=الخطيب'ابو بكر احمد بن على البغدادى' تاريخ بغداد 'بيروت'
دارالكتب العلمية' ص٢٤٢ ج١٠

77=الزركلى' الاعلام' محولا باله ص٣٦ ج٦

78=الزركلى' الاعلام' محولا باله ص٢٥ ج٣

79=الذهبى' سير آعلام النبلاء'محولا باله ص٣٥٩ ج٩

80=الزركلى' الاعلام' محولا باله ص٣٥٣ ج٣

81=ابن حجر' تهذيب التهذيب 'محولا باله ص٤٧٣ ج٩

82=ابن حجر' تهذيب التهذيب ' محولا باله ص٣٩٦ ج٤

83=الزركلى' الاعلام' محولا باله ج٤ ص٣٩٦

84=ابن حجر' تهذيب التهذيب ' محولا باله ص٢٩ ج٦

85=الزركلى ' الاعلام' محولا باله ج٥ ص١٧٦

86=ابن حجر' تهذيب التهذيب 'محولا باله ج١١ ص٢٦٠

87=ابن حجر' تهذيب التهذيب 'محولا باله ص٤٣ ج١١

88=الزركلى' الاعلام' محولا باله ص ١٣٧ ج٦

89=خطيب البغدادى'تاريخ بغداد ' محولا باله ص ٣٢١ ج٥

90=الزركلى' الاعلام' محولا باله ص١٧٣ ج٨

91=خطيب البغدادى' تاريخ بغداد 'محولا باله ص٤٨٢ ج٨

92=الحافظ المزى' يوسف بن عبد الرحمن 'تهذيب الكمال' بيروت ' مؤسسة الرسالة ١٩٨٠ ج٤ ص ٢٢٧

93=الزركلى ' الاعلام' محولا باله ص ٣٠٣ ج٤

94=ابن حجر' تهذيب التهذيب 'محولا باله ص٢٥٢ ج٩

95=الزركلى' الاعلام' محولا باله ص١١٨ ج٤

96=الذهبى' سير اعلام النبلاء' محولا باله ص٤٤٢ ج١١

97 = الخطيب البغدادى'تاريخ بغداد 'محولا باله ص٤١٩ ج٤

98= الذهبى' ميزان الاعتدال فى نقد الرجال محولا بالا ج٥ ص٤٢

99=ابن حجر' تهذيب التهذيب 'محولا باله ص٩ ج١١

100=الزركلى' الاعلام' محولا باله ص٢٩٢ ج١

101=الخطيب البغدادى' تاريخ بغداد 'محولا باله ص١٩٥ ج٤

102= السیوطی'حافظ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر'طبقات الحفاظ'مصر'مکتبة وھبة ١٩٧٣'اولی ص ٢٢٩

103=الزرکلی ' الاعلام' محولا باله ج٤ص٩٥

104=ابن حجر' تھذیب التھذیب 'محولا باله ص٤١ ج٩

105=ابن حجر'تھذیب التھذیب 'محولا باله ص٤٥٢ ج٩

106=الذھبی' سیر اعلام النبلاء 'محولا باله ص٥٠٥ ج١٢

107=ابن حجر' تھذیب التھذیب 'محولا باله ج١٠ص١١٣

108=الذھبی' سیر اعلام النبلاء'محولا باله ص٦٥ ج١٣

109=ابن حجر' تھذیب التھذیب 'محولا باله ص١٤٩ ج٤

110=الذھبی' سیر اعلام النبلاء'محولا باله ص٢٨٥ ج١٣

111=ابن حجر' تھذیب التھذیب 'محولا باله ص٢٩ ج٩

112=ابن حجر' تھذیب التھذیب 'محولا باله ص٢١٥ ج٦

113=الذھبی' سیر اعلام النبلاء'محولا باله ج١٣ص٥٠٨

114=الذھبی' سیر اعلام النبلاء' محولا باله ص٣٥٦ ج١٣

115=الذھبی' شمس الدین محمد بن آحمد 'کتاب تذکرة الحفاظ' بیروت دار احیاء التراث العربی ١٣٧٤ ص ٦٤٠ ج٢

116=ابن حجر العسقلانی' أحمد بن علی' لسان المیزان 'بیروت 'مؤسسة الأعلی للمطبوعات١٩٨٦' ص٤١٦ ج٥

117=ابن حجر' تھذیب التھذیب 'محولا باله ص١٢٤ ج٥

118=الرومی 'مصطفی بن عبد الله 'کشف الظنون عن آسامی الکتب و الفنون' بیروت' دار الکتب العلمیة '١٩٩٢ ج٢ص٤٦١

119=ابن ماكولا'على بن هبة الله ' الاكمال فى رفع الارتياب عن المؤتلف و المختلف فى الاسماء و الكنى و الانساب ' بيروت' دار الكتب العلمية'١٤١١ ج٢ص٤٦١

120=القنوجى' نواب صديق بن حسن خان 'ابجد العلوم ' بيروت' دار الكتب العلمية١٩٧٨ ج٢ص٣٩٨

121=الخطيب البغدادى ' تاريخ بغداد' محولا باله ص٤٢ ج٣

122= الحموى' ياقوت بن عبد الله 'معجم البلدان ' بيروت' دار الفكر ص ٣٧٥ج٦

123=القيسرانى'تذكرة الحفاظ' محولا باله ص٧٤٦ ج ٢

124= الكتانى' محمد بن جعفر 'الرسالة المستطرفة 'بيروت' دار البشائر الاسلامية'١٩٨٦ ص ١٠

125=الزركلى' الاعلام' محولا باله ص ١٩٢ ج٢

126= الكتانى 'الرسالة المستطرفة محولا باله ص٥٣

127=ابن حجر العسقلانى 'لسان الميزان' محولا باله ص٤١ ج٥

128=الذهبى' كتاب تذكرة الحفاظ' محولا باله ص ٧٢٠ ج٢

129=العراقى ' 'ذيل ميزان الاعتدال' محولا باله ص٣٩٦

130=الزركلى' الاعلام' محولا باله ص٢٥٣ ج٢

131=الزركلى' الاعلام' محولا باله ص١٨٩ ج١

132= القسيرانى' تذكرة الحفاظ محولا باله ص ٥٠ ج٣

133=الربعى' محمد بن عبد الله 'مولد العلماء و وفياتهم 'الرياض' دار العاصمة ١٤١٠ص٦٥٨ ج٢

134=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص ٢٠٧ ج١

135=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص٢٩٤ ج٣

136=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص٢٧٢ ج٣

137=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص ص٧٨ج٦

138=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص١٢١ ج٣

139=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص ٢٥٣ ج٢

140=السیوطی'طبقات الحفاظ ' محولا بالا ص٣٨٣

141=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص ١٢٠ ج٤

142=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص٨٦ ج١

143=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص ٢٠ ج٧

144= الرومی ' مصطفی کشف الظنون محولا باله ص٨٨ ج١

145=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص ٣١٤ ج٤

156=خطیب البغدادی' تاریخ بغداد 'محولا باله ص ٢٦٥ ج١١

147=الذهبی' میزان الاعتدال ' محولا باله ج٤ ص٤٧٩

148=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص٢٣٥ ج٣

149=الذهبی' میزان الاعتدال ' محولا باله ص٦٠٨ ج٣

150=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص ١٣٦ ج٧

151=ابن الاثیر ' الکامل ص١٢٦ ج٩

152=الجرجانی ' حمزة بن یوسف ' تاریخ جرجان' بیروت'عالم الکتاب ١٩٨١ مقدمة

153=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص١٧٢ ج١

154=الذهبی' سیر اعلام النبلاء'محولا باله ص ١٨٤ ج١٨

155=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص١٧٢ ج١

156=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص ٣٠ ج٥

157=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص٢٥٥ ج٢

158=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص١٧١ ج٦

159=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص٦٦ ج٤

160=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص٢٧٤ ج٤

161=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص٣١١ ج٢

162=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص٣١٦ ج٣

163=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص ٣٤ ج٤

164=الزرکلی' الاعلام' محولا بالهص١٣١ ج٤

165=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص٣٣١ ج٤

166=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص٣٦ ج٦

167=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص١٣٩ ج٦

168=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص٨٦ ج٧

169=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص ٣٠ ج٤

170=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص١٦٩ ج٤

171=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص١٤٢ ج١

172=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص ٢٣٦ ج٧

173=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص٣٢٦ ج٥

174=الزرکلی' الاعلام' محولا باله ص ٢٧٥ ج٧

175=الزرکلی' الاعلام' محولا بالہ ص ٥٧ ج١

176= ابن حجر العسقلانی' الدرر الکامنة محولا بالہ ص٤٨ ج١

177=الزرکلی' الاعلام' محولا بالہ ص ٣٤٤ ج٣

178=الزرکلی' الاعلام' محولا بالہ ص ١٤٨ ج١

179=الزرکلی' الاعلام' محولا بالہ ص ١٧٨ ج١

180=الزرکلی' الاعلام' محولا بالہ ص ٧٧ ج٦

181= الضوء اللامع ص٨٨ ج١

182=المرجع السابق

183=الزرکلی' الاعلام' محولا بالہ ص ١٩٤ ج٦

184=الزرکلی' الاعلام' محولا بالہ ص ٥٣ ج١

185=الزرکلی' الاعلام' محولا بالہ ص ٣٠١ ج٣

186=الرومی"کشف الظنون' محولا بالہ ص ١٨١٤ ج٢

187=الزرکلی' الاعلام' محولا بالہ ص٢٣٤ ج١

باب دوئم

صحابہ پر مشتمل منتخب کتب:

انسان کے لئے باعث شرف ہے' کہ وہ اپنی زندگی قرآن وحدیث اور سیرت نبوی وسیرت صحابہ [جو آپ پر ایمان لائے' آپ کی صحبت میں رہے' آپ کی مدد اور تائید کا شرف حاصل کیا' نیز آپ کی اتباع کی' اور آپ کی شریعت وسنت کی حفاظت کرتے ہوئے دین اسلام کو تابعین تک پہنچایا] جیسے علوم کی تعلیم حاصل کرنے میں صرف کردے' کیونکہ صحابہ کی ہی وہ واحد- مبارک ہستیوں پر مشتمل۔ جماعت ہے' جن کو آپ ﷺ کی ذات سے براہ راست دین اسلام سیکھنے کا موقع ملا' صحابہ کرام سب سے زیادہ آپ کی تعظیم کرنے والے تھے' نیز آپ کے اقوال وافعال وأخلاق کی اقتداء کرنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم ہی تھے 'اللہ رب العالمین نے ان کی تعریف کرتے ہوئے انھیں آخرت میں اجر عظیم کا مستحق قرار دیا۔

اس باب میں مندرجہ ذیل مباحث کا ذکر ہوگا ان شاءاللہ تعالی۔

صحابی کی لغوی و اصطلاحی تعریف۔

فقھاء و محدثین کے ہاں صحابی کا اطلاق۔

صحابہ کے طبقات ' حفظ حدیث میں صحابہ کی جھود وکاوشیں۔

صحابہ کا صاحب عدل و ضبط ہونا۔

صحابہ پر تالیفات کا تاریخی جائزہ۔

اور آخر میں منتخب تألیفات کا تفصیلی تحقیقی مطالعہ۔

صحابی کی لغوی تعریف:

صحابی لغت میں صحبة سے مشتق ہے،اور اس میں حروف اصلی [ص،ح،ب] ہیں،اس کا اطلاق ہر اس شخص پر ہوگا جو کسی کی صحبت میں اطاعت و انقیاد سے رہے،اس میں زمانہ، وقت کا تعین نہیں، کم عرصہ ہو یا زیادہ،اس کی جمع اصحاب یا صحابہ آتی ہے۔(1)

امام عبد الرحمان السخاوی نے صحابی کی لغوی تعریف ان الفاظ میں کی ہے [الصحابی مشتق من الصحبة جار علی کل من صحب غیره قلیلا أو کثیرا ، یقال صحبه شهرا أو یوما أو ساعة] صحابی صحبه سے مشتق ہے،اس کا اطلاق ہر اس شخص پر ہوگا جو کم عرصہ یا زیادہ عرصہ آپ ﷺ کی صحبت میں رہا ہو،وہ عرصہ ایک ماہ یا ایک دن یا چند لمحات ہی کیوں نہ ہوں، مزید فرماتے ہیں، کہ تمام اهل اللغة کے ہاں یہ متفق علیه تعریف ہے۔(2)

امام ابو حامد الغزالی، نے مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا لغوی طور پر صحابی کا لفظ ہر اس شخص کو شامل ہے جس نے چند لمحات بھی آپ کی صحبت میں گزارے۔(3)

لغة صحابی کا اطلاق اس شخص پر ہوگا جو کم از کم اتنا عرصہ کسی کی صحبت میں گزارے،جس پر صحبت کا لفظ بولا جا سکے،اور جو عرصہ دراز کسی کی صحبت میں رہے، بہت زیادہ اس کی مجالس میں حاضر ہو،اس پر صحابی بولا جا سکتا ہے،اس مفہوم کے لحاظ سے جس شخص کو بھی نبی کریم ﷺ کی صحبت میں چند لمحات گزارنے کی سعادت نصیب ہوئی،اس کا شمار صحابه کرام میں ہوگا۔

صحابی کی اصطلاحی تعریف:

اصطلاحا صحابی کا لفظ ایسے شخص پر بولا جائے گا، جو ایک عرصہ حضور ﷺ کی خدمت میں زیر تربیت رہا، حتی کہ آپ کی تربیت کے اثرات اس پر مرتب ہونے شروع ہو گئے،اس کی مزید وضاحت کے لئے مختلف ائمہ حدیث کے اقوال ذکر کیے جاتے ہیں، امام الکیاء الطبری نے صحابی کی اصطلاحی تعریف یوں بیان فرمائی: [هو ما ظهر صحبته لرسول ﷺ صحبة القرین قرینه

حتی یعدّ من حزبه و خدمه المتعلقین به](4) ایسے شخص پر صحابی کا اطلاق ہوگا جو باہم دوستوں کی طرح آپ کی صحبت میں نظر آئے' یہاں تک کہ وہ آپ کی جماعت' آپ کے خادمین کی طرح ہمہ وقت آپ کے ساتھ رہے۔

ابن فورک کا قول ہے کہ صحابی وہ ہے جو بکثرت آپ کی مجالس میں حاضر ہوا' ور اپنے آپ کو اس کے لئے وقف کر دیا۔(5)

أبو حامد غزالی نے مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ عرفا صحابی کا اطلاق اس پر ہوگا جو ایک عرصہ تک آپ کی صحبت سے شرف یاب ہوا۔(6)

امت مسلمہ کا اہل علم طبقہ دو [2] واضح جماعتوں میں تقسیم ہے۔

ا۔ **فقہاء:** جن کی جہود علمیہ کا غالب پہلو فقہی احکام کی توضیح و بیان پر مرکوز رہا' یہ طبقہ فقہاء کے نام سے موسوم ہے۔

ب۔ **محدثین:** وہ طبقہ جن کی جدو جہد احادیث رسول اللہ ﷺ کی جمع و تدوین' صحیح و ضعیف حدیث کی تمیز' اور حفظ حدیث میں رہی' محدثین کے نام سے موسوم ہوئے' اگر چہ دونوں اوصاف یکجا جمع ہیں' لیکن کسی ایک وصف کا غلبہ زیادہ نظر آتا ہے' وگرنہ ہرگز یہ مفہوم نہیں کہ فقہاء کی جماعت احادیث سے عاری تھے' یا محدثین کی جماعت استنباط کے ملکہ سے ناواقف تھے' البتہ ہر ایک کا علمی تخصص مختلف تھا۔

فقہاء کے نزدیک صحابی کی تعریف:

فقہاء ایسے شخص پر صحابی کا اطلاق کرتے ہیں' جو حضور ﷺ کی مجالس میں اس لئے حاضر ہوا کہ اسے آپ کی اتباع و مسائل کا طریقہ کار معلوم ہو' اگر مجلس میں حاضری کا یہ مقصد نہیں تو کتنا ہی عرصہ آپ کی مجلس میں حاضر کیوں نہ رہا ہو' صحابی نہیں کہلائے گا۔(7)

محدثین کے ہاں صحابی کی تعریف :

صحابی کا اطلاق کس شخص پر ہوگا؟ محدثین میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں، کچھ کا خیال ہے، کہ حضور ﷺ کی زیارت ہی کافی ہے، آپ کی صحبت میں وقت گزارنا ضروری نہیں، اور دوسرا موقف ہے، کہ نہیں کچھ وقت گزارے، تاکہ حضور کی تعلیمات سے شرف یاب ہو، اور حضور کی شاگردی کا شرف نصیب ہو، مزید وضاحت کے لئے چند اقوال کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا موقف ہے، کہ صحابی وہ ہے جو ایک عرصہ آپ کی صحبت میں گزارے صرف صحابی رسول ہونے کے لئے دیدار کافی نہیں، حضرت انس بن مالک سے سوال کیا گیا کہ آپ کے علاوہ کوئی اور صحابی زندہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہاں دیہاتوں میں کچھ لوگ ہیں لیکن آپ کے اصحاب میں سے میں آخری ہوں۔(8)

سعید بن مسیب تابعی نے فرمایا جس نے ایک یا دو سال آپ کی صحبت میں گزارے ہوں یا ایک دو غزوات میں شریک ہوا ہو تو صحابی کہلائے گا۔(9)

ابوبکر الباقلانی اور خطیب بغدادی کی رائے بھی یہی ہے کہ صحابی کا اطلاق صرف اس خوش نصیب پر ہوگا جس کی صحبت زیادہ ہو اور ایک عرصہ دراز آپ کی صحبت میں گزار چکا ہو۔(10)

امام عبد الرحمن السخاوی بھی اسی رائے کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں، کہ اسلام و شریعت میں لغوی اطلاق کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اور پوری امت مسلمہ کا بالاتفاق یہ فیصلہ ہے، کہ کفار صحابہ میں شامل نہ ہیں، اگرچہ انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا اور آپ کی مجالس میں حاضر بھی ہوئے، اور آپ کی احادیث کی سماعت بھی کی۔(11)

امام بخاری محمد بن اسمعیل ،امام احمد بن حنبل اور امام علی بن المدینی کی رائے مختلف ہے، ان کا موقف ہے، کہ ہر وہ شخص صحابی کا درجہ رکھتا ہے، جس نے بحالت اسلام حضور ﷺ کی زیارت کی ہو، اس نے آپ کی معیت و صحبت میں ایک عرصہ دراز گزارا ہو یا چند ایک لحات

گزارنے کی سعادت نصیب ہوئی ہو۔(12)

أبو مظفر سمعانی نے محدثین کے ہاں صحابی کی تعریف ان الفاظ میں نقل کی ہے[کل من روی عنه حدیثا أو کلمة ویتوسعون حتی یعدون من رآه رؤیة من الصحابة وهذا الشرف منزلة النبی ﷺ اعطو کل من رآه حکم الصحابة]۔(13)ہر وہ شخص صحابی کہلانے کا حق دار ہوگا، جس نے کوئی ایک حدیث یا ایک جملہ حضور ﷺ سے روایت کیا ہو بلکہ مزید وسعت کرتے ہوئے اس شخص کو بھی صحابی شمار کرتے ہیں، جو آپ کی زیارت سے مشرف ہو صرف آپ کی زیارت سے ہی صحابی کا حکم لگا دیتے تھے۔(14)

ابن عمرو واقدی نے صحابی کی تعریف یوں بیان کی[کل من رأی رسول الله ﷺ و تدارک الحلم فأسلم و عقل أمر الدین و رضیه]۔(15)جس نے اسلام لانے اور بالغ ہونے کے بعد آپ کی زیارت کی، نیز آپ سے دینی احکامات کو سمجھا، اور پھر اسی پر راضی ہوا، وہ خوش نصیب صحابی کہلائے گا۔

صحابہ کے طبقات:

صحابہ ان خوش نصیب افراد کے لئے خاص ہے، جنہوں نے آپ ﷺ کی زیارت کی ہو یا آپ ﷺ سے روایت بیان کی، یہی موقف اصحاب الحدیث کا ہے، لیکن وہ صحابہ کرام کو سبقت اسلام کی وجہ یا تا دیر صحبت رسول اللہ ﷺ یا مال و جان کے کھپا دینے یا غزوات میں اکثر حاضر ہونے کی وجہ سے درجات و مراتب میں تقسیم کرتے ہیں، جیسا کہ قرآن میں ذکر ہے[لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک أعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد الله الحسنی]۔(16) تم میں سے جو لوگ فتح کے بعد خرچ اور جہاد کریں گئے وہ کبھی ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جنہوں نے فتح سے پہلے خرچ اور جہاد کیا ہے، ان کا درجہ بعد میں خرچ اور جہاد کرنے والوں سے بڑھ کر ہے، اگر چہ اللہ نے دونوں ہی سے اچھے وعدے فرمائے ہیں۔

یقیناً صحابہ جہاد وقربانی' صیام و فطر' نیز بعض دوسرے اعمال میں برابر نہ تھے' جیسا کہ حدیث میں ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر جنگ کی تیاری میں چندہ جمع کرنے کے لئے ارشاد فرمایا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ گھر کا آدھا سامان اس خیال سے آپ کی خدمت لائے کہ آج حضرت ابو بکر صدیق سے سبقت لے جاؤں گا' اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق گھر کا تمام سامان لے کر حاضر ہوے سوال ہوا باقی کیا چھوڑا؟ عرض کیا [ابقیت محبة اللہ ومحبة رسولہ] گھر میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت چھوڑ آیا ہوں تو بے ساختہ سیدنا حضرت ابو حفص عمر بن خطاب پکار اُٹھے کہ عمر تو کبھی بھی صدیق کے رتبے کو نہیں پا سکتا۔(17)

پروانے کو شمع بلبل کو پھول بس ☆ ☆ صدیق کے لئے خدا اور اس کا رسول بس

ایسے بے شمار واقعات ہیں جن میں بعض صحابہ کا بعض سے مرتبہ و مقام میں باہم بھی افضلیت ثابت ہوتی ہے امت مسلمہ کا بھی موقف یہی ہے۔

طبقہ کی توضیح:

لفظ [طبقہ] قرآن مجید میں کہیں استعمال نہیں ہوا البتہ لفظ طبق یا طباقا استعمال ہوا ہے' ارشاد رب تعالی ہے [لترکبن طبقا عن طبق](18) تم کو ضرور درجہ بدرجہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف گزرتے چلے جانا ہے' دوسرے مقام پر ارشاد ہے [الذی خلق سبع سوات طباقا (19) وہ اللہ جس نے تہ برتہ سات آسمان بنائے۔

کلام عرب میں زمانہ قدیم سے ہی لفظ الطبقة مختلف معنوں میں استعمال ہوتا رہا' تدوین و تالیف کے دور میں یہ لفظ خاص معنی [مراتب الناس ومنازلهم] لوگوں کے درجات ومناصب' کے لئے استعمال ہونے لگا جو کہ مولفین و کاتبین کے نزدیک ایک خاص اصطلاح بن گئی' طبقات کی تقسیم میں بعض نے نسب و خاندان' بعض نے زمانہ ووقت' جبکہ بعض نے ملک وعلاقہ کو پیش نظر رکھا۔

کچھ مؤلفین نے تمام صحابہ کرام کا ایک طبقہ شمار کیا ان میں چند نام درج ذیل ہیں

1= خلیفہ بن خیاط العصفری م 240 کتاب الطبقات، ڈاکٹر أکرم ضیاء العمری کی تحقیق سے الریاض، دار طیبة للنشر و التوزیع نے پہلی مرتبہ 1387 ہجری میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کی اور دوبارہ یہ کتاب 1402 ہجری میں شائع کی گئی۔(20)

2=أسلم بن سهل الواسطی م 292 ان کی کتاب تاریخ واسط، 1406 میں بیروت، عالم الکتاب سے کورکیس عواد کی تحقیق سے طبع ہوئی۔(21)

3= ابو حاتم محمد بن حبان البستی م 354 کی کتاب "الثقات"(22) یہ عظیم علمی سرمایہ الهند، حیدر آباد الدکن، مجلس دائرة المعارف العثمانیة سے شرف الدین احمد کی زیر نگرانی طبع ہوئی۔

4=ابو عبد الله محمد بن عبد الله الحاکم النیسابوری م 405 کی کتاب تاریخ نیسابور۔ (23)

5= ابو الفضل شهاب الدین احمد بن علی بن الحجر العسقلانی م 852 کتاب "تقریب التهذیب" بیروت، دار المعرفة سے عبد الوهاب عبد اللطیف کی تحقیق و تعلیق سے دوبارہ یہ کتاب 1975 میں شائع ہوئی۔(24)

بعض مولفین نے صحابہ کو درجات و منازل کے اعتبار سے مختلف طبقوں میں تقسیم کیا، مشہور ترین بارہ[12] طبقات مندرجہ ذیل ہیں۔

1-وہ صحابہ جو اسلام لانے میں مقدم ہیں مثلاً خلفاء راشدین ابو بکر عمر عثمان و علی رضوان الله علیهم اجمعین۔

2-مشرکین مکہ کی دار الندوہ اجلاس سے قبل اسلام لانے والے صحابہ کرام۔

3-بلاد حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے۔

4-عقبہ اولی میں بیعت کرنے والے۔

5-عقبہ ثانیہ میں بیعت کرنے والے، یہ اکثر انصاری تھے۔

6-مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے آپ کی قباء میں بیعت کرنے والے مہاجرین۔

7-غزوۃ بدر میں شریک ہونے والے مجاهدین۔

8-بدر و صلح حدیبہ کے درمیانی وقت میں ھجرت کرنے والے۔

9-بیعت رضوان کے شرکاء۔

10- صلح حدیبہ و فتح مکہ کے درمیانی وقت میں ھجرت کرنے والے۔

11-فتح مکہ کے دن مسلمان ہونے والے۔

12- فتح مکۃ اور حجۃ الوداع میں وہ بچے جنھوں نے آپ کی زیارت کی۔(25)

اھل السنۃ کا اجماع ہے، کہ تمام صحابہ میں سے افضل ابو بکر صدیق پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی **پھر** علی بن أبی طالب رضی اللہ عنھم البتہ اھل کوفہ حضرت علی کو حضرت عثمان سے پہلے شمار کرتے ہیں، ابن خزیمہ کا بھی یہی قول ہے پھر عشرہ مبشرہ پھر اھل بدر پھر اصحاب احد پھر اھل بیعت رضوان پھر اھل العقبتین پھر سابقون فی الاسلام 'ابن مسیب و محمد بن سیرین اور قتادہ اھل قبلتین کو شمار کرتے ہیں• جبکہ امام شعبی ' بیعت رضوان والوں کو شمار کرتے ہیں۔(26)

صحابہ کا حفظ حدیث میں کردار:

صحابہ ہی وہ جماعت ہے جنہوں نے نزول وحی کا مشاہدۃ کیا، اسلام کی عظمت کو پہچانا، جس سے ان کے دل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت سے مالا مال ہوئے اور پھر اس راہ حق میں اپنا مال، اپنی جان، رشتہ داری غرض سب کچھ قربان کرنے کی تڑپ ہماں وقت ستائے رکھتی، اور کوئی وقت ہاتھ سے نہ جانے دیتے، مال کی ضرورت پڑھی تو ہر صحابی کی خواہش ہوتی آج میں سب پر سبقت لے جاوں، اور گھر کا ایک تہائی مال لیے حاضر ہوتا، دوسرا گھر کا آدھا مال لیے آ رہا ہے تو تیسرا گھر کا سارا مال پیش کرنے کی سعادت

حاصل کر رہا ہے‘اسی طرح اگر دفاع کی ضرورت آئی تو غزوہ احد میں وہ مثال پیش کی کہ ارض و سماء نے ایسے مناظر نہ دیکھے تھے نہ بعد میں کبھی دیکھنے کو ملے۔

حصول علم حدیث و فقہ میں جانفشانی کی ایسی مثالیں قائم کیں کہ بعدازاں تاریخ بانجھ ہوگی ‘اور ایسی مثالیں اسے دیکھنے کو نہ ملیں‘ بھوک و پیاس بھی ان کو مجلس رسول اللہ ﷺ سے نہ جانے دیتی‘ اصحاب صفہ کی مثال ہمارے سامنے ہے۔

صحابہ کا صاحب عدل وضبط ہونا:

تمام صحابہ کرام کمال ضبط و عدل کا نمونہ تھے کوئی ایک بھی صحابی مجروح نہ ہے‘ اس پر تمام اھل السنة کا اجماع ہے ذیل میں قرآن و سنت و اقوال ائمة سے اس کی مزید توضیح ووضاحت کی جاتی ہے۔

صحابہ کا صاحب عدل و تام الضبط ہونے پر قرآنی دلائل‘ فرمان رب تعالیٰ ہے[محمد رسول الله والذین معه اشدآء علی الکفار رحماء بینهم تراهم رکعا سجدا یبتغون فضلا من الله ورضوانا سیماهم فی وجوههم من اثر السجود ذلک مثلهم فی التوراة ومثلهم فی الانجیل کزرع أخرج شطأه فآزره فاستغلظ فاستوی علی سوقه یعجب الزراع لیغیظ بهم الکفار وعد الله الذین آمنوا وعملو الصالحات منهم مغفرة واجرا عظیما](27)

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں‘ تم جب دیکھو گے انہیں رکوع وسجود ‘اور اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلب میں مشغول پاؤ گے‘ سجود کے اثرات ان کے چہروں پر موجود ہیں‘ جن سے وہ الگ پہچانے جاتے ہیں‘ یہ ہے ان کی صفت توراۃ میں اور انجیل میں ان کی مثال یوں دی گئی ہے‘ کہ گویا ایک کھیتی ہے جس نے پہلے کونپل نکالی پھر اس کو تقویت دی‘ پھر وہ گدرائی‘ پھر اپنے تنے پر کھڑی ہوگئی‘ کاشت کرنے والوں کو وہ خوش کرتی ہے تاکہ کفار ان کے پھلنے پھولنے پر جلیں اس گروہ کے لوگ جو ایمان لائے ہیں‘ اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں اللہ نے ان

سے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا مزید فرمانا ہے'[والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنه ورضوا عنه وأعد لهم جنات تجرى تحتها الانهار خالدين فيها ابدا ذلك الفوز العظيم]۔(28) وہ مہاجرین وانصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوت ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی' نیز وہ جو بعد میں راستبازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے' اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی عظیم الشان کامیابی ہے۔

وقال الله تبارك وتعالى: [والذين آمنوا وهاجروا وجاهدوا فى سبيل الله والذين آووا ونصروا اولئك هم المومنون حقا لهم مغفرة ورزق كريم](29)

ایمان لانے والے اور اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ کر ہجرت کرنے والے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اور وہ لوگ جو مہاجریں کو جگہ فراہم کرتے ہیں' اور مدد کرتے ہیں یہی تو حقیقی مومن ہیں ان کے لئے بخشش کا پیغام ہے اور باعزت رزق تیار کر رکھا ہے۔

وقال الله سبحانه وتعالى :[للفقراء المهاجرين الذين أخرجوا من ديارهم وأموالهم يبتغون فضلا من الله ورضوانا وينصرون الله ورسوله اولئك هم الصادقون والذين تبوؤا الدار والايمان من قبلهم يحبون من هاجر اليهم ولا يجدون فى صدورهم حاجة مما أتوا ويؤثرون على أنفسهم ولو كان بهم خصاصة ومن يوق شح نفسه فأئلك هم المفلحون والذين جاؤا من بعدهم يقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل فى قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا انك رؤوف رحيم]۔(30) وہ مال ان غریب مہاجرین کے لئے ہے جو اپنے گھروں اور جائدادوں سے نکال باہر کیے گئے ہیں' یہ لوگ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں' اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حمایت پر کمر بستہ رہتے ہیں' یہی راستباز لوگ ہیں'[اور وہ مال ان لوگوں کے لئے بھی ہے'] جو ان مہاجرین کی آمد سے پہلے ہی ایمان لا کر

دار الھجرت میں مقیم تھے' یہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آئے ہیں' اور جو کچھ بھی ان کو دے دیا جائے اس کی حاجت تک یہ اپنے دلوں میں محسوس نہیں کرتے' اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں' خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں' حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچا لئے گئے' وہی فلاح پانے والے ہیں[اور وہ مال ان لوگوں کے لئے بھی ہے] جو ان اگلوں کے بعد آئے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے ہمیں اور ہمارے ان سب بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لئے کوئی بغض نہ رکھ اے ہمارے رب تو بڑا مہربان اور رحیم ہے۔

وقال الله تعالی:[لقد رضی الله عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرة فعلم ما فی قلوبھم فأنزل السکینة علیھم واثابھم فتحا قریبا]۔(31) اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے ان کے دلوں کا حال اس کو معلوم تھا' اس لئے اس نے ان پر سکینت نازل فرمائی' ان کو انعام میں قریبی فتح بخشی' اور بہت سا مال غنیمت انہیں عطاء کر دیا' جسے وہ عنقریب حاصل کریں گے اللہ زبردست اور حکیم ہے۔

صحابۃ کے صاحب عدل اور تام الضبط ہونے پر سنت نبوی سے دلائل:

جہاں اللہ رب العالمین نے ان پاک باز ہستیوں کے لئے ان کی کوششوں کو شرف قبول فرماتے ہوئے دنیا و آخرت میں کامیابیوں وکامرانیوں کی بشارتیں دی ہیں' وہاں خود رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کی جملہ مساعی پر بھرپور انداز میں انھیں داد دی' اور امت پر ان کا احترام و اکرام علامت ایمان قرار دیا' اختصار کے پیش نظر چند احادیث رسول کا ذکر مناسب ہوگا۔

قال رسول الله ﷺ [لاتسبوا أصحابی فولذی نفسی بیدہ لو أن أنفق مثل أحد ذھبا ما أدرک مد أحدھم ولا نصیفه](32)

میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہو' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے' تم میں سے آج کوئی احد پہاڑ جتنا سونا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو وہ اتنا اجر نہیں پا سکتا' جتنا میرے صحابہ

ایک آدھ صاع جو خرچ کر کے پایا تھا۔

قال رسول الله ﷺ [النجوم أمنة للسماء فاذا ذهبت النجوم أتى السماء ماتوعد، وأنا أمنة لاصحابى فاذا ذهبت أتى أصحابى ما يوعدون، و أصحابى أمنة لأمتى فاذا ذهب أصحابى أتى أمتى ما يوعدون] ۔(33) ستارے آسمان کے لئے امن کی ضمانت ہیں، جب ستارے مٹ جائیں گے، تو آسمان سے کیا ہوا وعدہ پورا ہوگا، اور میری ذات صحابہ کے امن کی ضامن ہے، جب میں چلا جاؤں گا تو صحابہ پر وہ وقت آئے گا جس کا وعدہ دیا گیا، صحابہ میری امت کے امن کے ضامن ہیں، اور جب صحابہ چلے جائیں گے تو امت پر وہ وقت آئے گا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا۔

قال رسول الله ﷺ [بعثت من خير قرون بني آدم قرنا فقرنا حتى كنت من القرن الذى كنت منه] ۔(34) یکے بعد دیگرے صدیوں کا جائزہ لیا جائے تو بنی آدم کی اولاد میں سے مجھے بہترین زمانے میں بھیجا گیا، جس میں میں ہوں یہی صدی خیر و برکت والی ہے۔

قال رسول الله ﷺ [خير امتى قرنى ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم قال عمران فلا أدرى أذكر بعد قرنه قرنين او ثلاثا ثم ان بعدكم قوماما يشهدون ولا يستشهدون ويخونون ولا يُتمنون وينذرون ولا يفون ويظهر فيهم السمن] ۔(35) میری امت کے لئے سب سے بھلائی والا وقت میرا زمانہ ہے، پھر اس سے جو متصل ہے، پھر اس سے جو متصل ہے [راوی عمران کہتا ہے مجھے یاد نہیں کہ دو کے بعد تیسری صدی کا ذکر کیا ہے یا نہیں] پھر فرمایا اس کے بعد ایسی قوم آئے گی، ان سے گواہی طلب نہ کی جائے گی مگر وہ گواہی کے لئے تیار ہوں گے، انہیں امانت دی جائے گی تو خیانت کریں گے، عہد و پیمان کریں گے تو پورا نہ کریں گے، ان کی سب سے بڑی نشانی کہ ان میں موٹاپا آجائے گا۔

عدالت صحابہ پر ائمۃ امۃ کے اقوال:

تمام اهل السنة کا تمام صحابه کرام کے عادل و تام الضبط ہونے پر اتفاق و اجماع ہے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ- جو اهل السنة کے ائمة اربعة میں سے ایک ہیں - فرماتے ہیں کہ تمام صحابه کرام کے فضائل وخوبیاں بیان کرنی چاہیے' صرف بدعتی شخص ہی اصحاب رسول پر الزام تراشی و طعن و تشنیع کرسکتا ہے' اور اگر کوئی شخص صحابه پر لعن و طعن کرے' یا ان کی شان میں گستاخی کرے' تو حاکم وقت کے فرائض میں سے ہے کہ ایسے شخص کو بطور تادیب جیل کی سزا دے اور توبہ کرنے پر اس کی رہائی عمل میں لائی جائے۔(36)

امام و حافظ خطیب بغدادی کا فرمان ہے صحابہ کا صاحب عدل و ضبط ہونا قرآن وسنت کی نصوص سے ثابت ہے' اور پھر متعدد آیات قرآنی وآحادیث نبویه ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں 'اس پر کسی کا کوئی اختلاف نہیں یہ پوری امت کا اجماع ہے' اور امام ابو زرعۃ کا قول نقل کیا ہے کہ جو صحابه میں عیب تلاش کرتا ہے وہ زندیق و کافر ہے۔ (37)

امام شرف الدین النووی نے بھی صحابه کے عادل و تام الضبط ہونے پر ائمة سلف سے اجماع نقل کیا ہے' ان کا فرمان ہے [الصحابه کلهم عدول 'من لابس الفتن و غیرهم باجماع من یعتد به] ۔(38) تمام صحابه کے عادل ہونے پر قابل اعتبار اصحاب کا اجماع ہے' اور اس میں تمام صحابہ شامل ہیں خواہ وہ اختلاف علی و معاویه میں فریق ہی کیوں نہ تھے۔

امام العصر حافظ عماد الدین اسماعیل بن شهاب الدین ابن کثیر نے تمام صحابه کے صاحب عدل و ضبط ہونے پر تمام اهل السنة والجماعة کا اجماع نقل کرتے ہوئے لکھا ہے' کہ اس کی بنا صحابه کے متعلق الله رب العالمین کی مدح و ثناء' رسول اللہ ﷺ کا ان کے متعلق فضل و علو مکان کا اظہار' اور ان کی دین اسلام کی سرفرازی وتمام کرہ ارض پر اللہ سے ثواب وجزاء کے لئے اس کے نفاذ کے لئے جان ومال کی قربانیاں ہیں۔(39)

ان کے علاوہ بھی دیگر محدثین کی ایک کثیر تعداد نے تمام صحابہ کے صاحب عدل و ضبط ہونے کا تذکرہ کیا ہے' لیکن جب اس پر اجماع امت ہے تو ذکر اقوال کا چنداں فائدہ نہ ہے لہذا بغرض اختصار اسی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

صحابی کی شناخت و پہچان:

کسی شخص کے صحابی ہونے کی پہچان مندرجہ ذیل امور میں سے کسی ایک سے ممکن ہے۔

1-تواتر سے کسی شخص کے متعلق ثابت ہو کہ فلاں صحابی ہے اس کی ایک کثیر تعداد ہے' مثلا ابو بکر 'عمر بن خطاب' عثمان بن عفان ' علی بن ابی طالب' وعشرہ ومبشرہ وغیرھم رضوان اللہ عنھم

2- وہ شخص جو اپنی روایت کردہ حدیث میں اس بات کی وضاحت کرے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا یا میں آپ کی مجلس مبارک میں حاضر تھا۔

3-کوئی صحابی یا تابعی کسی شخص کے متعلق وضاحت کرے کہ یہ صحابہ میں سے ہے۔

4-کوئی صاحب عدل و اتقان خود اپنے متعلق کہے کہ میں صحابی ہوں۔(40)

صحابہ پر تالیفات کا تاریخی جائزہ:

صحابہ 'تابعین و تبع تابعین بخوبی واقف تھے کہ آپ سے صحبت کا شرف کس کس کو حاصل ہے 'خاصۃ ان **صحابہ کرام** کو جو آپ ﷺ سے احادیث بیان کرتے تھے' حتی کہ ان کے نام کے ساتھ ساتھ ان کی کنیت ان کی ولدیت' نسب نامہ' تاریخ پیدائش' و تاریخ وفات اور بیان کردہ احادیث کی تعداد تک واقف تھے۔

یہ تمام معلومات ان کے سینوں میں محفوظ تھیں' کیونکہ وہ انتہائی ذھین وفطین ہونے کے ساتھ ساتھ تقوی و زھد و اتقان کے بلند درجہ و اعلی معیار کو اپنائے ہوئے تھے' جو احادیث بیان کرتے ہوئے ہر راوی کے متعلق ضروری معلومات فراہم کرتے تھے۔

علماء محدثین نے وقت اور حالات کے تقاضہ کو سمجھتے ہوئے ان تمام معلومات کو کتابی شکل میں جمع کرنا شروع کر دیا' صحابہ پر تیسری صدی ہجری سے لیکر دسویں صدی ہجری تک لکھی جانے والی مشہور ترین کتب آج بھی امت مسلمہ کے لئے مشعل راہ ہیں-کا زمنی ترتیب سے ذکر کرنے میں مندرجہ ذیل اسلوب اختیار کیا گیا ہے' پہلے مؤلف کی شہرت پھر ان کا نام بمع تاریخ وفات اور بعد میں کتاب کا نام۔

1-الصاغانی'محمد بن اسحاق م٢٠٧" درالسحابة فی وفیات الصحابة ' (41)

2-ابو عبیدة' معمر بن مثنی م٢٠٨ "الصحابة"(42)

3-المدینی'ابی الحسن علی بن عبد الله م٢٣٤" معرفة من نزل من الصحابة سائر البلدان"(43)

4- خلیفة بن الخیاط م ٢٤٠ "کتاب الطبقات" اس کتاب کی پہلی اشاعت 1967 میں ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری کی تحقیق سے ہوئی' اور 1982 بمطابق 1402 میں دوبارہ' الریاض 'دار طیبه' سے اس کی اشاعت ہوئی۔(44)

5-الدمشقی' عبد الرحمن بن ابراهیم بن عمرو م٢٤٥ "الصحابة" (45)

6- البخاری'ابو عبد الله محمد بن اسمعیل م ٢٥٦"الصحابة "(46)

7- البخاری 'ابو عبد الله محمد بن اسمعیل م ٢٥٦ "الوحدان" (47)

8-الرملی' موسی بن سهل بن قادم م ٢٦٠"من نزل فلسطین من صحابة"(48)

9-القشیری' مسلم بن الحجاج م٢٦١ "الطبقات "(49)

10- القشیری' مسلم بن الحجاج م٢٦١"الوحدان"(50)

11- الرازی' ابو زرعة عبید الله بن عبد الکریم م ٢٦٤"الصحابة"(51)

12- المروزی' احمد بن سیار م ٢٦٨"الصحابة "(52)

13- ابو بکر ابن برقی' أحمد بن عبد الله بن عبد الرحیم بن سعید م ٢٧٠ "الصحابة"(53)

14-ابو داؤد السجستانی 'سلیمان بن الأشعث م ۲۷۵ '' الصحابة''(54)

15-ابو حاتم الرازی 'محمد بن ادریس م ۲۷۵ 'الصحابة' '(55)

16-الترمذی'ابو عیسی محمد بن عیسی بن سورة م ۲۷۹ 'تسمیة أصحاب رسول الله ﷺ''(56)

17- النسائی 'احمد بن أبی خیثمة ا بن حرب م ۲۷۹ ''الصحابة'' (57)

18-أبوزرعة'الدمشقی'عبدالرحمن بن عمرو م ۲۸۱ ''تسمیة من نزل الشام من الصحابة''(58)

19- محمد بن یونس بن موسی الکدیمی م ۲۸۶ ''الصحابة'' (59)

20-ابو بکر الشیبانی'أحمد بن عمرو م ۲۸۷ '' الآحاد و المثانی'' (60)

21-المروزی' عبد الله بن محمد بن عیسی م ۲۹۳ '' معرفة الصحابة '' (61)

22-ابوجعفر الحضر می مطین 'محمد بن عبد الله بن سلیمان م ۲۹۷ '' الصحابیة '' (62)

23-ابو منصور البارودی' محمد بن سعد م ۳۰۱ ''الصحابة'' (63)

24-ابو محمد النیسابوری'عبد الله بن الجارود م ۳۰۷ ''الأحاد فی الصحابة''(64)

25-ابو بکر 'عبد الله بن أبی داود م ۳۱۶ '' الصحابة'' (65)

26- ابو القاسم البغوی 'عبد الله بن محمد بن عبد العزیز م ۳۱۷ '' معجم الصحابة'' (66)

27-ابو عروبه 'الحسین بن محمد بن مودود بن حمّاد السلمی الحرانی الحافظ م ۳۱۸ '' الطبقات'' امام جلال الدین السیوطی نے آپ کی کتاب کا نام 'التاریخ ''(67) اور الکتانی نے الرسالة المستطرفة میں 'الامثال و الاوائل 'ذکر کیا ہے(☆)

28-ابو جعفر العقیلی 'محمد بن عمر بن موسی م ۳۲۲'' الصحابة'' (68)

29-ابو العباس الدغولی'محمد بن عبد الرحمن م۳۲۵'' الصحابة '' (69)

30-قاضی العسال احمد بن محمد' م ۳٤۹'' الصحابة''(70)

31-عبد الباقی بن قانع بن مرزوق الأموی م ۳۵۱'' معجم الصحابة''(71)اس کے دو ناقص نسخے فوٹو کاپی کی صورت میں "جامعه اسلامية "مدينه منوره کی لائبریری میں ہیں۔

32-ابن السکن'البغدادی سعید بن عثمان بن سعیدم۳۵۳ '' معجم الصحابه ''

(72)

33-ابن حبان البستی' ابو حاتم محمد بن حبان م ۳۵٤''الصحابة'' (73)یہ کتاب م • فلايشهمر کی تصحیح سے 1959ءمیں القاهره 'مطبعة لجنة التآليف و الترجمة والنشر نے''کتاب مشاهیر علماء الامصار'' کے نام سے طبع کی' اس میں کل 1602 ثقة محدثین کے نام ہیں 'صحابہ کو بلدان کی نسبت سے ذکر کیا ہے'صحابه کے بعد تابعین اور پھر اتباع التابعين کا بھی ذکر ہے' آخری محدث کی سن وفات 218ھ ہے۔(74)

34- ابو القاسم الطبرانی 'سلیمان بن أحمد بن ایوب م۳٦۰ '' المعجم الكبير '' یہ کتاب 25 اجزاء پر مشتمل ہے جن میں سے 13-تا-16 اور 21 نمبر جزء مفقود ہیں' بقیہ کتاب 20 اجزاء میں معاصر محقق حمدی بن عبد المجيد السلفی کی تحقیق سے عراق 'موصل 'مکتبة العلوم والحکم نے مخطوط سے مطبوع میں لانے کا شرف حاصل کیا' جزاهم الله خيرا و أحسن مثواهم ۔(75)

35-ابو احمد الجرجانی عبد الله بن عدی بن عبد الله م۳٦۵ '' أسماء الصحابة'

(76)

36-ابو بکر أحمد بن ابراهیم اسماعیلی م ۳۷۱ ''أسماء الصحابة'' (77)

37-ابو الفتح الأزدی محمد بن الحسین بن أحمدم ٣٧٤ "أسماء من یعرف بکنیته من الصحابة" اوران کی کتاب"من یعرف بکنیته ولایعلم اسمه ولادلیل یدل علی اسمه" مذکوراہ دونوں کتابوں کے مخطوط سعودی عرب'ریاض کی جامعة الملک سعود' میں موجود ہیں۔(78)

38-ابو أحمد العسکری الحسن بن عبد الله م ٣٨٢ "معرفة الصحابة" (79)اس کتاب میں قبائل کی ترتیب سے صحابہ کاذکر ہے۔

39-ابو الحسن الدارقطنی' علی بن عمر م ٣٨٥ "اسماء الصحابة" (80)اس کتاب میں ان صحابه کرام کے اسمائے گرامی ہیں'جن کے صحابہ ہونے میں محمد بن اسماعیل البخاری اور مسلم بن حجاج القشیری دونوں نے اتفاق کیا'یادونوں میں سے کسی ایک نے اس کی تصدیق کی اس کانسخہ'دار الکتب المصریه میں ہے۔

40- ابن شاهین ابو حفص عمر بن أحمد بن عثمان بن شاهین م ٣٨٥ " معرفة الصحابة "(81)

41-ابن مندة'ابو عبد الله محمد بن اسحاق بن منده الأصبهانی م ٣٩٥ " معرفة الصحابة"بعد کے مؤلفین و محققین کے لئے بہت اهم مرجع ثابت ہوئی 'ابن الأثیر نے اسد الغابة 'ابن حجر نے الاصابة فی تمییز الصحابة 'اورامام الذهبی نے تجرید اسماء الصحابة ' میں اس کا اکثر ذکر کیا ہے۔(82)

42-ابن منده 'ابو عبد الله محمد بن اسحاق بن منده الأصبهانی م ٣٩٥"جزء فیمن عاش من الصحابة مائة وعشرین سنة "اس کا اصلی نسخة ترکیا کے مکتبه لاله میں ہے'جبکہ دوسرانسخہ مکتبه احمدالثالث میں ہے جس نسخے کی فوٹوکاپی جامعه اسلامیه 'مدینه منوره نے حاصل کی کتاب صرف چارورقات پر مشتمل ہے۔(83)

43- احمد بن علی بن لاله الهمدانی الشافعی م ٣٩٨ " معجم الصحابة"قاضی

ابن شهبه نے اس معجم کو بہترین کتاب شمار کیا ہے اور اس کی خوب تعریف کی ہے فرماتے ہیں [ما رأیت شیئا احسن منها](84) میں نے اس کتاب سے بہترین کوئی تالیف نہیں دیکھی۔

44-ابو نعیم احمد بن عبد الله بناحمد بن اسحاق الأصفهانی م ۴۳۰ "معرفة الصحابة" جس کی تحقیق ڈاکٹر محمد راضی بن حاج عثمان نے کی' الریاض ' مکتبة الحرمین کو سال 1988ء میں طبع کرنے کا شرف حاصل ہوا' ذالک فضل الله یؤتیه من یشاء)۔(85)

45-ابو عباس جعفر بن محمد المتغفری م ۴۳۲ "معرفة الصحابة"(86)

46-ابو عمر یوسف بن عبدالله بن محمد بن عبد البر م ۴۶۳ "الاستیعاب فی معرفة الاصحاب " اولا یہ کتاب 1328 ہجری میں الاصابه فی تمییز الصحابه کے حاشیہ پر سلطان عبد الحفیظ کے خرچہ پر مصر سے طبع کی گی' دوبارہ بھی اس کی طباعت الاصابه فی تمییز الصحابه کے ساتھ 1358 ہجری میں مصر' المکتبة التجاریه الکبری سے ہوئی البتہ" الاصابه فی تمییز الصحابة "صفحہ کے اوپر والے حصہ پر جب کہ " الاستیعاب فی معرفة الأصحاب "صفحہ کے نچلے حصہ پر طبع ہوئی دونوں کتابوں میں لائن سے علیحدگی ظاہر کی گی اور سہ بارہ علی محمد البجاوی کی تحقیق و ترتیب سے 1380 مطابق 1960 میں مستقل چار اجزاء میں طبع ہوئی' دوبارہ 1412 ہجری میں بیروت' دار الجیل سے اسی طبع کا اعادۃ کیا گیا۔(87)

47- ابن فتحون' محمد بن أبی القاسم الأندلسی م ۵۱۹" ذیل الاستیعاب "
(88)

48- ابن عساکر' ابو القاسم علی بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله ابن الحسین الدمشقی' م ۵۷۱ "معجم الصحابة"(89)

49- ابن عساکر' ابو القاسم علی بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله ابن الحسین الدمشقی' م ۵۷۱ " ترتیب أسماء الصحابةالذین اخرج حدیثهم الامام احمد فی المسند" مسند امام أحمد میں جن صحابه کی مرویات ہیں' ابن عساکر نے ان کو ترتیب سے

جمع کیا(90)اس کتاب کے قلمی نسخہ کی فوٹو کاپی "جامعہ اسلامیہ " مدینہ منورۃ کی لائبریری میں ہے۔

50-ابو موسی المدینی محمد بن أبی بکر بن أبی عیسی م ۵۸۱ " الصحابة" (91)

51-ابو المواهب الحسن بن أبی الغنائم هبة الله بن محفوظ م ۵۸٦ " معجم الصحابة"(92)

52- ابن قدامة 'عبد الله بن محمد المقدسی م ٦٢٠ "الاستبصار فی نسب الصحابة من الانصار "(93)ایک جلد میں مطبوع ہوئی۔

53-ابن الأثیر أبی الحسن علی بن محمد الجزری م ٦٣٠ " أسد الغابة فی معرفة الصحابة"(94)متعدد بار زیور طبع سے آراستہ ہے۔

54-الامام النووی'شیخ الاسلام محی الدین ابو زکریا' یحی بن شرف الدین بن مری الخزامی م ٦٧٦ "مختصر کتاب أسد الغابة"(95)

55-الحافظ الذهبی أبی عبد الله' محمد بن أحمد بن عثمان م ٧٤٨ " تجرید اسماء الصحابة"(96)دو جلدوں پر مشتمل شائع ہو چکی ہے۔

56-حافظ ابن حجر' أحمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی العسقلانی م۸۵۲ "الاصابة فی معرفة الصحابة" یہ اس فن کی بہترین اور بہت ہی ممتاز ومفید کتاب ہے تا حال ایسی کوئی کتاب وجود میں نہیں آئی' متعدد دفعہ طبع ہونے کا اعزاز بھی ہے' صحابہ کرام کی کل تعداد- بقول ابو زرعة رازی جنہوں نے آپ ﷺ سے روایت بیان کی ہے-ایک لاکھ [100.000] سے متجاوز ہے لیکن ہم تو عشر عشیر بھی نہ جمع کر سکے۔(97)

57-یحی بن أبی بکر العمری الیمنی م۸۹۳" الریاض المستطابة فی جملة من روی فی الصحیحین من الصحابة"(98) یہ مختصر سی ایک جلد میں شائع ہو چکی ہے۔

58-الحافظ جلال الدین السیوطی م ۹۱۱ ''عین الاصابة فی معرفة الصحابة'' اور ''در السحابة فیمن دخل مصر من الصحابة'' اور ''من وافقت کنیته کنیة زوجته من الصحابة اور ریح النسرین فی من عاش من الصحابة مائة و عشرین(99)

صحابہ کرام پر تالیفات کے اجمالی خاکہ پیش کرنے سے یہ بات واضح ہوئی کہ اسلاف امت نے ان پاک باز ہستیوں کو کس قدر اہمیت کی نگاہ سے دیکھا اور ان کی دین اسلام کی نشر و اشاعت میں جہود کو خراج تحسین پیش کرنا اپنی سعادت سمجھا اب ان منتخب تالیفات پر تفصیلی جائزة پیش کیا جاتا ہے۔

منتخب تألیفات از کتب صحابة برائے تحقیقی مطالعہ:

1=معجم الصحابة :

یہ کتاب مکمل تو دستیاب نہیں ہوئی البتہ اس ضخیم کتاب سے صرف دو[2] اجزاء [دس اور گیارہ نمبر]451صفحات پر مشتمل المغرب 'الکتانیة لائبریری میں پائے گئے' جس کی فوٹو کاپی یونیسکو میں اوراس کاپی سے کاپی مدینه منورہ 'اسلامیة یونیورسٹی میں موجود ہے۔

معاصر محقق جناب محمد الامین بن محمد محمود احمد الجکنی 'پروفیسر جامعة اسلامیة' مدینه منورة کی گراں قدر تحقیق سے مزین سن 2000 میں الکویت' مکتبة دار البیان سے زیورطبع سے آراستہ ہوئی' یوں اہل علم نے ایک گم شدہ علمی سرمایہ پایا۔

تعارف مؤلف:

نام ونسب:

امام ابو القاسم عبد الله بن محمد بن عبد العزیز بن المرزبان بن سابور بن شاهنشاة(100)

ولادت:

امام ابو القاسم عبد الله البغوی پیر کے روز یکم رمضان المبارک 214ھ میں پیدا ہوئے' امام شمس الدین ذهبی کا بیان ہے کہ یہ تاریخ پیدائش خود امام ابو القاسم البغوی نے عبد الله بن محمد البزار کو تحریر کرائی تھی۔(101)

خطیب بغدادی ابو بکر بن شاذان کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود امام ابو القاسم البغوی سے سنا فرماتے تھے میرا سال پیدائش 213ھ ہے۔(102)

تعلیم وتربیت:

آپ بچپن سے ہی حصول علم کے شیدائی وفدائی ثابت ہوئے' کم سنی ہی میں آپ کبار علماء کی علمی مجالس میں شریک ہوتے رہے' اور علمی سیرابی سے لطف اندوز ہونے کا شرف حاصل کرتے رہے' آپ اکثر ان اساتذہ سے ان کے علمی گوہر وجواہر پارے مستعار لیتے' اور ان کے کئی ایک قلمی نسخے تیار کرتے' یوں آپ کی رسائی کبار معاصرین کی مؤلفات اور اسلاف کی تالیفات تک رہی' یوں خطاطی جیسے عمل عظیم سے نہ صرف علمی استحکام پیدا ہوا بلکہ مختلف اقسام کے رسم الخط سے بھی واقفیت ہوئی' کثرت کتابت سے آپ کو ورّاق کہا جانے لگا۔

آپ کی عمر ابھی دس[10] سال کی تھی' کہ آپ کبار محدثین کے ہمراہ امام العصر اسحاق بن اسماعیل الطالقانی کی مجلس میں حاضر ہوکر ان سے علمی استفادۃ کرتے' اور ان علمی جواہر پاروں کو کتابی شکل میں قلم بند کرتے' امام حسن بن عبد الرحمن بن خلاد کا قول ہے' کہ اتنی کم عمری میں علم حدیث کے سماع میں امام ابو القاسم بغوی کے ہم درجہ کوئی نہ ہے' کہ 317 میں فوت ہونے والا شخص 225 میں امام اسحاق بن اسماعیل سے علم حدیث کا طالب علم ہونے شرف پاتا ہے۔(103)

امام ابو عبد اللہ شمس الدین الذھبی نے بھی اس امر کی تصدیق کی ہے کہ اس دور میں امام ابو القاسم بغوی سے کم عمر کوئی محدث جس کی سند عالی ہو نہیں پایا جاتا۔(104)

اساتذہ:

یوں تو امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد البغوی کے دور کا شائد ہی کوئی صاحب حدیث ہوگا' جس سے امام ابو القاسم بغوی نے سند تلمذ حاصل نہ کی ہو' خاصۃ علو سند کی غرض سے تو آپ نے کبار محدثین کے ہاں حاضر ہوکر یہ شرف حاصل کیا' اور ان سے علم حدیث کی سند رویت حاصل کی' امام ابو عبد اللہ الحاکم نیساپوری کا فرمان ہے' بغداد' عراق میں الباغندی 'ابو الیث الفرائضی 'الحسین بن محمد بن عفیر اور علی بن المبارک جیسے کبار محدثین کی موجوگی

میں امام ابو القاسم بغوی نے 87 اساتذہ کا ذکر کیا جن سے امام ابو القاسم البغوی کے علاوہ اور کوئی حدیث بیان نہیں کرتا' امام شمس الدین ذہبی کا فرمان ہے کہ اس کے بعد بھی امام ابو القاسم بغوی 6 سال تک زندہ رہے۔(105)

وقت کے کبار ائمہ اور نامور محدثین میں چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

1-امام اهل السنه ابو عبد الله احمد بن حنبل سے امام ابو القاسم بغوی نے بہت علمی استفادۃ کیا آپ کے مسائل تحریر کیے' اور ایک کتاب بھی تحریر کی امام احمد بن حنبل کی کتاب الاشربه کے راوی بھی ہیں' اپنی تالیف معجم الصحابه میں امام احمد بن حنبل سے متعدد روایات نقل کی ہیں۔(106)

2-علی بن الجعد سے بھی بھرپور علمی استفادۃ کیا معجم الصحابه میں جا بجا ان کی مرویات نقل کی ہیں۔(107)

3- علی بن المدینی ' وقت کے بہت بڑے عالم دین اور مرجع الخلائق ہیں علم الجرح و التعدیل میں ان کی رائے مستند سمجھی جاتی ہے۔(108)

4- ابو نصر التمار' امام الحدیث و الرجال ہیں امام ابو القاسم بغوی نے معجم الصحابه میں متعدد روایات ذکر کی ہیں۔ (109)

5-یحی بن معین' (110) 6- ابو بکر بن ابی شیبه'(111)

7- شیبان بن فروخ'(112) 8- عبید الله بن عمر القواریری (113)

9- احمد بن عبد الرحمن الدورقی '(114) 10- خلیفه بن خیاط(115)

ان کے علاوہ دیگر اساتذۃ کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے' جو وقت کے نابغه و نامور محدثین و ائمه ہیں لیکن اختصار کے پیش نظر ان پر اکتفاء کی گئی ہے۔

تلامذۃ:

آپ کے علمی شہرہ کا یہ عالم تھا' کہ ہر خطہ ارضی سے علم کے تشنگان علمی پیاس کی سیرابی کے لئے آپ کی مجالس کا رخ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں' خاصۃ علو سند کی تڑپ رکھنے والے ائمہ و محدثین نہ صرف اس اعزاز سے سرفراز ہوتے بلکہ آپ کے علم و فضل سے بہرہ مند ہو کر وطن واپس لوٹتے' ان فیض یافتگان میں سے چند ایک مندرجہ ذیل بزرگ ہستیاں ہیں۔

1-یحی بن محمد بن صاعد 2- عبد الباقی بن قانع

3- ابو حاتم بن حبان 4- سلیمان بن احمد الطبرانی

5- ابو الحسن علی الدرقطنی 6- ابو احمد الحاکم

7- ابو حفص شاهین 8- ابو مسلم محمد بن احمد الکاتب

9- محدث الاهوازابو بکر احمد بن عبدان الشیرازی '

10- ابو عبد الله عبید الله بن محمد بن محمد ابن بطة العکبری'

یہ وہ نامور شاگرد ہیں جنہوں نے امام ابو القاسم البغوی سے معجم الصحابہ کی روایت کی ہے اور انہی کا بیان کردہ قلمی نسخہ سے صرف دو اجزاء دستیاب ہوئے ہیں' جزاہ اللہ عن الاسلام والمسلمین خیر الجزاء۔(116)

دیگر بے شمار آپ کے شاگرد ہیں لیکن بغرض اختصار ان کے ذکر پر ہی اکتفاء کی جاتی ہے۔

ثناء العلماء:

امام ابو القاسم البغوی حدیث کے بیان کرنے میں نہایت تثبت اور صحت بیان کا خیال رکھتے تھے' ابو بکر محمد بن علی النقاش سے امام ابو القاسم بغوی کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ صرف ایک حدیث [نهی رسول الله ﷺ ان یتناجی اثنان دون الثالث اذا کانوا جمیعا] کی سند میں ان سے غلطی ہوئی' یہ حدیث انھوں نے اپنے استاد ابراهیم بن هانی سے سماعت فرمائی تھی' لیکن غلطی

سے محمد بن عبد الوهاب کا نام لے دیا' یاد دلانے پر فوراً رجوع کر لیا حالانکہ یہ دونوں بزرگ امام **ابو القاسم بغوی کے** اساتذہ میں سے ہیں'تدلیس کا امکان موجود تھا' لیکن یہ ان کا تقوی و ورع کی دلیل ہے کہ فوراً تصحیح فرمالی۔(117)

امام ابو عبد الله شمس الدین الذهبی کا بیان ہے کہ ابو احمد عبد الله بن عدی بڑی کوشش کے بعد صرف دو[2] حدیثیں تلاش کر سکے' جن کے متعلق ان کا خیال ہے کہ ان میں امام ابو القاسم بغوی **کو** غلطی لگی ہے' یہ بات خود امام ابو القاسم بغوی کے تقوی و کمال حفظ کی دلیل ہے' کہ جو شخص ایک لاکھ[100.000] سے زائد احادیث کا راوی ہو صرف دو[2] غلطیاں چہ معنی دارد۔(118)

امام ابن عدی کا اپنا بیان ہے کہ اگر میں نے تالیف کتاب میں یہ شرط نہ رکھی ہوتی' کہ ہر وہ راوی جس پر کسی نے بھی جرح کی ہو اس کا ذکر اپنی اس کتاب میں کروں گا تو کبھی امام ابو القاسم بغوی کا کتاب الضعفاء میں ذکر نہ کرتا۔(119)

امام ابو عبد الرحمن السلمی نے امام ابو الحسن علی بن عمر دارقطنی سے امام ابو القاسم بغوی کے متعلق سوال کیا تو فرمایا هو ثقة' جبل' امام من ائمة' ثبت۔(120)
امام ابو القاسم بغوی پہاڑ جیسے ثقہ ہیں ائمة عدل میں سے ایک امام ہیں۔

تالیفات:

یوں تو امام ابو القاسم بغوی نے علوم شرعیة کے ہماں فنوں پر قلم اٹھایا' اور مستند معلومات جمع کیں' جن میں علوم حدیث ' علوم تفسیر 'فقه' معاجم و تراجم 'اجزاء و مسانید 'شامل ہیں' لیکن بصد افسوس کچھ عرصہ کے بعد ہی حوادث زمانے نے یہ علمی سرمایہ بازگشت بنا دیا' اور آئندہ آنے والوں کے لئے صرف نشانات علم باقی رہ گئے کہ امام ابو القاسم بغوی نے یہ کتب تالیف فرمائی تھیں' جیسا کہ آپ کے قریب العهد مؤلفین نے آپ کی تالیفات کا نہ صرف ذکر کیا بلکہ جا بجا اپنی تالیفات میں ان کتب سے علمی مواد نقل کیا' اور امام ابو القاسم بغوی کی علمی صلاحیتوں کا اعتراف کیا' چند ایک جو امام

ابو القاسم بغوی کے علمی آثار کے متعلق معلومات ملتی ہیں مندرجہ ذیل ہیں۔

1- المنتخب [مسند علی بن عبد العزیز البغوی] امام ابو القاسم البغوی کے چچا ہیں آپ نے ان سے بھی بھرپور استفادہ کیا اور ان کی مرویات کو مسند میں جمع کیا۔

2- مسند ابن الجعد' امام علی بن الجعد امام ابو القاسم البغوی کے ان اساتذہ میں سے ہیں جن سے امام ابو القاسم البغوی نے اپنی تالیفات میں بکثرت استفادہ کیا' امام ابو عبداللہ شمس الدین الذہبی کے بیان کے مطابق یہ کتاب بارہ (12) اجزاء پر مشتمل ہے' 1990 میں بیروت' مؤسسة نادر نے عامر احمد حیدر کی تحقیق سے طبع کی۔(121)

3- السنن علی مذاهب الفقهاء

4- المعجم الکبیر

5- المعجم الصغیر

6- کتاب تاریخ وفاة الشیوخ الذین ادرکهم البغوی

جناب عزیر شمس کی تحقیق سے بومبائی 'دار السلفیه نے 90 صفحات پر مشتمل یہ کتاب شائع کی۔

7- حدیث مصعب بن عبد الله 'اس کتاب کا جزء اول بصورۃ قلمی نسخہ دمشق ' دار الکتب الظاهریه میں ہے جس کی فوٹو کاپی مدینه منوره 'اسلامیه یونیورسٹی میں ہے۔

8-جزء من حدیث امام احمد بن حنبل•

9-الفوائد' حافظ ابن حجر العسقلانی نے فتح الباری میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔(122)

10- معجم الصحابه

معجم الصحابه لامام ابو القاسم عبد الله البغوی

صحابہ پر لکھی جانے والی کتب میں سے قدیم ترین دست یاب ہونے والی اس کتاب کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

امام ابو القاسم عبد الله بن عبد العزيز البغوی کی ضخیم کتاب ''معجم الصحابه '' کا عظیم وقدیم مؤلفات میں شمار ہوتا ہے'بعد میں آنے والے نامور ناقدین و مؤلفین نے اپنی تالیفات میں امام ابو القاسم بغوی کی اس کتاب کا نہ صرف ذکر کیا ہے' بلکہ جابجا اس کتاب سے استفادة بھی نقل کیا ہے 'جیسا کہ ابن عبد البر 'یوسف بن عبد الله نے''الاستيعاب فی معرفة الاصحاب ''اور حافظ ابن حجر العسقلانی 'نے'' الاصابه فی تميز الصحابه ''اور'' فتح الباری شرح صحيح البخاری 'میں اس کا تذکرہ کیا ہے' حوادث دوراں میں جہاں مسلمانوں کا کثیر علمی سرمایہ گم گشتہ اوراق میں چلا گیا اسی میں سے یہ کتاب بھی شامل ہے' البتہ اس کا قلمی حصہ جو صرف دو اجزاء اور 451 صفحات پر مشتمل ہے' مغرب میں الکتانیہ لائبریری میں موجود تھا' اس کی فوٹو کاپی جامعة اسلامية'مدينه منوره نے حاصل کی' اور جامعہ اسلامیہ کے ممتاز اسکالر استاد ومعاصر محقق جناب محمد الامين بن محمد محمود احمد الجكنی ' کی گراں قدر تحقیق سے مزین 2000 میں الكويت' مكتبة دار البيان سے زیور طبع سے آراستہ ہوئی 'یوں اہل علم کے لئے ایک گم شدہ علمی سرمایہ منظر شہود پر آیا مذکورہ کتاب ابو عبد الله عبيد الله بن محمد بن محمد بن حمدان ابن بطة العكبری' نے امام ابو القاسم البغوی سے معجم الصحابہ کی روایت کی ہے' جیسا کہ مخطوط / قلمی نسخہ کے صفحہ اول پر درج ہے۔

معجم الصحابہ کے مصادر:

کتاب کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام ابو القاسم بغوی ؒ نے اپنے پیش رو محدثین و کبار ائمہ سے بھرپور استفادۃ کیا' اور کتاب کا علمی مواد ان کی بیان کردہ مرویات پر مشتمل ہے' ان میں امام اہل السنۃ احمد بن حنبل' امام علی بن الجعد و دیگر نامور اساتذہ و مشائخ کے اسماء گرامی ہیں' جن سے باسند امام ابو القاسم بغوی نے روایات بیان کیں۔(123)

امام ابو القاسم بغوی کے پیش نظر امیر المؤمنین فی الحدیث محمد بن اسماعیل بخاری کی کتاب ''التاریخ الکبیر'' بھی تھی' جیسا کہ ذکر کردہ معلومات میں ہم آہنگی اور سند و متن میں یکسانیت واتفاق' اور کئی ایک مقامات پر اس بات کی تصریح' میں نے محمد بن اسماعیل کی کتاب میں پڑھا۔(124)

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر العسقلانی کا بیان ہے کہ امام ابو القاسم البغوی نے اپنی کتاب معجم الصحابہ میں امام محمد بن اسماعیل البخاری کی کتاب سے استفادۃ کیا ہے۔ (125)

امام ابو القاسم البغوی نے محمد ابن سعد کی کتاب ''الطبقات الکبری '' سے بھی استفادۃ کیا اور یہ کتاب امام ابو القاسم البغوی کے مصادر میں سے شمار ہوتی ہے' جیسا کہ جابجا امام ابو القاسم بغوی نے اس کا اظہار بھی کیا ہے' میں نے محمد بن سعد کی کتاب میں پڑھا محمد بن سعد کی کتاب میں یوں ہے۔(126)

امام ابو القاسم البغوی نے اپنے پیش رو سیرت و تاریخ کے نامور امام محمد بن عمر الواقدی کی معرکۃ الآراء تالیف ''کتاب المغازی '' سے بھی مرویات نقل کیں ہیں' آپ نے متعدد مقامات پر اس بات کی صراحت کی ہے کہ میں نے محمد بن عمر کی کتاب میں پڑھا' اور اس کے مندرجات کو نقل کیا۔(127)

معجم الصحابہ متآخرین کا مصدر:

صاحب کتاب امام ابو القاسم بغویؒ صدق ‘ثقاھت ‘ ضبط وعدالت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے‘اسی لئے بعد میں آنے والے ائمہ ومولفین کے لئے ان کی یہ کتاب اساسی قسم کا مرجع ثابت ہوئی‘ ان مولفین نے آپ کی اس تالیف کردہ کتاب پر بہت زیادہ اعتماد کیا‘ اور اپنی تالیفات میں جابجا اس مستند کتاب سے فائدہ حاصل کیا مثلاً ابن عساکر ‘ابو القاسم علی بن الحسن بن ھبة اللہ الدمشقی نے نوصد[900] سے زیادہ روایات ذکر کیں ‘شیخ الاسلام احمد بن علی ابن حجر العسقلانی نے اپنی کتاب ”الاصابہ فی تمیز الصحابہ“ اور ” فتح الباری شرح صحیح البخاری“ میں امام ابو القاسم بغویؒ کی کتاب معجم الصحابة سے متعدد اقوال نقل کیے ہیں۔(128)

امام جمال الدین ابو الحجّاج یوسف المزی نے ” تھذیب الکمال فی اسماء الرجال“ اور حافظ شمس الدین الذھبی نے ”سیر اعلام النبلاء“ اور خطیب البغدادی‘ ابو بکر علی بن احمد بن ثابت نے ”تاریخ بغداد“ میں بھی امام ابو القاسم بغوی کی کتاب معجم الصحابة سے بھرپور استفادہ کیا۔(129)

اسلوب تالیف وخصوصیات:

1-امام ابو القاسم البغوی نے "معجم الصحابہ" کی تالیف میں اسلوب ہجائی اختیار کیا ہے‘یعنی اسماء الصحابہ کو حروف تہجی کی ترتیب سے مرتب کیا‘ البتہ ایک حرف کے تحت وارد اسماء میں اس ترتیب کا خیال نہیں رکھا گیا مثلا ابی بن کعب پہلے ہیں اور ابی بن عمارة کا ذکر بعد میں ہے اسی طرح ایمن بن ام ایمن پہلے ہے جبکہ اسید بن حضیر کا ذکر بعد میں ہے۔(130)

2-کبھی صحابی کا صرف نام اس کی سکونت بیان کرنے پر اکتفاء کرتے ہے‘ ‘مثلا اسامة بن عمیر ‘ کے متعلق کہا الھذلی سکن البصرة‘ اور أسامة بن أخدری کے متعلق لکھا ہے سکن

البصرة۔ (131)

3-کبھی نام و نسب تفصیل سے بیان کر دیتے ہیں' مثلاً ابو حفص عمر بن ابی سلمۃ بن عبد الاسد کے ترجمہ میں تفصیل یوں ہے 'اسم ابی سلمة عبد الله بن عبد الاسود بن هلال بن عبد الله بن عمر بن مخزوم وكان رضيع رسول الله ﷺ و ابن عمته 'وام عمر بن ابی سلمة ام سلمة بنت ابی امية زوج النبی ﷺ۔(132)

4-اگر صحابی معروف نہ ہو تو عدم علم کا لکھ دیتے ہیں' مثلاً الأحمری' کے متعلق بتایا کہ لا ادری من الأحمری ۔(133) مجھے علم نہیں کہ یہ الاحمری کون ہے؟

5-کبھی کسی صحابی کے متعلق بعض اضافی معلومات بھی ذکر تے ہیں اس صحابی کا فضل و مرتبہ 'اسلام قبول کرنے کا زمانہ' کن کن غزوات میں شریک رہا' سکونت کہاں اختیار کی' اور سن وفات کیا ہے' مثلاً ثوبان مولى رسول الله ﷺ کے ترجمہ میں بیان کیا کہ یہ حمص میں سکونت پزیر ہوئے ان کی سن وفات 54 ہجری ہے۔(134)

العباس بن مرداس السلمی کا ترجمہ کچھ یوں بیان کیا ہے' العباس بن مرداس بن حارثة بن عبد بن عباس بن رفاعة بن الحارث بن سليم ' نے فتح مکہ سے قبل اسلام قبول کیا' فتح مکہ و غزوہ حنین میں اپنی قوم کے نوصد (900) مسلح شاہسواروں کے ہمراہ شریک ہوا' مؤلفة القلوب کی مد میں سے حضور ﷺ نے اس کو بھی دیا' مکة و مدینہ میں سکونت اختیار نہیں کی' حضور ﷺ کے ساتھ غزوۃ میں شریک ہوتے رہے' غزوۃ سے فارغ ہوتے ہی واپس اپنی قوم میں چلے جاتے' بصرۃ کے قریب ایک بستی میں سکونت اختیار کی' اور آپ کی اولاد بھی وہیں آباد ہوئی۔(135)

6-صاحب الترجمہ صحابی کی عمر یا وفات مختلف فیہ ہو تو اس اختلاف کا ذکر بھی کرتے ہوئے دیکھائی دیتے ہیں مثلاً عبد الله بن جعفر بن ابی طالب کے متعلق ایک روایت یہ ہے کہ ان کی عمر اسی (80) سال اور دوسری روایت میں نوے (90) سال ہے' اس طرح سن وفات ایک روایت کے مطابق اسی (80) ہجری اور دوسری روایت میں چوراسی (84) یا پچاسی (85) ہجری ہے۔(136)

7-صاحب الترجمہ صحابی تک اپنی سند ذکر کرتے ہوئے صحابی سے مروی حدیث بیان کرتے ہیں' اور اگر متعدد اسانید ہوں تو اس کا بھی ذکر کرتے ہوئے یہ واضح کرتے کہ مذکورہ الفاظ کس سند سے مروی ہیں' مثلا صخر بن العیلة کے ترجمہ میں متعدد اسانید ذکر نے کے بعد تحریر کرتے ہیں (ھذا لفظ حدیث جدی)۔(137)

8-صاحب الترجمہ صحابی سے مروی احادیث کی تعداد بھی بیان کرتے ہیں مثلا عبد اللہ بن قرط کے متعلق فرمایا کہ اس نے حضور ﷺ سے ایک حدیث سماعت فرمائی۔(138)

عبد اللہ بن اقرم کے متعلق فرمایا اس نے حضور ﷺ سے دو حدیثیں روایت کیں۔(139)

عبد اللہ بن انیس کے متعلق بیان فرمایا اس سے بہت احادیث مروی ہیں۔(140)

اور عبد اللہ بن اسود کے ترجمہ میں تحریر کیا' کہ مجھے اس سے بیان کردہ کوئی ایک حدیث بھی نہیں ملی۔(141)

9-بیان کردہ سند میں اگر کوئی راوی ضعیف اور مجروح ہو تو اس کی نشان دہی بھی کر دیتے ہیں' مثلا بشر الثقفی کے ترجمہ میں مذکور حدیث کی سند کے متعلق وضاحت کرتے ہیں' اس حدیث کی سند میں بعض کمزوری ہے' ابن ترجمان [عبد العزیز بن الحصین] ضعیف الحدیث ہے' اس حدیث کو ابن ترجمان نے ابو امیة [عبد الکریم بن ابی المخارق البصری] سے روایت کی ہے' اور وہ بھی ضعیف الحدیث ہے۔(142)

10-صاحب الترجمہ صحابی سے مروی حدیث پر اگر کوئی کلام [کہ یہ حدیث ضعیف یا اس کے راوی میں کوئی جرح ہے] ہو تو اس کی وضاحت فرماتے' اور مروی حدیث کا حکم بیان کرتے ہیں' مثلا بشر بن عاصم الثقفی سے مروی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں' لا اعلم له مسندا غیره 'وھو حدیث غریب لم یروه فیما اعلم غیر سوید بن عبد العزیز 'وفی حدیث سوید لین (143) میرے علم کے مطابق یہ حدیث غریب ہے اسے سوید بن عبد العزیز کے علاوہ کسی نے بیان نہیں کیا اور سوید کی حدیث پر کلام ہے۔

11- جہاں بعض راویان حدیث پر جرح کا تذکرہ کرتے ہیں وہاں کسی راوی کی ثقاھت و عدالت کا ذکر بھی کرتے ہیں، مثلاً الاسود بن اصرم کے ترجمہ میں ذکر کردہ حدیث کی سند میں ابو عبد الرحیم خالد بن ابی یزید الحرانی کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ یہ محمد بن مسلمہ کے ماموں اور ثقة ہیں۔(144)

12- کنیت سے مذکور راوی کی وضاحت کی کہ اس کا نام کیا ہے، جیسا کہ مثال مذکور میں ہے۔

13- کسی شخص کے صحابی ہونے میں شک ہو تو اس کی وضاحت کر دیتے ہیں مثلاً ربیع بن زیاد الخزاعی کے ترجمہ میں لکھا کہ لاادری لربیع بن زیاد صحبة ام لا (145) میں نہیں جانتا کہ ربیع صحابی ہے یا نہیں۔

اور زیاد بن نعیم الحضرمی کے ترجمہ میں لکھا ہے، اگر ان کا شاگرد افریقی ہے تو مجھے ان کے صحابی ہونے کا علم نہیں۔(146)

حافظ ابن حجر نے زیاد بن نعیم کے صحابی ہونے کی صراحت اور افریقی کے استاد زیاد بن نعیم کے تابعی ہونے پر اتفاق نقل کیا ہے۔(147)

14- اگر متقدمین میں سے کسی محدث نے کسی شخص کو صحابہ میں شمار کیا ہو، لیکن اس کی کوئی بیان کردہ حدیث کا ذکر نہ کیا ہو تو اس کی وضاحت بھی کرتے ہیں، مثلاً رافع مولی سعد کے ترجمہ میں لکھا ہے، میں نے محمد بن اسماعیل [بخاری] کی کتاب میں اس کا نام دیکھا ہے، البتہ اس سے کوئی حدیث بیان نہیں کی۔(148)

بعض صحابہ کے متعلق اضافی معلومات ذکر کرتے ہیں، مثلاً بریدة الاسلمی کے متعلق بیان ہے ان کی حضور ﷺ سے سفر ہجرت میں ملاقات ہوئی، اور انہوں نے اسلام قبول کیا، غزوۃ بدر کے علاوہ دیگر تمام غزوات میں شریک رہے، بدر کے بعد ہجرت کی اور حضور ﷺ کی وفات کے بعد بصرۃ تشریف لے گئے، حضرت عثمان بن عفان خلیفہ ثالث کے دور خلافت میں جہاد خراسان میں شرکت کی، یزید بن معاویہ کے دور حکومت میں مرو کے مقام پر داعی اجل کو لبیک کہا۔(149)

اسد بن زرارة کے متعلق بیان کیا کہ ہجرت کے بعد اصحاب رسول ﷺ سے وفات پانے والا پہلا صحابی ہے،مدینہ منورہ میں یہ پہلا صحابی ہے،جس کی آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی، اور بقیع میں پہلا دفن ہونے والا انصاری صحابی ہے۔(150)

15-اگر متقدمین میں سے کسی صحابی کے متعلق کوئی غلط فہمی ہوتو راوی کی غلطی بیان کرتے ہوئے اس کی تصحیح فرمادیتے ہیں،مثلاً جابر بن عبد الله کے متعلق ابن زنجویه کی روایت کہ یہ مدینة الرسول میں فوت ہونے والا آخری صحابی ہے،اس پر امام ابو القاسم البغوی نے تعلیق لکھی کہ یہ مجھے غلط معلوم ہوتا ہے، کیونکہ مدینة الرسول میں آخری فوت ہونے والا صحابی سهل بن سعد ہے،نا کہ جابر بن عبد الله۔(151)

16- نقل معلومات میں دیگر قدیم مراجع سے اختلاف بھی کرتے ہیں،مثلاً جبر بن عتیک کی تاریخ وفات امام ابو القاسم بغوی نے (91) ہجری لکھا ہے۔(152)

حافظ ابن حجر العسقلانی نے واقدی کے حوالہ سے ان کی تاریخ وفات (71) ہجری بتائی ہے۔(153)

17- اما م ابو القاسم البغوی نے بعض تابعین کو ان کی مرسل روایات کی وجہ سے یا مقلوب الاسم کیوجہ سے صحابہ میں شمار کیا ہے،مثلاً الضحاک بن ابی جبیرة۔(154)

حافظ ابن حجر نے ان کے تابعی ہونے کی صراحت کی ہے۔(155)

اور ابن الاثیر نے اسے مقلوب الاسم قرار دیا کہ اصل میں یہ ابو جبیرة بن الضحاک ہے جو کہ بلاتفاق صحابی ہے، کسی راوی سے سہوا الضحاک بن أبی جبیرة ہو گیا، جیسا کہ دیگر روایات اس کی تصدیق کرتی ہیں۔(156)

اسی طرح قبیصة البجلی اور قیس بن الحارث کو امام بغوی نے صحابہ میں شمار کیا ہے جبکہ حافظ ابن حجر العسقلانی کی تحقیق کے مطابق یہ دونوں حضرات تابعی ہیں۔(157)

18-اگر دو راویوں کے نام و ولدیت باہم ملتی ہو تو ان کی وضاحت و شناخت بیان کرتے ہیں تا کہ باہم التباس و اشتباہ ختم ہو اور راوی کا تعین ہو کہ کون ہے' مثلاً ایک راوی سعید بن سنان شامی ہے' اور دوسرا سعید بن سنان البرجمی کوفی ہے' اما م ابو القاسم البغوی نے حکیم بن معاویہ کے ترجمہ میں ذکر کردۃ راوی سعید بن سنان کے متعلق وضاحت کی کہ یہ لین الحدیث اور کوفی ہے۔(158)

دوسرے راوی سعید بن سنان البرجمی الکوفی کا ذکر حافظ ابن حجر العسقلانی نے کیا ہے۔(159)

وفات:

امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز البغوی رحمہ اللہ تعالی نے ایک سو[100] سال سے زائد علم وورع وفضل و تقوی کی زندگی پائی 'باتفاق مصادر و مراجع یہ علم نبوی کا آفتاب عید الفطر کی رات سن 317 ہجری میں بغداد /عراق میں غروب ہوا[یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی و ادخلی فی جنتی]اور عید کے دن مقبرۃ التبن میں اس مسند الدنیا کی تدفین عمل میں لائی گئی۔(160)

الاستيعاب فی معرفة الأصحاب

تعارف مؤلف:

نام ونسب:

ابو عمر یوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمری القرطبی المالکی (161)

ولادت:

آپ عربی الاصل و النسل ہیں آپ کا شجرۂ نسب بنو عدنان سے ملتا ہے' یہ قبیلہ فتح اندلس کے بعد قرطبہ میں آباد ہو گیا تھا' آپ کی ولادت باسعادت آپ کے والد ماجد کی تحریر کے مطابق بروز جمعہ 25 ماہ ربیع الثانی 368 ہجری کو ہوئی۔(162)

تعلیم وتربیت:

اندلس کا دار الحکومت قرطبہ' جو آپ کا مولد و مسکن ہے' آپ کے عہد میں علم و عرفان' ثقافت و حضارت کا عظیم مرکز تھا' فنون کے اعلی ماہرین کی آماجگاہ تھا' محدثین' فقہاء' ائمہ و مجتہدین کا مستقر تھا' تبع تابعین' تابعین و صحابہ سے اہل قرطبہ کو فیض یاب ہونے کا شرف حاصل رہا تھا' انحاء عالم سے حدیث' تفسیر' فقہ' ادب و فلسفہ کے متلاشی کا منتہاء سفر تھا' اس دور میں اہل قرطبہ سے حصول علم ایک شرف شمار ہوتا تھا' اور طالب علم بجا طور پر اہل قرطبہ کے علماء سے رشتہ تلمذ کا ذکر کرتے تھے' یہی اسباب تھے کہ ابو عمر یوسف ابن عبد البر نے حصول علم کے لئے اندلس سے باہر کا سفر نہیں کیا۔

اس علمی فضاء میں مؤلف رحمہ الله نے نشو ونما' علم و عرفان کا سفر شروع کیا' اور پھر علم کی اس معراج پر فائض ہوئے کہ آپ کے اساتذہ بھی آپ کے استاد ہونے پر فخر کرتے دیکھائی دیتے ہیں۔ (163)

اساتذۃ:

آپ نے وقت کے کبار ائمہ و محدثین و مجتہدین اور ماہرین علم و فن سے استفادہ کیا آپ کی محنت ولگن اور اساتذہ کی شفقت ومحبت اور ہماں وقت کی کوشش سے بلند علمی درجہ پر فائز ہوئے، تاہم چند ایک اساتذہ کا ذکر مناسب ہوگا، جن کا آپ کی تعلیم وتربیت پر بہت نمایاں اثر تھا۔

1–عبد الله بن محمد عبد المومن م ۳۹۰

2–خلف بن قاسم بن سهل بن الدباغ الاندلسی م۳۹۳

3–محمد بن عبد الملک بن صیفون الرصافی

4–ابو محمد عبد الله بن محمد بن عبد الرحمان بن اسد الجهنی البزار

5– الحسین بن عبد الله بن یعقوب البیجانی

6–ابو عمر احمد بن محمد بن احمد بن سعید المعروف بابن جیسور الاموی

7–ابو عثمان سعید بن نصر بن عمر خلف اندلسی

8–احمد بن قاسم بن عبد الرحمان التاهرتی البزار یکنی ابو الفضل

9–ابو عمر احمد بن محمد بن عبد الله الطلمنکی

10– ابو عمر احمد بن عبد الملک الاشبلی المعروف بابن المکوی (164)

تلامذۃ:

قرطبہ علم و فن کا شہر بن چکا تھا، اور علم کے متلاشی دور دراز کا سفر کر کے قرطبہ جوق در جوق پہنچتے اور حصول علم میں مگن ہو جاتے، ان میں سے جس کی چوکھٹ پر جم غفیر نظر آتا وہ امام ابو عمر یوسف بن عبد البر کا مکان ہوتا آپ سے فیض یاب ہونے والوں کی ایک طویل فہرست ہے، ان سب کا ذکر ممکن نہ ہے، بغرض اختصار چند ایک معروف تلامذہ کا ذکر ہوتا ہے۔

1-ابو عبد الله الحميدى الحافظ الثبت الامام م ٤٨٨

2-ابو علی الغسانی الحسین بن محمد بن حمد الجیانی م٤٩٨

3- ابو الحسن طاهر بن مفور بن احمد العافری الشاطبی م٤٨٤

4-ابو یحی سفیان بن العاص م ٥٢٠ (165)

ثناء العلماء:

آپ کے بلند علمی مقام پر فائز ہونے اور حفظ و اتقان و اجتہاد کی بناء پر ہر دل عزیز ہوتے چلے گئے' آپ کے ہم عصروں نے بھرپور انداز میں آپ کی مدح و تعریف کرتے ہوئے خوبصورت القابات سے نوازا' آپ کو مغرب کا امام بخاری اور مشرق و مغرب کا حافظ کہا گیا۔

ابو الولید سلمان بن خلف الباجی کا فرمان ہے کہ اندلس میں ابو عمر یوسف ابن عبد البر کا ہم پلہ کوئی نہیں' امام ابن حزم الاندلسی بھی آپ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں' ابو عمر یوسف ابن عبد البر کو گفتگو کرنے کا سلیقہ و انداز و ڈھب عطا کیا گیا۔

امام حمیدی بھی رطب اللسان ہوئے فرمایا ابو عمر یوسف ابن عبد البر فقیہ و حافظ اختلافی مسائل کے ماہر علم حدیث و رجال کے ماہر عالم تھے۔

ابن خاقان نے جن خوبصورت الفاظ میں آپ کی علمی صلاحیتوں کا اعتراف کیا مثالی ہے' [قال ابن خاقان ابو عمر یوسف بن عبد الله بن عبد البر امام الاندلس وعالمها الذی ا تاحت به معالمها 'صحح المتن و السند'ومیز المرسل من المسند'وفرق بین الموصول و المنقطع' وکسا الملة نور ساطع' حصر الرواة' واحصی الضعفاء منهم و الثقاة' جدّ فی تصحیح السقیم 'وجدد منه ما کان کلکهف و الرقیم'مع التنبیه و التوقیف و الاتقان و التثقیف 'وشرح المقفل و استدراک المغفل له فنون هی للشریعة رتاج' وفی مفرق الملة تاج 'کان ثقة 'والأنفس علی تفضیله متفقة'اما ادبه فلا تعبر لجته'ولا تدحض حجته'له من

الصفات والمزایا ما یجعله احد الأئمة الاعلام۔(166)

امام ابوعمر یوسف بن عبد الله بن عبد البر اندلس کا ایسا عالم و محدث تھا، جس نے علم کی بلند چوٹیوں کو سر کیا، حدیث کے متن و سند کی تصحیح فرمائی، مرسل حدیث کو مسند حدیث سے الگ کیا، حدیث موصول وحدیث منقطع کے مابین فرق کو واضح کیا، ملت اسلامیۃ کو علم کی روشن چادر سے ڈھانپ لیا، رواۃ کو شمار کیا، ثقات کو ضعفاء سے جدا کیا، حدیث ضعیف کو حدیث صحیح سے شناخت کروانے کی بھرپور جدوجہد کی، پرانے علمی کھنڈرات کو دوبارہ نئی روشنی سے آباد کیا، لیکن ساتھ ہی ساتھ اتقان و ثقاهت کی حد بندیاں بھی بیان کیں، علم کے بند دریچے وا کیے، غافلوں کو بیدار کیا، علوم شرعیہ میں نئے نئے فنون متعارف کرائے، امت کی مانگ میں چاند سجایا، خود بھی ثقہ تھے، تمام ائمۃ کا ان کی ثقاهت پر اتفاق ہے، ان کا ادب بے کنارہ تھا، اس کے قائم کردہ دلائل کا جواب نہ تھا، ایسی صفات وخوبیوں کا مالک تھا جو کسی کو بلند مقام ائمہ کے صف میں کھڑا کر دیں۔

آپ کے استاد محترم ابو الولید سلیمان بن خلف الباجی کا فرمان ہے، پورے اندلس میں علم حدیث کا عالم ابو عمر یوسف ابن عبد البر جیسا کوئی نہیں ہے۔(167)

الغسانی ،ابو علی الحسین بن محمد- محدث الاندلس -کا فرمان ہے، امام ابو عمر ابن عبد البر قاسم بن محمد اور احمد بن خالد الحباب کے متعلق فرمایا کرتے تھے، ہمارے ہاں ان کے پایہ کا کوئی عالم نہ ہے، لیکن امام ابن عبد البر ان دونوں سے کسی طرح کم نہ تھے، آپ وقت کے امام حافظ حدیث اور علو سند میں کوئی آپ کا ثانی نہ ہے، اشبونہ میں کچھ دیر منصب قضاۃ پر فائض رہے ، آپ فقہ ،حدیث ،علم القرأت و علم رجال کے نامور عالم تھے، آپ کا فقهی مسلک تو مالکی تھا لیکن فقهی اختلاف میں اکثر امام شافعی کے مسلک کو ترجیح دیتے تھے۔(168)

حقیقت یہ ہے کہ آپ کسی فقهی مسلک کے مقلد نہ تھے بلکہ درجہ اجتهاد پر فائض تھے، کتاب و سنت کے دلائل کی روشنی میں فقہی مسائل کا حل تلاش کرتے اور مجتهدانہ رائے رکھتے تھے۔

تالیفات:

یوں تو امام أبو عمر یوسف ابن عبد البر نے علوم شرعیة کے ہماں فنون پر قلم اٹھایا، اور مستند معلومات جمع کیں، جن میں علوم حدیث، علوم تفسیر، فقہ، معاجم و تراجم، اجزاء و مسانید، شامل ہیں، سب کا استقصاء ممکن بھی نہیں اور سب کی سب موجود بھی نہیں، بلکہ اس عظیم محدث کا تحریر کردہ بہت سا علمی سرمایہ حوادث دہر کی نظر ہو گیا، چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

1- الدرر فی المغازی و السیر
2- العقل و العقلاء وما جاء فی اوصافهم
3- جامع بیان العلم و فضله
4- بهجة المجالس فی المحاضرات
5- الانتقاء فی فضائل الثلاثة الفقهاء
6- التمهيد لما فی المؤطا من المعانی و الاسانید
7- الاستدراک لمذاهب الآعصار فيما تضمنه الموطا من معانی الرای و الآثار
8- الاستذطار فی شرح مذاهب علماء الامصار
9- قبائل العرب و انسابهم
10- الاستيعاب فی معرفة الاصحاب ۔(179)

الاستيعاب فی معرفة الأصحاب

صحابہ پر لکھی جانے والی کتب میں ایک قابل اعتماد مستند مرجع ہے' متاخرین نے اس کتاب سے بھرپور استفادہ کیا ہے' کتاب کا مخطوط جو قدیم ترین قلمی نسخہ شمار ہوتا ہے' جامعة عربية میں تھا 'اور دوسرا قلمی نسخہ جس میں ''الاستیعاب'' پر حاشیہ و تعلیق ہے' بھی جامعة عربية میں ہے۔

کتاب کو پہلی مرتبہ 1328 میں' الاصابه فی تمیز الصحابه " کے حاشیہ پر''الاستيعاب فی اسماء الاصحاب '' کے نام سے شائع کیا گیا' اور پھر بیروت 'دار الكتب العربية سے متعدد بار اسی اشاعت کا اعادہ ہوا' البتہ یہی کتاب جب' بیروت 'دار الصادر نے شائع کی تو جلد پر تو کتاب کا نام ''الاستيعاب في معرفة الاصحاب '' طبع کیا' اور باقی کتاب گزشتہ اشاعت کا اعادہ ہی ہے' دوبارہ 1358 ہجری میں دوسری اشاعت مصطفی محمد نے مصر 'القاهراة 'المكتبة التجارية سے شائع کی' یہ ایڈیشن بھی ''الاصابة فی تمیز الصحابه '' کے ساتھ ایک کتاب میں'' الاستيعاب فی اسماء الاصحاب '' کے نام سے شائع ہوا' البتہ حاشیہ کی بجائے صفحہ دو حصوں میں تقسیم کیا' اوپر کے حصہ میں'' الاصابه فی تمييز الصحابه '' اور نچلے حصہ پر ''الاستيعاب فی اسماء الاصحاب'' کو طبع کیا' اس سے استفادہ قدرے سهل ہوا' لیکن یہ طبع بھی غیر محقق تھی' کتاب میں متعدد قلمی نسخوں کا باہمی اختلاف و تصحیح اور متشابه کلمات کا ضبط مفقود تھا۔

معاصر محقق علی بن محمد البجاوی کی تحقیق سے مصر 'الفجالة 'مكتبة نهضة مصر و مطبعتها سے چار اجزاء پر مشتمل 1960 میں " الاستيعاب فی معرفة الاصحاب " کے نام سے شائع ہوئی' اس میں 4225 بشمول مکررات صحابہ کا ذکر ہے' اور تمام کتاب میں صفحات کی ترقیم مسلسل ہے' البتہ 1412 میں دوبارہ بیروت 'دار الجيل سے یہی نسخہ شائع ہوا۔(170)

الاستیعاب کے مصادر:

کتاب کے منہج واسلوب کی بہترین وضاحت جو مؤلف رحمہ اللہ نے ابتداء کتاب میں فرمائی، یوں ہے، صحابہ پر لکھی جانے والی اکثر کتب کا میں نے مطالعہ کرتے ہوئے محسوس کیا، جو طالب علم صرف صحابہ کے نام یا دیگر مختصر معلومات جاننا چاہتا ہو، اس کے لئے طویل ترین کتب ہیں، ایسی کوئی کتاب نہ ہے جو یہ ضروت پوری کرے لھذا اس ضروت کے پیش نظر کتاب تالیف کرنے کا ارادۃ کیا، اس سے قبل صحابہ پر مستند تالیفات سے استفادۃ کیا خصوصا مندرجہ ذیل کتب، لیکن اپنی اس تالیف کو بھی مستند مرجع بنانے اور تطویل سے بچتے ہوئے آغاز کتاب میں ان مؤلفین تک اپنی سند کا ذکر کیا ہے، اور اثناء تالیف ان مراجع کا جابجا حوالہ بھی دیا ہے۔(171)

1- موسی بن عقبہ تک دو[2] اسناد کا ذکر کیا ہے، (172)

2-ابن اسحاق تک بھی دو[2] اسناد کا ذکر کیا ہے، (173)

3- طبقات 'محمد بن عمر الواقدی '(174)

4-تاریخ الواقدی ' (175)

5-طبقات خلیفة بن خیاط' (176)

6- کتاب ابن ابی خیثمہ' (177)

7- کتاب التاریخ الکبیر 'محمد بن اسماعیل البخاری '(178)

8-ابو جعفر الطبری ' کی تالیف 'ذیل الذیل'' (179)

9-ابن السکن 'سعید بن عثمان ''کتاب الحروف فی الصحابة'' (180)

10-ابن الجارود' کتاب الاحاد'181)

11- کتاب ابن ابی حاتم ' (182)

12- معجم الصحابہ ' امام ابو القاسم البغوی ''(183)

محقق طبع میں صفحات مسلسل سے ہیں لہذا حوالہ جات میں صرف صفحات نمبر درج کیے جاتے ہیں۔مثلا موسی بن عقبہ صفحہ نمبر-131-1761، طبقات محمد بن عمر الواقدی صفحہ نمبر95-264 ،کتاب خلیفہ بن خیاط صفحہ نمبر177-267 ،کتاب ابن ابی خیثمہ صفحہ نمبر131-194،التاریخ الکبیر لامام بخاری صفحہ نمبر94-150-230-1764، ذیل الذیل لامام محمد بن جریر الطبری صفحہ نمبر193-223، الحروف فی الصحابہ لابن السکن صفحہ نمبر 1857-1873، کتاب ابن ابی حاتم صفحہ نمبر223، معجم الصحابہ ابو القاسم البغوی صفحہ نمبر131۔

الاستیعاب متاخرین کا مصدر:

امام ابن عبد البر کی کتاب الاستیعاب فی معرفة الاصحاب نہ صرف متاخرین کے لئے ایک مستند مرجع ہے، بلکہ متاخرین کی صحابہ کے متعلق علمی تالیفات سے اندازہ ہوتا ہے، کہ بعد کا ہر مؤلف بغیر الاستیعاب کے صحابہ پر کچھ بھی علمی کام نہ کر سکا، اسی لئے متاخرین نے اس کتاب کو اپنا اساسی مرجع قرار دیا اور بعد کے تمام مؤلفین نے اپنی کتب میں الاستیاب کا ذکر کیا، اگر یہ کہا جائے کہ متاخرین کی تالیفات، الاستیعاب کے اردگرد ہی علمی سفر کرتی ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔

ابن فتحون محمد بن ابو القاسم نے الاستیعاب پر حاشیہ لکھا امام حافظ ابن حجر العسقلانی نے اس کا ذکر کیا ہے۔(184)

اس حاشیہ کے علاوہ دیگر کئی ایک ائمہ نے بھی الاستیعاب پر حوامش تحریر کیے جن میں سے ایک کا قلمی نسخہ ''جامعہ الدول العربیہ '' میں ہے اور مؤلف کا نام ابراھیم بن محمد بن خلیل الحلبی ہے۔(185)

الاستیعاب پر ایک حاشیہ امام أبو اسحاق بن الأمین نے قلم بند کیا، اور ایک حاشیہ امام ابو الحجاج یوسف بن محمد بن مقلد الجماھیری التنوخی نے 'الارتجال فی اسماء

الرجال' کے نام سے قلم بند کیا' جبکہ ایک حاشیہ امام ابو القاسم محمد بن عبد الواحد الغافقی الغرناطی الملاحی نے لکھا۔(186)

کئی ایک ائمة نے اس کتاب کے مختصرات بھی لکھے مثلا امام محمد بن یعقوب بن محمد بن احمد الخلیلی نے اعلام الاصابة باعلام الصحابة لکھی' اور امام شهاب الدین أحمد بن یوسف بن ابراهیم الاذرعی المالکی نے روضة الأحباب فی مختصر الاستیعاب کے نام سے کتاب لکھی۔(187)

امام ابن الاثیر اپنی کتاب اسد الغابه فی معرفة الصحابه کے مقدمه میں بجاطور پر اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ صحابہ پر علمی و تحقیقی عمل ان چار مؤلفین پر ختم ہوجاتا ہے' ان میں امام ابن عبد البر کا نام سرفہرست ہے' اور اپنی اس تالیف سے ان چاروں کتب میں ذکر کردہ صحابہ اور مزید دیگر کتب میں وارد صحابه کا مجموعہ تیار کیا ہے۔(188)

اما م الجرح و التعدیل شمس الدین محمد بن احمد الذهبی نے اپنی تالیف 'تجرید اسماء الصحابه'' کے مقدمه میں امام ابن عبد البر کی کتاب الاستیعاب کو ایک بنیادی مرجع قرار دیا ہے اور بعد میں پوری کتاب الاستیعاب کے لئے مقرر کردہ رمز -ب- کا بکثرت استعمال ہے۔(189)

امیر المؤمنین فی الجرح و التعدیل حافظ ابن حجر العسقلانی نے بھی امام ابن عبد البر کی کتاب الاستیعاب کو الاصابه فی تمییز الصحابه کے اساسی مراجع میں شمار کیا ہے' اور جابجا اس سے بحواله استفادة بھی کیا ہے' اور اس پر ناقدانه تبصره بھی فرمایا ہے مثلا جبیله بن عامر کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ ابن الامین نے الاستیعاب پر استدراک میں اس صحابی کا ذکر کیا ہے' جبکہ ابن عبد البر نے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔(190)

حافظ ابن حجر العسقلانی نے بعض شخصیات کے متعلق امام ابن عبد البر کا تبصرة بھی نقل کیا ہے' کہ مذکوراہ شخص صحابه میں سے ہے بھی یا کہ یوں ہی ذکر کر دیا گیا ہے مثلاً عبد الله بن الهدیر کے متعلق لکھتے ہیں' کہ ابن عبد البر کا ان کے متعلق فرمان ہے [له رؤیه و لیس له صحبة] حضور

ﷺ کی زیارت تو اس کو نصیب ہوئی البتہ صحابی نہیں ہے۔(191)

اسلوب تالیف وخصوصیات:

امام ابن عبد البر نے کتاب "الاستیعاب" کے اسلوب تالیف کی وضاحت خود کتاب کے آغاز میں بیان فرمائی ہے' فرماتے ہیں صحابہ پر لکھی جانے والی اکثر کتب کا میں نے مطالعہ کرتے ہوئے محسوس کیا' کہ جو طالب علم صرف صحابہ کے نام یا ان کے متعلق ضروری معلومات جاننا چاہتا ہو' اس کے لئے موجودہ تالیفات طویل ترین اور سهل الاستفادة نہ ہیں' تو ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس کی گی جو طوالت سے خالی اور سهل الاستفادة ہو' کتاب الاستیعاب مندرجہ بالا ضرورت کو پورا بھی کرتی ہے اور ذیل کی اہم خصوصیات وامتیازات کی حامل بھی ہے۔

کتاب کو مندرجہ ذیل چار اقسام میں تقسیم کیا ہے۔

1-مقدمه: صحابہ کی ثقاهت و عدالت و ضبط و فضائل و مدح میں وارد آیات قرآنی و احادیث نبوی ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے مختلف درجات و طبقات کا ذکر کیا ہے' اور صلح حديبيه وبيعت الرضوان میں شامل ہونے والے صحابہ کی تعداد ایک روایت کے مطابق ایک ہزار چار صد (1400) جبکہ دوسری روایت میں ایک ہزار پانچ صد (1500) ہے۔(192)

2- سیـــــــــرت طيبة: آپ ﷺ کی نہائیت مختصر سیرت بیان کی جس میں آپ کی ازواج مطهرات' اولاد طيبين طاهرين 'هجرت ووفات النبی ﷺ کا ذکر کیا ہے' آخر میں ابراهيم بن النبی ﷺ کا تفصیلا ذکر ہے۔(193)

3- ذکر صحابه: کتاب میں ذکر کردہ صحابہ کو چار اقسام میں تقسیم کیا ہے۔

ا-اسمـــاء الـصـحـابـه: ان صحابہ کے احوال وتذکرۃ جو نام سے معروف ہیں' ان میں پہلا نام ابراهيم الطائفی اور آخری نام یونس بن سداد الاسدی کا ہے' کل تعداد 2828 ہیں۔(194)

ب- كنى الصحابه: ان صحابہ کا تذکرہ وبیان جو نام کی بجائے کنیت سے معروف ہوئے

'ان میں پہلی کنیت آبی اللحم الغفاری اورآخری ابو الیقظان ہے' کل تعداد تین صد پچانوے (395) ہے۔(195)

ج-اسماء الصحابیات :ان صحابیات کا تذکرۃ و بیان ہے جونام سے معروف ہیں' ان میں پہلا نام اثیمۃ المخزومیہ اورآخری نام یسیرۃ الانصاریہ کا ہے' کل تعداد[895] آٹھ صد پچانوے ہے۔(196)

د-کنی الصحابیات:ان صحابیات کاتذکرۃ و بیان جو کنیت سے معروف ہیں' ان میں پہلی کنیت ام ابان بنت عتبہ اورآخری ام الولید الانصاریہ ہیں' کل تعداد ایک صد وسات [107] ہے یوں اس کتاب میں تمام ذکر کردۃ صحابہ و صحابیات کی تعداد چار ہزار دوصد پچیس [4225] ہے۔(197)

کتاب کے اختتامیہ میں صحابی کی پہچان ومعرفت کے ذرائع کا ذکر کچھ ان الفاظ میں کیا' وہ صحابہ[خواتین و رجال] رسول ﷺ جن سے أحادیث منقول ہیں۔

1-کسی ایسے واقعہ میں اس کا ذکر جس سے ثابت ہو کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔

2-آپ ﷺ کو صدقہ ادا کیا۔

3-کسی ایسے وفد میں شامل تھا جو رسول اللہ ﷺ کے ہاں آیا۔

ان سب کا ذکر مکمل ہوا' البتہ کچھ صحابہ کا احادیث میں ذکر ہے' جو نام و کنیت و نسب سے معروف نہیں' اور کچھ خواتین کا بھی ذکر ہے' البتہ ان کا ذکر یوں ہے۔

1- جدۃ فلان یا عمۃ فلان (فلاں کی دادی/ نانی اماں' فلاں کی خالہ/ پھوپھی) ان سے جن کی پہچان ہوسکی ان کا ذکر کر دیا' اور جن کی شناخت نہیں ہوسکی ان کا بیان نہیں کیا' اور جن خواتین وحضرات کا اس کتاب میں ذکر کیا گیا ہے' اس سے علم حدیث میں حدیث کے موصول 'موقوف' اور مرسل ہونے کا علم' اورقرن اول- مشھودلھا بالخیر- کے باسیوں وپاک بازہستیوں کی معرفت حاصل ہوگی' جو علم حدیث کے طالب علم کے لیے بہت بڑا علمی سرمایہ ہے۔

اللہ کی اس توفیق پر ہم اس کے شکر گزار ہیں۔ و الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علی خیر خلقه و آله الطیبین الطاهرین و جمیع الصحابة رضوان الله تعالی علیهم اجمعین ۔(198)

بعد ازاں اس قلمی نسخے کے کاتب نے اپنا نام سلامش بن محمد بن اید کین اور تاریخ سات صد ستاسٹھ (767) ہجری اور ماہ رجب کا آخری عشرۃ لکھی ہے۔(199)

2- سابقہ تالیفات میں سے تطویل و تکرار کو حذف کرتے ہوئے ان صحابہ کو بھی شامل کیا جنہیں سابقہ تالیفات میں درج نہ کیا گیا' جبکہ ان کا صحابی ہونا مستند ذرائع سے ثابت ہے' مثلا ایاد ابو السمح 'بشیر بن عنبس بن زید الظفری 'بشیر بن یزید' ثعلبة بن سلام 'جھیم بن قیس 'حاطب بن عمرو بن عتیک ۔(200)

3- سابقہ تالیفات میں سے سہو و غلطی کا ازالہ کیا' اور اس کی تصحیح فرمائی' مثلا ارقم بن الارقم کے ترجمہ میں فرمایا' ان کے والد ابو الارقم مسلمان نہ تھے' جبکہ امام ابو حاتم الرازی اور ابن ابی حاتم کو غلط فہمی ہوئی' اور دونوں ائمہ جرح و تعدیل اور اسماء الرجال کے ماہرین نے ان کے والد کو مسلمان لکھا ہے۔(201)

امام ابو جعفر العقیلی نے الحارث بن مالک بن البرصاء کو القرشی اور العامری لکھا ہے' جو کہ غلط ہے صحیح یہ کہ یہ بنی لیث بن بکر کے قبیلہ سے ہیں۔(202)

4- صحابی کے نام میں اختلاف کی صورت میں ممکنہ مقامات پر ذکر کرتے ہیں' البتہ تطویل سے بچتے ہوئے جس نام سے صحابی زیادۃ معروف ہو اس مقام پر اس صحابی کے متعلق معلومات ذکر کرتے ہیں' اور بقیہ مقامات پر احالہ فرماتے ہیں' مثلاً جابر بن عتیک الانصاری کے متعلق جملہ معلومات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں اس کا نام جبر بھی بتایا گیا ہے۔(203)

اور جبر بن عتیک کے ترجمہ میں احالۃ کرتے ہوئے بیان کر دیا' کہ اس کا نام جبیر بھی ہے اور وہاں پر اس کے متعلق بیان کر دیا گیا ہے۔(204)

ابو ملیل کنیت کا ذکر کر کے بتایا کہ اس کا نام سلیک بن الاغر ہے اور اسماء میں اس کا ترجمہ گزر گیا ہے۔(205)

ایاد اس کی کنیت ابو السمح ہے یہ خادم رسول اللہ ﷺ ہے اس کا تذکرۃ کنی میں ہوگا' ان شاء اللہ تعالی۔(206)!

5-اصل کتاب میں ذکر کردہ اسماء الصحابہ میں ابتدائی حرف سے شروع ہونے والے نام ایک ساتھ جمع کر دیے ہیں' ان میں ترتیب ہیجائی مفقود ہے' مثلاً حرف الف سے شروع ہونے والے ناموں کو یوں ذکر کیا ہے-باب حرف الالف -اس میں ابراهیم بن النبی ﷺ کا ذکر ہے' اس کے بعد باب ابی 'باب اسید 'باب اسامة' باب انیس ' باب امیة 'باب اهبان 'باب انیف 'باب اسیر 'باب اسید 'باب انس 'باب ابان 'باب اوس 'باب اسعد'باب اسلم 'باب ایمن 'باب الاسود 'باب احمر 'باب اغر 'باب اقرع '۔ (207)

معاصر محقق علی محمد البجاوی نے کتاب کو از سر نو مرتب کیا ہے اور اس میں ایک حرف ہیجائی سے شروع ہونے والے ناموں میں ترتیب ہیجائی کا خیال رکھا' مثلاً حرف الف سے شروع ہونے والے ناموں کی ترتیب یوں ہے' باب حرف الالف ابراهیم بن النبی ﷺ' وہ صحابہ جن کا نام الف سے شروع ہوتا ہے 'باب ابراهیم ' باب ابان 'باب ابی 'باب احمر 'باب اخرم 'باب ادرع 'باب ازهر ' باب اسامه ' باب اسد ' باب اسعد ' باب اسلم ' الی آخرہ 'یوں یہ اشاعت سهل الاستفادة ہے مگر اس وقت تقریبا نایاب و قلیل اور شبہ مفقود ہے۔(208)

6-محقق اشاعت میں بھی اگر ایک نام سے متعدد صحابہ ہیں تو نام کی ابتداء میں لفظ باب لکھا ہے' پھر ان ناموں کے ذکر کرنے میں والد کے نام کے حروف تہجی کی ترتیب کا خیال نہیں رکھا بلکہ بے ترتیب ذکر کیے ہیں مثلاً اسعد نامی صحابہ کا ذکر یوں شروع کیا-باب اسعد -اور ذکر کردہ ناموں کو یوں ذکر کیا -اسعد بن زرارة 'اسعد بن یزید 'اسعد بن یربوع 'اسعد بن سھل۔(209)

جبکہ ان کی ہیجائی ترتیب یوں ہے' اسعد بن زرارة 'اسعد بن سھل 'اسعد بن یربوع اور

اسعد بن یزید ۔

اور ایسے ہی ثابت بن عمرو کا ذکر پہلے ہے اور ثابت بن خالد کا بعد میں جب کہ ہجائی ترتیب میں خ-ع سے پہلے ہے۔(210)

7-ہر ہجائی حرف کے اختتام پر باب الافراد سے ان ناموں کا ذکر ہے' جو مفرد ہیں یعنی ایک لفظ کا ایک ہی نام ہے' مثلاً حرف الف کے اختتام پر-باب الافراد-میں یہ نام ہیں ارقم ' اسیرۃ ' اشعس ' ایماء ' آبی اللحم '۔(211)

اور پھر پوری کتاب میں یہی علمی اسلوب ہے کہ ہر هیجائی حرف کے اختتام پر باب الافراد ہے۔

وفات:

علم حدیث وتفسیر وفقه و اسماء الرجال کا یہ عظیم طالب علم اہل زمان کی جہالت کو علوم مصطفوی سے منور کرنے والا عظیم سپوت بروز جمعہ 30ربیع الثانی 463ہجری کو اپنی عمر کے 95 سال اور پانچ دن مکمل کر کے خالق حقیقی کو جاملا' اور عظیم علمی ورثه امت محمدیہ کے لئے چھوڑا '[اللهم اغفرله وارحمه]۔(212)

أسد الغابة فی معرفة الصحابة لابن الاثیر

تعارف مولف:

نام ونسب:

ابو الحسن عز الدین علی بن محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد الجزری الشیبانی ' امام شمس الدین الذھبی کا بیان ہے کہ امام ابن الأثیر خود اپنا نام ونسب یوں ہی بیان کیا کرتے تھے۔(213)

ولادت باسعادت:

شیخ العصر الامام علامه المحدث ابن الاثیر 555 میں عراق کے معروف جزیرہ عمریہ میں پیدا ہوئے بعد میں اپنے والد کے ساتھ موصل میں قیام فرمایا۔(214)

جزیرہ ابن عمر موصل سے تین دن کی مسافت پر واقع ہے' الحسن بن عمر خطاب التغلبی نے آباد کیا تھا اسی کے نام سے موسوم ہے۔(215)

اساتذہ:

ابن الاثیر'علی بن محمد کو جن فاضل اساتذہ کرام سے فیض یاب ہونے کی سعادت حاصل ہوئی ان میں چند ایک درج ذیل ہیں۔

1–ابو الفضل عبد الله بن احمد الطوسی

2–ابو الفرج یحی بن محمود الثقفی

3–مسلم بن علی بن محمد الموصلی

4–ابو القاسم یعیش بن صدقه الفراتی

5–ابو احمد عبد الوهاب بن علی

6-عبد الوهاب ابن سكينه

7-عبد المنعم بن كليب

ثناء العلماء:

وقت کے نام ور علماء و محدثین نے آپ کی علمی صلاحیت و خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا' ابن الاثیر علم الانساب کے ماہر ایک نامور محدث' اور بہت بڑے تاریخ دان' طالب علموں میں گھرے رہنے والے شخص تھے ۔(216)

دیگر علماء عصر نے بھی بھرپور انداز میں آپ کی مدح و ستائش کی ان میں حافظ المنذری 'شمس الدین ابو المعالی' اور محدث العصر امام تاج الدین السبکی جیسے نام قابل ذکر ہیں۔

تالیفات:

یوں تو امام ابو الحسن عز الدین علی بن محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد الجزری الشیبانی نے علوم شرعیۃ کے ہاں علوم و فنون پر قلم اٹھایا' اور مستند معلومات جمع کیں' جن میں علوم حدیث ' علوم تفسیر 'فقہ' معاجم و تراجم 'اجزاء و مسانید ' شامل ہیں' سب کا استقصاء ممکن بھی نہیں اور سب کی سب موجود بھی نہیں' بلکہ اس عظیم محدث کا تحریر کردہ بہت سا علمی سرمایہ حوادث دہر کی نظر ہو گیا' چند ایک کا ذکر کیا جا تا ہے۔

1- اداب السياسة
2-الكامل فی التاريخ
3-الجامع الكبير فی علم البيان
4-تحفة العجائب و طرقة الغرائب
5-اللباب فی تهذيب الانساب
6- كتاب الجهاد
7- النهاية فی غريب الحديث
8- اسد الغابه فی معرفة الصحابه(217)

اسد الغابه في معرفة الصحابه

صحابہ رسول ﷺ پر تالیفات کی جانے والی کتب میں سے ایک سهل الاستفادة اور مستند مرجع ہے' یہ کتاب دراصل امام عبد الكريم بن محمد السمعانی کی کتاب" الانساب "کا اختصار اور اس پر کچھ اضافہ ہے۔(☆)

اس کتاب کے نام میں مختلف روایات ہیں' البتہ معروف و مطبوع نام' اسد الغابة في معرفة الصحابه " ہے ابن قاضی شهبة 'شمس الدين ابی المعالی الغزی اور امام عبد الرحمن السخاوی نے بھی یہی نام ذکر کیا ہے۔(218)

امام شمس الدين الذهبی نے اس کتاب کا نام' معرفة الصحابه " اور ابن خلکان نے "اخبار الصحابه " بیان کیا ہے۔(219) یہ ذکر کردہ تمام نام ایک ہی کتاب کے ہیں۔

حاجی خلیفه کا فرمان ہے کہ اس ضخیم کتاب میں سات ہزار پانچ صد (7500) صحابه کے احوال قلم بند کیے گے ہیں۔(220)

امام شمس الدين الذهبی نے ابن الاثیر کا قول نقل کیا ہے کہ میری اس کتاب اسد الغابة في معرفة الصحابه میں آٹھ ہزار (8000) صحابہ کا ذکر ہے۔

حافظ ابن حجر نے اسد الغابة في معرفة الصحابه میں ذکر کردہ تعداد پر تبصرة کرتے ہوئے لکھا ہے' کہ میں نے امام شمس الدين الذهبی کی کتاب' تجريد اسماء الصحابه" پر امام شمس الدين الذهبی کی اپنی تحریر دیکھی کہ شائد کل ذکر کردہ صحابہ کی تعداد [8.000] آٹھ ہزار ہو' اور پھر امام شمس الدين الذهبی نے لکھا ہے' کہ اسد الغابة في معرفة الصحابه میں ذکر کردہ صحابہ کی کل تعداد سات ہزار پانچ صد اور چون (7554) ہے۔(221)

اس کتاب کے دو مختلف رسم الخط کے قلمی نسخے دار الكتب المصريه میں ہیں' ایک تین اجزاء پر مشتمل ہے' جبکہ دوسرے کے چار اجزاء ہیں۔(222)

اس عظیم علمی سرمایہ کی پہلی اشاعت غیر محقق'بیروت 'دار احیاء التراث العربی سے ہوئی' یہ طبع صرف مؤلف کی تالیف پر مشتمل ہے'شروع میں کسی قسم کا کوئی دیباچہ نہیں ہے'البتہ دوسری اشاعت 1342ھ میں السید شهاب الدین النجفی کے مقدمه سے[تالیف وصاحب تالیف کا مختصر بیان ہے'طهران 'المکتبة الاسلامیة سے ہوئی جوکہ اس وقت تقربا مفقود البتہ اس کا نسخہ الکویت'وزارة الشؤن الاسلامیة و الاوقاف کی مرکزی لائبریری میں ہے۔

اس کتاب کی آخری اشاعت جو حال ہی میں الشیخ علی محمد معوض اور الشیخ عادل احمد عبد الموجود کی تحقیق وتعلیق اور جامعه الازهر کے تین نامور اساتذۃ[پروفیسر ڈاکٹر محمد عبد المنعم البری -پروفیسر ڈاکٹر عبد الفتاح ابو سنه -پروفیسر ڈاکٹر جمعه طاهر النجار] کی ایک صددو(102)صفحات پر مشتمل بہت ہی مفید تقدیم و تقریظ سے بیروت 'دار الکتب العلیمه سے شائع ہوئی۔

تالیف کتاب:

تالیف کتاب کا سبب خود امام ابو الحسن ابن الاثیر نے ذکر کرتے ہوئے فرمایا سابقہ مولفین نے صحابه کرام[رضوان الله اجمعین]پر تالیفات مرتب کرتے ہوئے اکثر نے مغازی وانساب کو مدنظر رکھا جن مولفین پر اسماء الصحابه [یعنی صحابہ کے نام]کو جمع کرنا ختم ہے'ان میں قابل ذکر نام چار[4]ہیں۔

1-ابو عبد الله بن منده

2-ابو نعیم احمد بن عبد الله الاصفهانی

3-ابو عمر یوسف بن عبدالبر

4- ابو موسی محمد بن ابی بکر الاصفهانی

ان کتب کے باہمی تقابل سے معلوم ہوا کہ امام ابو عمر یوسف ابن عبد البر کی کتاب

''الاستیعاب فی معرفة الاصحاب'' میں کچھ ایسے صحابہ کے نام ہیں جو مذکورہ تینوں کتابوں میں نہیں' مثلاً ثعلب ا بن ثعلبه کے متعلق لکھا ہے [لم یخرجه واحد منهم]۔(223)

اور کچھ مذکورہ کتابوں میں نام ہیں لیکن الاستیعاب میں نہیں' مثلاً الحارث بن ابی ضرار حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین جویرہ رضی الله عنها کے والد محترم ہیں' یہ مسلمان ہو گئے تھے۔

ابو علی الغسانی نے ان کا شمار صحابہ میں کیا ہے جب کہ ابو عمر [ابن عبد البر] نے اس کا ذکر نہیں کیا۔(224)

اس طرح حریث بن زید الخیل کے ترجمہ میں تحریر ہے' ابو عمر [ابن عبد البر] نے ان کا ذکر زید الخیل کے ترجمہ میں کیا ہے' لیکن صحابہ میں شمار نہیں کیا' حالانکہ یہ صحابی ہیں اور ابو علی الغسانی نے ان کا شمار صحابہ میں کیا ہے۔(225)

ان سب ناموں کو یکجا کرنے کا عزم کیا' اسی اثناء مجھے بیت المقدس کی زیارت کے لئے شام کا سفر کرنا نصیب ہوا' تو وہاں کے نامور علماء کرام و مشائخ عظام کا اس کتاب کے مرتب کرنے کا الحاء و اصرار اور اس کی ضرورت و افادیت' کتاب کی تالیف کا سبب ٹھرا۔(226)

اسد الغابہ کے مصادر:

کتاب اسد الغابة فی معرفة الصحابه میں صرف صحابہ کا نام ہی نہیں بلکہ اثبات صحابیت کے لئے احادیث و اثار و تاریخی حوادث و واقعات کا بھی ذکر ہے' تو جہاں مؤلف ابو الحسن ابن الاثیر کے پیش نظر مؤلفات صحابہ تھیں وہاں کتب تفسیر و احادیث و تاریخ و مسانید و کتب رجال بھی تھیں۔

مؤلف ابو الحسن ابن الاثیر نے بکثرت استعمال ہونے والے مصادر و مراجع تک اپنی سند بیان کر کے کتاب کو مستند بنادیا ہے' اور بار بار سند کے ذکر سے کتاب کو طوالت سے بچایا ہے' یہ

مراجع و مصادر مندرجہ ذیل ہیں۔

1-الکشف و البیان فی تفسیر القرآن 'امام ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراھیم الثعلبی

2- الوسیط فی التفسیر – ابو الحسن علی بن احمد بن منویہ الواحدی

3-الجامع الصحیح – امام محمد بن اسماعیل البخاری

4-الصحیح – امام مسلم بن حجاج القشیری

5- المؤطا –امام مالک بن انس

6-المسند – امام احمد بن حنبل

7- المسند –ابو داؤد الطیالسی

8- الجامع الکبیر – ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذی

9-السنن– امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی

10-السنن –امام احمد بن شعیب النسائی

11- المسند –ابو یعلی الموصلی

12-کتاب المغازی – ابو اسحاق

13-الاحاد و المثانی – قاضی ابو بکر احمد بن عمرو بن ابی عاصم

14- طبقات محدثي الموصل – ابو زکریا یذید بن محمد بن ایاس الازدی

15- المسند - المعافی بن عمران الازدی۔ (227)

تالیفات صحابہ میں سے مندرجہ ذیل چار کتب جن میں ذکر کردہ اسماء الصحابہ کو یکجا جمع کرنا اوران پر اضافہ مقصود تھا۔

1-معرفة الصحابه – ابو عبد الله محمد بن محمد بن اسحاق بن مندة الاصبهانی

2- معرفة الصحابه – ابو نعیم احمد بن عبد الله بن احمد الاصبهانی

3-الاستیعاب فی معرفة الاصحاب – ابو عمر یوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر القرطبی

4-ذیل علی معرفة الصحابه لابن مندة –ابو موسی محمد بن ابی بکر الاصفهانی (228)۔

اسد الغابہ متاخرین کا مصدر:

جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے کہ اسد الغابة فی معرفة الصحابہ' سابقہ تالیفات کا نہ صرف مجموعہ ہے' بلکہ ان پر ایک کثیر تعداد صحابہ کا اضافہ بھی ہے' یہ کیسے ممکن تھا کہ ایسی کتاب متاخرین کے ہاں شرف قبولیت و پزیرائی نہ پاتی' یہ کتاب متاخرین کے لئے عظیم علمی سرمایہ تھی' متاخرین اس کتاب کو ایک مستند و اساسی مصدر شمار کرتے ہوئے اس کتاب پر علمی اضافہ بھی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

امام ابو زکریا محی الدین یحی بن شرف النووی اور امام محمد بن محمد الکاشغی النحوی اللغوی نے کتاب اسد الغابہ کا اختصار "مختصر اسد الغابہ" تحریر کیا۔(229)

امام ابو عبد الله محمد بن احمد الذهبی نے "تجرید اسماء الصحابه" کے نام سے نہائیت ہی اختصار سے اسماء الصحابہ کو جمع کیا-یہ کتاب دو اجزاء میں بیروت' دار المعرفة سے شائع ہوئی۔(230)

امام ائمة الرجال حافظ ابن حجر العسقلانی نے اپنی کتاب "الاصابه فی تمییز الصحابه" میں اسد الغابة فی معرفة الصحابہ کو ایک کلیدی مصدر کے طور پر شامل کیا ہے۔(231)

اسلوب تالیف وخصوصیات:

کتاب کی تصنیف و تالیف ، جمع و تدوین میں مندرجہ ذیل امور کا خاص خیال رکھا گیا ہے جس سے کتاب کی جامعیت میں اضافہ اور کتاب سے الاستفادہ آسان ہوگیا۔

1-کتاب میں ذکر کردہ تمام تراجم کو[ا-ب-ت]حروف تهجی کے ترتیب سے مرتب کیا ہے جس میں صاحب الترجمه صحابی کے نام کے حروف کی ترتیب اور ایک نام کے متعدد صحابہ ہوں تو والد کے نام کے حروف کی ترتیب اور اگر صحابی کا نام اور والد کا نام بھی مشترک ہو تو دادا کے نام کے حروف کی ترتیب کو ملحوظ رکھا ہے مثلا ابان کو ابراهیم سے قبل ذکر کیا ہے کیونکہ ابان میں الف وباء کے بعد الف ہے جبکہ ابراهیم میں الف وباء کے بعد راء ہے۔(232)

یوں ہی ابراهیم بن الحارث کو ابراهیم بن خلاد سے قبل ذکر کیا ہے کیونکہ پہلے ابراهیم کے والد کا نام حارث اور دوسرے ابراهیم کے والد کا نام خلاد ہے تو حاء-خاء سے قبل ہے۔(233)

اس طرح انس بن معاذ بن انس کو انس بن معاذ الجهنی سے قبل ذکر کیا ہے۔(234)

اگر صحابی نسبت سے معروف ہے تو اس کے بیان کرنے میں بھی اسی ترتیب کو ملحوظ رکھا ہے مثلا ابان العبدی کو ابان المحاربی سے قبل ذکر کیا ہے۔(235)

اگر صحابی کنیت سے معروف ہے تو بھی یہی ترتیب ہے مثلا ابو رافع مولی رسول الله ﷺ [اس کے نام میں متعدد اقوال ہیں 1-ابراهیم2-اسلم]اس کا ذکر أبو فكيهة[جس کا نام افلح ہے]سے قبل ذکر کیا ہے۔(236)

اگر صحابی کی پہچان ولاء سے ہے تو بھی یہی ترتیب ہے مثلا اسود مولی زید کو اسود مولی عمرو سے قبل ذکر کیا ہے۔

اگر صحابی والد کی بجائے قبیلہ کی نسبت سے معروف ہے تو قبائل کے حروف تہجی میں ترتیب کا التزام کیا ہے مثلا جهم الأسلمی کو جهم البلوی سے قبل بیان کیا ہے۔(237)

کچھ ایسے صحابہ بھی ہیں جو صرف اپنے نام سے موسوم ہیں ان کی کوئی نسبت نہ ہے' تو ان تمام ناموں کو اس نام کے باب کے آخر میں ترتیب ھیجائی سے ذکر کیا ہے مثلاً تمیم غیر منسوب کو تمیم نامی منسوب اسماء سے آخر میں ذکر کیا۔(238)

زید غیر منسوب کو باب زید کے آخر میں ذکر کیا ہے' البتہ ان کے ذکر کرنے میں حروف کی تعداد کا خیال بھی رکھا ہے' کم حروف والا نام پہلے اور زیادہ حروف والا نام بعد میں ذکر کیا ہے' جیسے حارث کو حارثہ سے قبل ذکر کیا ہے۔(239)

کچھ ایسے صحابہ کا تذکرہ بھی ملتا ہے جو والد یا بیٹے یا قبیلہ کے نام سے معروف ہوئے اور ان کا اپنا نام مجہول رہا' تو ایسے ناموں کو منسوب الیہ کی ترتیب سے ذکر کیا ہے' البتہ ابن فلان کو ابی فلان سے قبل ذکر کیا ہے مثلاً ابن ادرع کو ابن الاسقع سے قبل بیان کیا' اور یہ دونوں ابن ثعلبہ سے قبل ہیں' کیونکہ حروف تہجی کے اعتبار سے الف ث سے قبل ہے۔

آباء سے روایت کرنے والوں کو بھی ترتیب ہجائی سے ذکر کیا مثلاً ابراھیم عن ابیہ کو اسود عن ابیہ سے مقدم کیا۔

جو راوی دادا سے روایت کرے ان کو پوتوں کے نام کی ترتیب ہجائی سے ذکر کیا مثلاً جد الصلت کو جد طلحہ سے قبل ذکر کیا۔

جو عن خالہ سے روایت کرتے ہیں ان کو بھانجے کے نام کی ترتیب ہجائی سے ذکر کیا مثلاً خال البراء کو خال حارث سے مقدم کیا۔

جو عن عمہ روایت کرتے ہیں ان کو بھتیجے کے نام کی ترتیب ہجائی سے ذکر کیا مثلاً عم انس کو عم جبر سے قبل ذکر کیا۔

جو قبیلہ کی نسبت سے معروف ہیں ان کا نام معلوم نہیں ان کو قبائل کی نسبت سے بھی ترتیب ہجائی سے ذکر کیا مثلاً ازدی کو خثعمی سے قبل ذکر کیا۔(240)

اور کچھ مرویات عن رجل من الصحابہ سے وارد ہیں ان کو شاگرد کے نام کی ترتیب سے ذکر کیا

مثلا انس بن مالک عن رجل من الصحابه کو ثابت ابن السمط سے قبل ذکر کیا نیز تمام مذکورہ اسالیب میں صحابی کا نام معلوم ہو جانے پر اس کا ذکر مناسب مقام پر بھی کیا۔(241)

ترجمہ شدہ صحابی کے نام سے قبل مندرجہ ذیل رموز استعمال ہوئے ہیں جن کا اشارہ رموز شدہ کتاب کی طرف ہیں، کہ فلاں کتاب نے ان کا نام صحابہ میں ذکر کیا ہے'[د] سے مراد ابن منده ہے' [ع] سے مراد ابو نعیم الاصفھانی ہے'[ب] سے مراد ابن عبد البر ہے' مثلا اسید بن صفوان کے شروع میں اگر[ب' د 'ع] تینوں حروف لکھے ہیں تو مراد یہ ہے کہ اس صحابی کی تفصیل ابن عبد البر' ابن منده' ابو نعیم تینوں کتابوں میں موجود ہے[س] سے مراد ابو موسی الاصفھانی کی کتاب ہے۔(242)

جس صحابی کا ذکر سابقہ تینوں کتابوں میں ہو تو آخر میں اخرجه الثلاثه کا اضافہ فرماتے ہیں۔(243)

کتاب میں وارد احادیث کی سند معروف مولفین جن سے اکثر استفادہ کیا ایک ہی بار مقدمه میں ذکر کیا اور پھر ذکر جدید کے مقام پر مولف کا نام لے کر اس کی سند سے حدیث بیان کر دی مثلا ابن الاثیر کا فرمان ہے اخبرنا ابو یاسر باسناده الی عبد الله بن احمد بن حنبل اور کہا اخبرنا ابو الفرج یحی بن محمود بن سعد الأصفھانی باسناده عن مسلم بن حجاج ۔(244)

کتاب میں صاحب الترجمه صحابی کا نام نسب بیان کرتے ہوئے اس سے مروی حدیث بھی بیان کرتے جس سے اس کا صحابی ہونا قطعی ثابت ہوتا ہے۔(245)

متقدمین مولفین سے اگر سهوا یا وهما کوئی غلطی ہو' تو اس کی نشان دہی کرتے ہیں مثلا بریر بن عبد الله کے ترجمه میں لکھا کہ امام محمد بن اسماعیل البخاری نے بریر بن عبد الله کو تمیم داری کا بھائی بتایا ہے' یہ امام محمد بن اسماعیل البخاری کی ایسی غلطی ہے' جو کسی بھی علم الانساب کے عالم پر مخفی نہیں کیونکہ ابو هند تمیم داری کا بھائی نہیں بلکہ دونوں کا نسب

ذراع بن عربی پر جمع ہوتا ہے۔(246)

ابن الاثیر نے سابقہ چاروں کتب کا استدراک بھی کیا کہ جو صحابی ہے لیکن انہوں نے اس کا ذکر نہیں کیا تو اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ میں انہیں بھی شامل کیا' مثلا بحیر الأنماری کو امام ابن الاثیر نے صحابہ میں شامل کیا' جبکہ اس کا ذکر مذکوراہ چاروں کتب میں نہ ہے' البتہ ابن ماکولا نے اس کے صحابی ہونے کا ذکر کیا ہے۔(247)

اگر متقدمین نے کسی صحابی کے صحابی ہونے میں اختلاف کیا ہو تو اس کا بھی ذکر کیا' بلکہ اپنی رائے کا بھی اظہار کیا مثلا بشر بن عاصم نام کے دو افراد کا ذکر کیا ہے۔

۱ – بشر بن عاصم بن سفیان الثقفی امام محمد بن اسماعیل البخاری نے اسے صحابہ میں شمار نہیں کیا جبکہ دیگر مولفین نے اسے صحابہ میں شمار کیا ہے۔

۲ – بشر بن عاصم دوسرا شخص ہے جسے امام محمد بن اسماعیل البخاری نے مستقل نام سے ذکر کیا اور کہا یہ صحابی ہے۔(248)

اور بشر بن صحار کو عبدان بن محمد نے صحابہ میں شمار کیا ہے' صحابیت کی دلیل بشر کا یہ قول [رایت ملحفة النبی ﷺ مورسة و قال ادرکت مربط حمار النبی ﷺ و قال کنت ادخل بیوت البنی ﷺ فانال سقفها] اس پر نقد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں' اگر أثار النبی ﷺ اور ان کی باقیات کو دیکھنے سے صحابیت کا درجہ نصیب ہو تو' بہت سے لوگ اس درجہ عالیہ پر فائض ہو جائیں' اور بشر بن صحار تو تابعی بھی نہیں' بلکہ اتباع التابعین میں سے ہے' بدلیل ان کا شاگرد مسلم بن قتادۃ کے متعلق ثابت ہے کہ اس کی ملاقات کسی تابعی سے نہ ہے' صحابی سے ملاقات کیسے ممکن ہے۔(249)

وفات:

علم حدیث کا یہ آفتاب 25 شعبان 306 ہجری کو علم تاریخ وحدیث ورجال کا عظیم علمی ورثہ چھوڑ کر غروب ہوگیا' احمد ابن الجوهری کا بیان ہے کہ امام ابن الاثیر کی وفات 306 رمضان المبارک میں ہوئی' امام المنذری ابن خلقان ابو المظفر' ابن الساعی اور ابن ظاهری کا اتفاق ہے کہ امام ابو الحسن علی بن محمد ابن الاثیر کی وفات ماہ شعبان میں ہوئی البتہ تاریخ ودن کا تعین نہ ہوسکا۔(250)

الاصابة فی تمیز الصحابة لعلامة ابن حجر

تعارف مؤلف:

نام ونسب:

شهاب الدین ابو الفضل احمد بن محمد بن علی بن محمود بن احمد المعروف بابن حجر العسقلانی'الکنانی'الشافعی 'المصری 'القاهری۔(251)

ولادت:

باتفاق مصــادر و مراجع آپ کی ولادت سن 773 ماہ شعبان دریائے نیل کے ساحل پر واقع مکان میں ہوئی' آپ کے والد محترم نے آپ کی کنیت ابو الفضل رکھی' جبکہ آپ شهاب الدین کے لقب سے مشہور ہوئے۔(252)

تعلیم وتربیت:

آپ کی عمر ابھی چار [4] سال ہی تھی کہ آپ والد کے سایہ پدری سے محروم ہوگئے' اور بچپن میں ہی والدہ بھی اللہ کو پیاری ہوگیں' آپ کے محسـن ومربی شیخ زکی الدین ابو بکر الخروبی نے پانچ سال کی عمر میں آپ کو حفظ قرآن کے لئے مدرسہ میں داخل کروایا' آپ نے نو [9] سال کی عمر میں استاد قاری محمد بن عبد الرزاق السفطی سے قرآن پاک حفظ کرلیا۔(253)

گیارہ [11] سال کی عمر میں شیخ زکی الدین کے ساتھ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی' اور کچھ دیر حجاز مقدس میں رکنے کا موقع ملا' مقدس سرزمین سے واپسی پر مصر کو اپنا مسکن بنایا اور حصول علم کو اپنی زندگی کا مقصد بناتے ہوئے بہت جلد عـمدة الاحکام' مختصر ابن حاجب' الفیه العراقی' الفیه ابن مالک' التنبیه فی فروع الشافعی جیسی کتب از بر کرلیں۔(254)

آپ اپنے هم مکتب طالب علموں میں سب سے زیادہ ذهین و فطین اور ملکه حفظ میں

صاحب نصیب تھے' آپ نے صرف ایک دن میں سورۃ مریم یاد کرلی۔(255)

پھر آپ علم حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے طلب حدیث کے لئے مصر کے طول وعرض میں مختلف شہروں کا سفر کیا۔(256)

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی' کے مصداق اپنی علمی تشنگی بجھانے کے لئے یمن' حجاز' شام کی راہ لی' اور بہت جلد طلبہ کی صف سے نکل کر اساتذہ کی صف میں شامل ہوگئے' آپ کو درس و تدریس 'خطابہ وقضاۃ' افتاء وعظ پر مکمل عبور تھا' اس میدان میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا' آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے اسلام اور مسلمانوں کو خوب خوب مستفید کیا۔(257)

اساتذہ:

شاگرد کو نکھارنے سنوارنے میں اساتذہ کا بہت بڑا کردار ہوتا ہے' کیونکہ شاگرد استاذ کی صلاحیتوں کا مظہر ہوتا ہے' آپ کو علوم اسلامیہ کے لئے جن اساتذہ کرام سے فیض یاب ہونے کا موقع ملا' وہ اپنے فن کے امام تھے' یوں تو آپ کے اساتذۃ کی تعداد چھ سو[600] ہے' جنہیں خود امام حافظ ابن حجر العسقلانی نے اپنی تالیف ''المجمع المؤسس للمعجم المفهرس'' میں ذکر کیا ہے البتہ چند بہت ہی نابغة العصر' اپنے فن کے متبحر 'درج ذیل ہیں۔

1- استاد المحب بن هشام ' م 799 اس دور کے شیخ الحدیث تھے' علم حدیث میں ان کا ثانی نہ تھا۔

2-ابو اسحق ابراهیم بن احمد بن عبد الواحد التنوخی م800)اس دور میں یہ عالی السند تھے۔(258)

3-علوم عربیہ میں الغماری م 702

4-عمربن علی بن احمد الانصاری المعروف بابن الملقن م804

5-عمر بن رسلان بن نصیر بن صالح الکنانی البلقینی م805

6-الزین العراقی م706 مسلسل دس سال ان سے علم حدیث پڑھا

7-الھیثمی م807

8- المجد الشیرازی م817

9- محمد بن ابی بکر بن عبد العزیز ا بن جماعة م 819 بہت بڑے محدث و اصولی تھے۔ان کا فرمان ہے کہ مجھے پندرہ[15] علوم ایسے معلوم ہیں' جن کا نام تک آج کے علماء نہیں جانتے۔(259)

ثناء العلماء:

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حافظ ابن حجر العسقلانی اپنے عہد کے ممتاز اور ماھرین علم حدیث وعلم رجال تھے' اس کا اعتراف اس دور کے کبار محدثین بھی برملا کرتے تھے۔

حافظ عراقی کا بیان ہے' حافظ ابن حجر العسقلانی اپنے دور کے تمام علماء سے علم حدیث میں فوقیت رکھتے ہیں' ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ میرا خلیفہ ابن حجر اس کے بعد ابو زرعہ اور پھر الھیثمی ہے-(260)

حافظ تقی الدین محمد بن محمد نے آپ کی علمی صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا کہ حافظ ابن حجر العسقلانی اپنے ھم عصروں میں ہر فن میں ممتاز نظر آتے ہیں' خاصة علم حدیث ورجال میں ان کی تالیفات ان کے علم وفضل کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔(261)

امام جلال الدین سیوطی نے حافظ ابن حجر العسقلانی کی خدمات کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ مجھے آپ کے شاگرد ہونے کا اعزاز تو حاصل نہیں ہوا لیکن میں نے ان کی تالیفات سے بھرپور استفادہ کیا سچ تو یہ ہے کہ۔

ڈھونڈ کر لاؤں کہاں سے جو تجھ جیسا ہو
مائیں بچے جنتی ہیں ایسے خال خال۔(262)

تالیفات:

آپ کی تالیفات و قلمی کاوشیں آپ کے علمی رسوخ ' تبحر علمی ' ثبت و اتقان 'اور بے پناہ ورع و تقوی کا بین ثبوت ہیں' آپ کی ان قلمی ورثہ سے تعلیمات دین اسلام کو جو تطور و ارتقاء نصیب ہوا اور علوم و فنون میں جو رنگ بھرا گیا' تاریخ میں اس کی مثال مفقود ہے 'مجموعی طور پر آپ کی تالفات 150 سے زائد ہیں' جو آپ کی علمی صلاحیتوں کا مظہر ہیں' نیز آپ کی تالیفات سے معاصرین و متاخرین نے بھی بھرپور استفادہ کیا۔

آپ نے جن مختلف علوم وفنون پر تالیفات امت مسلمۃ کو ورثہ میں دیں کچھ اہم ترین مندرجہ ذیل ہیں۔

1- علوم القرآن :

ا- اسباب النزول

ب-الاتقان فی جمع احادیث فضائل القران

ج-ما وقع فی القرآن من غیر لغة العرب

2-اصول حدیث :

ا- نخبة الفکر فی مصطلح اهل الاثر

ب-نزهة النظرفی توضیح نخبة الفکر

ج-النکت علی مقدمه ابن صلاح

3- شروح الحدیث:

ا-فتح الباری شرح صحیح البخاری -شروحات صحیح بخاری میں کوئی کتاب ایسی ضخیم وعظیم مقبول ومشہور نہ ہے۔

4- طرق الحديث:

ا-تغليق التعليق (مخطوط)

ب-انتفاض الاعتراض[علامه بدر الدين العينى کے اعتراضات کے جوابات ہیں]

ج-الوقف على ما فى صحيح مسلم من الموقوف

د- القول المسدد فى الزب عن مسند احمد

5- تخريج الحديث:

ا- الاستدراک على الشيخ العراقى فى تخريج الاحياء

ب-تخريج احاديث منتعى السول

ج-تخريج احاديث اذكار نووى

د-التميز فى تخريج احاديث الوجيز

ہ-الدراية فى تخريج احاديث الهدايه

6- كتب الاطراف:

ا-اتحاف المهرة باطراف العشرة

ب-نكت الظروف على الأطراف للمزى)

7-كتب الزوائد:

ا-المطالب العاليه بزوائد المسانيد الثمانيه

8- كتب فقه الحديث:

ا-بلوغ المرام من جمع ادلة الاحكام

9-المعاجم:

ا- المعجم المفهرس

ب- تحرير اسانيد الكتب المشهورة والاجزاء المنثورة

ج–المعجم الموسس للمعجم المفهرس

10–کتب الرجال:

ا– لسان المیزان

ب–تهذيب التهذيب

ج– تقرب التهذيب

د– تعجيل المنفعة برجال الا ئمة الاربعة

ہ–الايثار بمعرفة رواة الاثار

و–نزهة الالباب فی الالقاب

آپ کی تالیفات کی مجموعی تعداد مختلف علوم و فنون میں دوصد بیاسی [282] کتابیں ہیں۔

(263)

الاصابه فی تمیز الصحابه

امام العصر شیخ الاسلام حافظ ابن حجر العسقلانی کی یہ کتاب سب سے پہلے ہندوستان کے شہر کلکتہ سے شائع ہوئی' بعدازاں 1328ھ میں مغرب اقصی کے حکمراں عبد الحفیظ بن سلطان کے اخرجات سے مصر 'القاهره سے شائع ہوئی' جس کے حاشیہ پر'' الاستیعاب فی معرفة الأصحاب ''کو بھی شائع کیا گیا اور بعدازاں تجارتی اشاعتی اداروں نے اس اشاعت کی کاپی متعدد بار شائع کی' 1939-1358 میں مصطفی محمد نے مصر 'مکتبة التجاری الکبری سے دوبارہ نئی ترتیب سے شائع کیا' اس اشاعت میں بھی' الاستیعاب فی معرفة الأصحاب ''کو شامل کیا گیا' لیکن حاشیه کی بجائے کتاب کے صفحه کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے' اوپر کے حصہ پر'' الاصابه فی تمییز الصحابة'' اور نچلے حصہ پر'' الاستیعاب فی معرفة الأصحاب'' ہے۔

1992ء میں معاصر محقق علی محمد البجاوی کی تحقیق سے الاصابه فی تمییز الصحابة' بیروت 'دار الجیل سے شائع ہوئی اور پھر 1995ء میں الشیخ عادل احمد عبد الموجود اور الشیخ علی محمد معوض کی تحقیق و تعلیق اور جامعة الازهر کے تین نامور اساتذة [پروفیسر ڈاکٹر محمد عبد المنعم البری -پروفیسر ڈاکٹر عبد الفتاح ابو سنه- پروفیسر ڈاکٹر جمعه طاهر النجار] کی بہت ہی مفید تقدیم و تقریظ سے بیروت 'دار الکتب العلمیه' سے شائع ہوئی۔

2001ء میں فاضل استاد محقق جناب صدقی جمیل العطار کی تحقیق سے بیروت 'دار الفکر سے شائع ہوئی' اس میں کل ذکر کردہ صحابہ کی تعداد بارہ ہزار دو صد اٹھانوے (12298) ہے' یہ تینوں محقق طبعات گوناں گوں تحقیقی خوبیوں سے مزین ہیں۔[اللہ محققین کی علمی کاوشوں کو شرف قبولیت سے نوازے آمین]

سبب تالیف:

حافظ ابن حجر العسقلانی کے سامنے سابقہ تمام مولفات صحابہ تھیں ان پر غور وخوض کرنے سے کئی ایک پہلو تشنہ محسوس ہوئے، بہت سے ایسے نام سامنے آئے جن کا اندراج سابقہ کتب نہ تھا، اور بہت سے نام غلط فہمی کی بنا پر صحابہ میں شمار ہوئے، تو ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہوئی کہ جس میں نہ ذکر کردہ ناموں کو شامل کیا جائے، اور غلطی سے درج کیے گئے ناموں کی نشان دہی کی جائے، یہی وجہ کتاب کی تصنیف کا سبب بنی۔(264)

اسلوب تالیف وخصوصیات:

کسی کتاب کی تالیف وتصنیف میں اسلوب تالیف کو خاصی اہمیت ہوتی ہے، انداز وتحریر وتصنیف خوبصورت ہو، تو بڑی سے بڑی کتاب سے مستفید ہونا آسان ہوتا ہے، اسلوب تالیف تین طرح کا ہوتا ہے۔

1-اسلوب علمی:

تصنیف کتاب میں جن کتب کا حوالہ دیا جائے وہ مصادر کا درجہ رکھتی ہوں۔

2-اسلوب خطابی:

کتاب کی تصنیف کا انداز اس طرح کا ہو کہ قاری کتاب اسے خطاب سمجھے اور ہر زمانے کے لوگ مستفید ہوسکیں۔

3-اسلوب ادبی:

موزوں ترین الفاظ نپے تلے جملے عام فہم استعمال کیئے جائیں، کہ کتاب پڑھنے یا سننے والوں کے کانوں میں رس گھولتے جائیں۔

صاحب کتاب نے ان تینوں قسم کے اسلوبوں کا خیال رکھا، اسی لئے زمانے بھر کے لوگ آج تک اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں۔

مولف کتاب نے کتاب کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

1-حصہ اول:

میں ان صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو جمع کیا ہے' جو اپنے نام سے معروف مشہور ہیں۔

2-حصہ دوم:

میں ان مبارک ہستیوں کا ذکر خیر ہے جو کنیت سے معروف ہوئیں۔

3-حصہ سوم:

ان قابل احترام صحابیات کا ذکر خیر موجود ہے جو نام سے مشہور تھیں۔

4-حصہ چہارم:

میں ان صحابیات کا ذکر ہے جو کنیت سے پہچانی گئیں۔

مزید امام حافظ ابن حجر العسقلانی نے اپنی کتاب کو حروف هیجائی کی ترتیب سے مرتب کیا ترتیب هیجائی میں صحابی کے نام کے ساتھ باپ دادا کی ترتیب هیجائی کا بھی لحاظ کیا گیا مثلا اوس بن خالد بن عبید کو اوس بن خالد قرط سے مقدم کیا ان دونوں کے بعد اوس بن خالدبن یزید کا ذکر کیا۔(265)

اسی طرح ان صحابہ کرام کو مقدم کیا گیا جن کی ولدیت معروف تھی بنسبت ان کے جن کی نسبت ولاء سے معروف تھے مثلا الاغر بن یسار کے بعد الاغر غیر منسوب کا ذکر کیا۔(266)

اسی طرح انس سے مذکور تمام نام بمع ولدیت ذکر کرنے کے بعد انس مولی النبی کا ذکر کیا اور اسکے بعد انس الجهنی کا ذکر کیا۔(267)

اسی طرح اوس نامی انچاس(49) صحابہ کا ذکر کرنے کے بعد اوس الانصاری کا ذکر کیا' پھر اوس الکلابی ,اوس المری مولی النبی کا ذکر ہے۔(268)

الاصابہ فی تمییز الصحابہ چونکہ سابقہ مؤلفات کا نہ صرف مجموعہ ہے' بلکہ ان پر ناقدانہ تحقیق و تدقیق بھی ہے' اس لیے حافظ ابن حجر العسقلانی نے الاصابہ فی تمییز

الصحابة میں حروف ہجائی کی ترتیب کے ساتھ ساتھ ہر حرف کی ترتیب کو چار حصوں میں تقسیم کیا' مثلاً حرف الف سے شروع ہونے والے ناموں کو اس طرح ترتیب دیا۔

اول:

ان صحابہ یا صحابیات کا ذکر کیا جن کا صحابہ یا صحابیات ہونا حدیث سے ثابت ہے چاہے سند کسی بھی درجہ کی ہو۔

دوم:

ان صحابہ یا صحابیات کو ذکر کیا جو عہد رسالت میں پیدا ہوئے اور وفات النبی ﷺ کے وقت سن بلوغت سے ان کی عمر کم تھی۔

سوم:

ان شخصیات کو جمع کیا گیا جن کی ولادت عہد رسالت سے قبل ہوئی وہ مسلمان عہد رسالت میں یا بعد میں ہوئے' لیکن ان کی ملاقات نبی کریم ﷺ سے نہیں ہوئی' باتفاق اصحاب الحدیث وہ صحابہ نہیں لیکن ان کو کتب صحابہ میں اکثر ذکر کیا گیا' ممکن ہے قریب الطبقه ہونے کی بناپر مؤلفین نے ذکر کیا ہو۔

چہارم:

ان حضرات کا ذکر جن کو سابقہ مولفین نے وھما یا سھوا صحابہ میں شمار کیا' جبکہ ان کا صحابی ہونا کسی طرح ثابت نہیں' یہ قسم بہت ہی اہم ہے' اس میں سابقہ مولفین پر ناقدانہ بحث اور اخطاء کی تصحیح ہے۔(269)

تصحیح شدہ اخطاء مندرجہ ذیل انواع و اقسام کی ہیں۔

1- نام میں تحریف وتصحیف مثلاً شدید مولی ابی بکر کو دیگر مؤلفین کی طرح امام شمس الدین الذہبی نے بھی سدید سین سے لکھا جبکہ ان کا نام شدید شین سے ہے' جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے[جاء مولی لابی بکر یقال له شدید]۔(270)

اور یہی الفاظ مسند امام احمد حنبل میں ہیں۔(271)

اور تاریخ طبری میں ہے[مولی لابی بکر یقال له شدید]۔(272)

اور السنه للخلال میں بھی شدید ہے۔(273)

حافظ ابن حجر العسقلانی نے اس کی تصحیح فرمائی۔(274)

اسی طرح سلیم غیر منسوب کو ابن فتحون نے صحابہ میں شمار کیا ہے اور دلیل میں حضرت انس کی روایت بیان کی ہے[صلیت انا و سلیم فی بیتنا خلف رسول الله ﷺ و صلت امی من ورائنا] جب کہ درست اور صحیح الفاظ یوں ہیں[صلیت انا ویتیم فی بیتنا خلف رسول الله ﷺ و صلت امی من ورائنا] لفظ یتیم تحریف سے سلیم بن گیا اور یوں ایک شخص غیر منسوب کا اضافہ ہوگیا (275)۔

اسی طرح عباد بن المطلب کو ابن مندة نے ابن اسحاق کی سند سے مهاجرین صحابه میں شمار کیا ہے' ابو نعیم نے اسے بہت بڑی غلطی قرار دیا اور کہا کہ عباد بن المطلب مہاجرین میں سے نہیں بلکہ مسطح بن اثاثة ہیں' اور غلط فہمی یوں ہوئی کہ مہاجرین کے نام یوں بیان کیے گئے تھے(عبیدة بن الحارث 'اور اس کے دونوں بھائی[طفیل 'حصین]اور مسطح بن اثاثة بن عباد بن المطلب اور سویط بن سعد) اثاثة بن عباد میں ذکر کردۃ [بن] [واو] سے بدل گیا' اور عبارت یوں ہوگئی [مسطح بن اثاثة و عباد بن المطلب] تو ایک ہی شخص دو شخصیات میں تبدیل ہوگیا' جب کہ حقیقت میں یہ ایک ہی شخص ہے' جیسا کہ صحیح ابن حبان میں ہے[مسطح بن اثاثة بن عباد بن المطلب] ابو بکر رضی الله عنه کا خالہ زاد بھائی ہے۔(276)

تعجب ہے امام شمس الدین الذهبی پر کہ انہوں نے بھی عباد کو مهاجر صحابه میں شمار کیا ہے۔ (277) اور ولدیت کا ذکر نہ کرکے مزید شبہ پیدا کردیا۔(278)

2-بعض اوقات روایات کی سند سے راوی کا نام یا کنیت کے حذف کردیے جانے سے وہم پیدا ہو جاتا ہے' اور ایک غیر صحابی صحابی بن جاتا ہے' جس کی امام ابن حجر نے نشان دہی کی

'مثلاسلیمان ابو عثمان کو علی بن سعید العسکری نے صحابہ میں شمار کیا ہے' جبکہ یہ صحابی نہیں ہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ عثمان ابو سلیمان کا بیٹا ہے' اور ابو سلیمان محمد بن جبیر بن مطعم کا بیٹا ہے' خود والد محمد بن جبیر صحابی نہیں تو بیٹا سلیمان کیسے صحابی ہو سکتا ہے' غلط فہمی یوں ہوئی کہ عثمان نافع بن جبیر عن ابیہ سے روایت بیان کرتا ہے' سند سے نافع بن جبیر ساقط ہو گیا' اور باقی عثمان عن ابیہ رہ گیا۔(279)

اسی طرح کسی نام کا سند میں غلطی سے اضافہ بھی غلط فہمی کا سبب بن جاتا ہے مثلا خالد بن سعید کو عبدان نے صحابہ میں شمار کیا ہے' اور سند بیان کی حدثنا یحی بن حکیم 'حدثنا مکی 'عن ھاشم بن ھاشم 'عن عامر 'عن خالد بن سعید :ان رسول الله ﷺ جب کہ مسند احمد کی سند میں خالد کا نام نہیں بلکہ سند یوں ہے عن عامر بن سعید عن ابیہ]۔(280)

3-مسند اور مرسل میں فرق نہ کرنا توہم کے اسباب میں سے ہے جسے امام ابن حجر العسقلانی نے دور کیا مثلاعامر بن لدن الاشعری 'ابن شاھین نے اسے صحابہ میں شمار کیا ہے جب کہ یہ اھل شام سے تابعی ہے' غلط فہمی کی وجہ یہ حدیث ہے' جس میں سند کا بیان یوں ہے عن عامر بن لدن الاشعری 'سمعت رسول اللهﷺ اور متصل سند جیسا کہ صحیح ابن خزیمہ میں ہے عن عامر عن ابی ھریرۃ'قال سمعت ۔(281)

4-اگر راوی کئی ایک نام یا کنیت سے معروف ہو' اور ترجمہ میں بعض وقت نام لیا جائے' اور بعض اوقات کنیت' تو پڑھنے والا اسے دو شخصیتیں سمجھے گا' جبکہ حقیقت میں وہ ایک ہی صحابی ہے' اس کی امام ابن حجر العسقلانی نے تصحیح فرمائی مثلاعامر بن مالک القشیری ان کی نسبت الکعبی بھی ہے 'ابو موسی نے ان کو دو شمار کیا ہے جو کہ وھم ہے۔(282)

5-کتب سابقہ میں کچھ ایسی شخصیات کا ذکر صحابہ میں کیا گیا جن کا قبل از بعثت انتقال ہو چکا تھا مثلا سیف بن ذی یزن ملک حمیر' ابن مندہ نے اسے صحابہ میں شمار کیا ہے جبکہ وہ قبل از بعثت انتقال کر گیا۔(283)

6-بعض اوقات ایک شخص دو ناموں سے معروف ہوا اور سابقہ کتب میں ایسے صحابی کو دو مختلف صحابہ سمجھا گیا' ایسے اشکالات کو بھی دور کیا ہے' مثلاً سلمة الهذلي اور سلمة المحبق 'ابو يعلى اور ابو نعيم الأصفهاني نے ان میں فرق کیا اور دو مختلف صحابہ شمار کیا' جبکہ یہ دونوں نام ایک ہی صحابی کے ہیں ابو موسی نے اس کی وضاحت کی ہے۔(284)

7-مبھم راوی کو اسماء میں ذکر دینا توھم پیدا کر رہا تھا' اس قسم کی خطاء کی بھی تصحیح فرمائی جیسا کہ حدیث یذید بن نمران میں ہے(رایت بتبوک رجلا مقعدا) جعفر المستغفری نے لفظ[مقعد] کو نام سمجھتے ہوئے اسماء میں ذکر کیا امام ابن حجر نے تردید کرتے ہوئے کہا اسے مبھمات میں شامل کیا جانا چاہیئے' اور فرمایا مقعدا تو رجلا کی صفت ہے۔(285)

8-بہت سے ایسے نام جو کتب سابقہ میں نہیں تھے' اور وہ صحابی تھے' لیکن سابقہ مولفین نے ان کا ذکر نہیں کیا امام ابن حجر نے انہیں ڈھونڈ نکالا' اور صحابہ کی فہرست میں شامل کیا امام ابن حجر نے ایسے ناموں کے لئے (ز) کا رموز استعمال کیا' یعنی یہ زاید نام ہیں' مثلاً سالم بن ثبيتة بن يعار ' سالم بن حمير العبدى 'سالم بن رافع الخزاعى' سالم بن عبد الله 'سالم بن عمير الواقفى 'سالم بن عوف بن مالك الاشجعى۔(286)

9- بعض اوقات حرف کی تبدیلی توھم کا سبب بنی مثلاً خبيب جد معاذ بن عبد الله (حرف خ) کے ساتھ کتب سابقہ میں تھا جبکہ اصل نام حبيب حرف ح کے ساتھ ہے۔(287)

ہم دعا لکھتے رہے وہ دغا پڑھتے رہے   فقط اک نقطے نے محرم سے مجرم بنا دیا

اس قسم کی بے شمار پیچیدہ غلطیاں تھیں جس سے سابقہ مولفین نے چشم پوشی اختیار کی لیکن امام حافظ ابن حجر العسقلانی نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے تصحیح فرمائی۔

تالیف کتاب میں چالیس[40] سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود تمام صحابہ کا احاطہ نامکمل ہی رہا۔ جیسا کہ قلمی نسخہ کی اس عبارت سے واضح ہوتا ہے' کتاب میں ایک باب مبھمات کا جابجا ذکر ہے' تاہم وہ باب کسی قلمی/مطبوع نسخہ میں موجود نہیں' یہی بات امام سخاوی نے بھی ذکر کی' کہ کتاب

باوجود سابقہ کتب کے جمع کرنے کے بھی نامکمل ہے، شائد اس کی وجہ کتاب کو جلد منظر عام پر لانے کی ہو اور حافظ ابن حجر نے باب مبهمات کو مکمل کیئے بغیر شائع کر دیا، کیونکہ کتاب میں یہ جا بجا موجود ہے، کہ اس کا ذکر مبهمات میں آئے گا، مثلاً زید الثقفی کی بابت لکھا ہے[یاتی فی المبهمات]۔(288)

اسی طرح شبیب آخر کے ترجمہ میں لکھا ہے[یاتی فی المبهمات]۔(289)

اور عبد اللہ بن مربع کے بابت فرمایا [یأتی فی المبهمات]۔(290)

مزید عبد اللہ بن مسعود الغفاری کے ترجمہ میں لکھا ہے[یاتی فی المبهمات و یاتی فی الکنی و یقال اسمه عروة]۔(291)

العلاء نامی شخص کے متعلق لکھا ہے ،و قیل علاقة: و قیل علاثة : قیل هو عم خارجه بن صلت قیل اسم عمه عبد الله بن حثیر، [یاتی فی المبهمات ان شاء الله تعالی]۔(292)

مکلبه بن ملکان الخوارزمی کے متعلق لکھا ہے شخص کذاب او لا وجود له، اور آخر میں تحریر ہے[وللمظفر ایضا خبر عن مکلبة ،یاتی فی المبهمات فی ترجمة ابن فلان ان شاء الله تعالی]۔(293)

ابو عبد یسوع ان کے بارے میں بھی وضاحت مبهمات میں ہوگی۔(294)

2-اسی طرح الاصابہ میں متعدد مقامات پر خالی------جگہ چھوڑی ہے شائد مولف مزید تدقیق و تحقیق کرنا چاہتے تھے، مثلاً سهیل بن ابی جندل کے ترجمة میں تحریر ہے[ینظر فی مسند الحارث بن معاویة و یحرر من النسب]۔(295)

ام سعید والدة سعید بن عمرو بن نفیل کے ترجمۃ میں ہے[قال یکتب من----
باب الکافور فی کتاب الجنائز للبیهقی فی السنن الکبری]۔(296)

وفات:

امام حافظ ابن حجر العسقلانی‘ماہ ذی القعدۃ میں خونی اسہال کے مریض ہو گئے‘ ہفتہ کی رات 28ذی القعدۃ 852ھ کو دار فانی سے دار بقاء چل دیے‘ آپ کی نماز جنازۃ رمیلۃ میں نماز ظہر سے قبل ادا کی گی‘ نماز جنازۃ میں حاکم وقت کے ہمراہ ایک جم غفیر نے شرکت کی‘ آپ کا جسد خاکی قرافۃ صغری لایا گیا‘ اورامام شافعی و امام مسلم السلمی کے مابین بنی الخروبی قبرستان میں یہ آفتاب علم وفضل سپرد خاک ہوا[اللھم اغفر لہ و ارفع درجتہ فی المھدیین]۔(297)

حوالہ جات

1=ابن منظور ' محمد بن مکرم 'لسان العرب 'بیروت دار الصاد' ص ٥٢٠ ج ١٠

2=السخاوی 'محمد بن عبد الرحمان ' فتح المغیث شرح ألفیة الحدیث '
المدینة المنورة 'المکتبة السلفیة ' ١٩٦٨ ثانیة /تحقیق'عبد الرحمن محمد
عثمان ' ص٨٦ ج٣

3=ابن الأثیر'ابو الحسن عزالدین علی بن مکرم 'اسد الغابة فی معرفة الصحابة, بیروت
'دار احیاء التراث العربی 'ص١٣ ج١

4=السخاوی ' فتح المغیث شرح ألفیة الحدیث ' محولا باله ص٩٢ ج٣

5=السخاوی ' فتح المغیث شرح ألفیة الحدیث ' محولا باله ص٩٢ ج٣

6=ابن الأثیر'اسد الغابة فی معرفة الصحابة' محولا باله ص ١٣ ج ١

7=الخطیب'محمد عجاج'السنة قبل التدوین'مصر'القاهراة' مکتبة وهبة ١٣٨٣-
١٩٦٣الاولی ص ٣٩١

8=ابن الصلاح' عثمان بن عبد الرحمن'مقدمة ابن الصلاح فی علوم الحدیث 'بیروت'دار
الکتب العلمیة١٣٩٨' ص ١٤٦

9=السیوطی 'جلال الدین عبد الرحمن 'تدریب الراوی فی شرح تقریب
النووی'بیروت' دار الکتب العلمیة'١٤٠٩-١٩٨٩ ثالثة /تحقیق عبد الوهاب
عبد اللطیف ص١١٢ ج٢

10=السخاوی ' فتح المغیث شرح ألفیة الحدیث ' محولا باله'ص٨٦ ج٣

11=السخاوی 'فتح المغیث شرح ألفیة الحدیث ' محولا باله ص ٨٦=٨٧ ج٣

12=السخاوی ' فتح المغیث شرح ألفیة الحدیث ' محولا باله ص ٨٦ ج٣

13=ابن الصلاح"مقدمة ابن الصلاح في علوم الحديث' محولا باله ص١١٨

14=ابن الأثير'اسد الغابة في معرفة الصحابة' محولا باله ص١٣ ج١

15=الخطيب' احمد بن علي البغدادي' الكفاية في علم الرواية 'بيروت' المكتبة العلمية'

ص ٥٠

16= القرآن الكريم =١٠:٥٧

17=مباركپوري'صفي الرحمان 'الرحيق المختوم' الكويت'جمعية احياء التراث

الاسلامي ١٩٩٨ الاولى ص ٤٣٣

18= القرآن الكريم =١١:٨٤

19= القرآن الكريم = ٣:٦٧

20= "كتاب الطبقات"' الرياض'دار الطيبة' ١٤٠٢ - ١٩٨٢' الثانية /تحقيق ڈاکٹر

اكرم ضياء العمري ص ٤٤

21="تاريخ واسط" بيروت'عالم الكتاب'١٤٠٦ /تحقيق كوركيس عواد

22= "كتاب الثقات " الهند'حيدرآباد الدكن'مجلس دائرة المعارف العثمانية

23= "تاريخ نيسا بور"طهران'مكتبة ابن سينا١٣٣٩ (بالفارسية)

24= "تقريب التهذيب" بيروت' دار المعرفة /تحقيق عبد الوهاب عبد اللطيف

25=الخطيب'محمد عجاج'السنة قبل التدوين'محولا باله ص ٣٩٢

26=السخاوي ' فتح المغيث شرح ألفية الحديث ' محولا باله ص ١٢١-١٢٢ ج ٣

27= القرآن الكريم =٢٩:٤٨

28=القرآن الكريم = ١٠٠:٩

29=القرآن الكريم = ٧٤:٨

30=القرآن الكريم =٥٩:٨-١٠

31= القرآن الكريم = ١٨:٤٨

32=ابن حجرأحمد بن على ' فتح الباري شرح صحيح البخاري' القاهره'
دار الريان للتراث ١٩٨٧ ثانية ص٥٦٦ ج٦

33= القشيرى'مسلم بن حجاج 'صحيح مسلم' القاهراة 'دار الحديث'
١٩٩١ -١٤١٢ الاولى/ تحقيق فواد عبد الباقى ص١٩٦١ ج٤

34=ابن حجر ' فتح البارى شرح صحيح البخاري' محولا باله ص٢١ ج٧

35=ابن حجر ' فتح البارى شرح صحيح البخاري' محولا باله ص٣ ج٧

36=المروزى'محمد بن نصر' السنة' بيروت'مؤسسة الكتب الثقافية ١٤٠٨
اولى /تحقيق سالم احمد السلفى ص ٤٩

37=الخطيب البغدادى' الكفاية فى علم الرواية 'محولا باله ص ٤٦

38=النووى'ابو زكريا يحى بن شرف الدين 'التقريب و التيسير لمعرفة سنن
البشير و النذير'المطبوع مع تدريب الراوى للسيوطى' بيروت' دار الكتب العلمية'
١٤٠٩-١٩٨٩ ثالثة/تحقيق عبد الوهاب عبد اللطيف ص٢١٤ ج٢

39= ابن كثير' اسماعيل بن شهاب الدين' الباعث الحثيث شرح اختصار
علوم الحديث'الكويت'جمعية احياء التراث الاسلامى'١٤٣٤ الثانية'/احمد محمد
شاكر ص ١٨١

40=ابو نعيم احمد بن عبد الله الأصفهانى" معرفة الصحابة" الرياض ' مكتبة الحرمين
١٩٨٨/ تحقيق الدكتور محمد راضى بن حاج عثمان ص٥٩ ج١

41=الكتانى'محمد بن جعفر ' الرسالة المستطرفةلبيان مشهور الكتب السنة
المشرفة' بيروت'دار البشائر الاسلامية'١٤٠٦-١٩٨٦ الرابعة ص٢١١

42=ابن كثير'اسماعيل بن عمر'جامع المسانيد' مخطوط'ص١٤٦ ج٦

43=الكتانى‘ الرسالة المستطرفة ‘ محولا باله ص٩٥

44=ابن خياط‘ خليفة كتاب الطبقات‘ الرياض‘دار الطيبة‘ ١٤٠٢ - ١٩٨٢‘ الثانية /تحقيق
ڈاکٹر اکرم ضياء العمرى ص ٤٤

45=ابن كثير‘جامع المسانيد‘ مخطوط‘ محولا باله ص٩١١ ج٢

46=ابن حجرالعسقلانى‘احمد بن على ‘الاصابة فى تمييز الصحابة‘بيروت‘ دار الفكر
‘٢٠٠١-١٤٢١ الاولى/تحقيق صدقى جميل العطار ص ٣ ج١

47=ابو نعيم الأصفهانى “معرفة الصحابة” محولا باله ص١٥٢ ج١

48=ابن حجرالعسقلانى‘الاصابة فى تمييز الصحابة‘ محولا باله ص ١٥٠ ج١

49=ابن نديم‘محمد بن اسحاق ‘الفهرست‘بيروت‘دار المعرفة ١٩٦٨ -
١٣٩٨ ص٢٨٦

50=السيوطى ‘جلال الدين ‘طبقات الحفاظ ‘بيروت‘ دار الكتب العلمية
١٤٠٣ اولى ص ٢٦١

51=ابن كثير‘جامع المسانيد‘ مخطوط‘محولا باله ص١٥٦ ج٢

52=ابو نعيم الأصفهانى “معرفة الصحابة” محولا باله ص ٢٨٨

53=السخاوى‘ محمد بن عبد الرحمن ‘الاعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ‘ بغداد‘مكتبة
المثنى ١٩٦٣ ص٩٥

54=ابن كثير‘جامع المسانيد‘ مخطوط‘محولا باله ص٤٤ ج١

55=ابن كثير‘جامع المسانيد‘ مخطوط‘محولا باله ص١٥٦ ج١

56=السخاوى‘ فتح المغيث شرح ألفية الحديث ‘ محولا باله ص٨٤ ج٣

57=ابن كثير‘جامع المسانيد‘ مخطوط‘محولا باله ص٤١ ج١

58=ابن كثير‘جامع المسانيد‘ مخطوط‘محولا باله ص٥٥ ج٣

59=ابن کثیر'جامع المسانید' مخطوط'محولا باله ص٨٦ ج١

60=ابن عبد البر' الاستيعاب في معرفة الأصحاب' محولا باله ص ٢٤ ج١

61=ابن کثیر'جامع المسانید' مخطوط'محولا باله ص٦٤ ج١

62=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٣ ج١

63=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٩٣ ج١

64=ابن عبد البر' الاستيعاب في معرفة الأصحاب' محولا باله ص٢٣ ج١

65=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٣ ج١

66=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٩٣ ج١

67=السیوطی 'طبقات الحفاظ ' محولا باله ص ٣٢٥

(☆)الکتانی' الرسالة المستطرفة ' محولا باله ص٥٥

68=ابن عبد البر' الاستيعاب في معرفة الأصحاب' محولا باله ص ٢٤ ج١

69=السخاوی ' فتح المغيث شرح ألفية الحديث ' محولا باله ص ٨٤ ج٣

70=ابن کثیر'جامع المسانید' مخطوط'محولا باله ص٢١٨ ج٢

71=السخاوی ' فتح المغيث شرح ألفية الحديث ' محولا باله ص ٨٥ ج٣

72=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٣ ج١

73=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٣ ج١

74= ابن حبان البستی' ابو حاتم محمد بن حبان"الصحابة'القاهرة 'مطبعة لجنة التأليف و الترجمة والنشر' ١٩٥٩ /تحقيق م٠ فلايشهمر 'كتاب مشاهير علماء الامصار" کے نام سے طبع کی گئی۔

75= ابو القاسم الطبرانی سليمان بن أحمد بن ايوب"المعجم الكبير" عراق ,موصل ,مكتبة العلوم والحكم /تحقيق حمدى بن عبد المجيد السلفى

76=الزرکلی،خیر الدین،الاعلام،بیروت،دار العلم للملایین،۱۹۸۹،الثامنة،
ص۱۰۲ج٤

77=ابن کثیر،جامع المسانید، مخطوط،محولا باله ص۹۲ج۱

78=الزرکلی،الاعلام،محولا باله ص۹۸ج٦

79=السخاوی، الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ، محولا باله ص ۹٥

80=سزکین، محمود،تاریخ التراث العربی،الریاض ،جامعة الامام محمد بن سعود الاسلامیة
،۱۹۸۳ /ترجمة حجازی ،محمود فهمی

81=الکتانی، الرسالة المستطرفة، محولا باله ص۱۲۷

82=ابو نعیم الأصفهانی "معرفة الصحابة" محولا باله ص۷۱ ج۱

83=ابو نعیم الأصفهانی "معرفة الصحابة" محولا باله ص ۷۲ ج۱

84=الکتانی، الرسالة المستطرفة، محولا باله ص۱۳٦

85=ابو نعیم الأصفهانی "معرفة الصحابة" محولا باله ص۷۹

86=السیوطی ،طبقات الحفاظ ، محولا باله ص٤۲٤

87=ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفة الأصحاب، کے متعدد مطبوعہ نسخہ جات

88=ابن حجرالعسقلانی،الاصابة فی تمییز الصحابة، محولا باله ص۳ج۱

89=الکتانی، الرسالة المستطرفة، محولا باله ص۱۰۲

90=ابن کثیر،جامع المسانید، مخطوط،محولا باله ص٦۲ج٦

91=ابن الأثیر،اسد الغابة فی معرفة الصحابة، محولا باله ص ۱۰ ج۱

92=السیوطی ،طبقات الحفاظ ، محولا باله ص٤۸۲

93= الزرکلی،الاعلام،محولا باله ص٦۷ج٤

94=ابن الأثیر ،اسد الغابة فی معرفة الصحابة، محولا باله

95=الکتانی' الرسالة المستطرفة' محولا باله ص١٥٢

96=الذهبی'محمد بن احمد 'تجرید اسماء الصحابة'بیروت'دار المعرفة '

97=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٣ ج١

98=یحی بن أبی بکر العمری الیمنی' الریاض المستطابة فی جملة من روی فی الصحیحین من الصحابة''

99=الکتانی' الرسالة المستطرفة' محولا باله ص٢٠٤ و مقدمة محقق تدریب الراوی ص١٦ ج١

100=الخطیب البغدادی'احمد بن علی 'تاریخ بغداد'بیروت'دار الکتب العلمیة'ص١١٢ ج١٠

101=الذهبی'محمد بن احمد 'سیر اعلام النبلاء'بیروت'مؤسسة الرسالة' ١٤١٣ التاسعة'/تحقیق شعیب الارناؤوط'ص٤٤١ ج١٤

102=الخطیب البغدادی'تاریخ بغداد'بیروت'محولا باله ص١١١ ج١٠

103=الذهبی'سیر اعلام النبلاء''محولا باله ص٤٤٣ ج١٤

104=الخطیب البغدادی'تاریخ بغداد'بیروت'محولا باله ص١١٢ ج١٠

105=الخطیب البغدادی'تاریخ بغداد'بیروت'محولا باله ص١١٢ ج١٠

106=البغوی 'ابو القاسم عبد الله بن محمد بن عبد العزیز' معجم الصحابة '
الکویت'مکتبة دار البیان ٢٠٠٠ - ١٤٢١ الاولی/تحقیق محمد الأمین بن محمد محمود احمد الجکنی ص٣٤٢ ج١'ص٢٨٨ -٢٩٩ -٣٥٢ - ٤٣٢ ج٢

107=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص ٣٤١-٣٤٢-٣٦٢ ج١وص١٠٥' ٣٥٧ ج٢

108=الخطیب البغدادی'تاریخ بغداد'بیروت'محولا باله ص١١١ ج١٠

109=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص ٣٦٢ ج١

110=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٣٢٢ ج١

111=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص ٣٧٨ ج١

112=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص١٢٦-٣٧٤-٣٧٥ ج١

113=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص١٧٥ ج١ و ص ٩٣ ج٢

114=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص ٤٠٥ ج١

115=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص ٣٠٣ ج١

116=الذهبی'سیر اعلام النبلاء''محولا باله ص٤٤٣ ج١٤

117=الذهبی'سیر اعلام النبلاء' محولا باله ص٤٥٣ ج١٤

118=الذهبی'سیر اعلام النبلاء' محولا باله ص٤٥٥ ج١٤

119=ابن عدی'عبد الله بن عدی'الکامل فی ضعفاء الرجال'بیروت'دار الفکر

'١٩٨٥-١٤٠٥ الثانية ص٢٦٧ ج٤

120=الخطیب البغدادی'تاریخ بغداد'بیروت'محولا باله ص١١٦ ج١٠

121=ابن الجعد'علی'مسند'بیروت'مؤسسة نادر'١٩٩٠-١٤١٠ الاولی

/تحقیق عامر احمد حید ر'ص١٨ ج١

122=ابن حجر ' فتح الباری شرح صحیح البخاری' محولا باله ص٤٤ ج٧

123=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٣٠٣-٣٦٩-٤١٨ ج١

124=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٢٣٩ ج١ و ص ١٨٨ ج٢ و ص٣٠٥

ج٣ و ص٣٥٢ ج٤

125=ابن حجر العسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص ١٧ ج١

126=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٢٤١ ج١

127=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٢٣٢-٥٥٢ ج١

128=ابن حجر 'فتح الباري شرح صحيح البخاري' محولا باله ص٥٩١ ج٨

ابن حجرالعسقلاني'الاصابة في تمييز الصحابة' محولا باله ص ٢٠-٣٤-
٣٧ -٥٧ ج٤

129=البغوی 'مقدمة معجم الصحابة' محولا باله ص٤٢ ج١

130=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٣-٢٠-٩٥-١٠٣ ج١

131=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٣٣٦-٢٢٧ ج١

132=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٣١٦ ج٤

133=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٢١١ ج١

134=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٤١٤ ج١

135=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٣٩٤ ج٤

136=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٥١٣ ج٣

137=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٣٦٥ ج٣

138=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص١٩٤ ج٤

139=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص١٥٨ ج٤

140=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٢٥٥ ج٤

141=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص١٥٤ ج٤

142=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٣١٨ ج١

143=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٣١٦ ج١

144=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص١٨٤ ج١

145=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٣٠٣ ج٢

146=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٥٠٦ ج٢

147=ابن حجر العسقلانی 'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص ٢٣٥ ج٢

148=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٣٧٦ ج٢

149=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٣٣٦ ج١

150=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٩١ ج١

151=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٤٤٧ ج١

152=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٤٧٨ ج١

153=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٣٣٣ ج١

154=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٣٩١ ج٣

155=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٦٦ ج٣

156=ابن الأثیر "اسد الغابة فی معرفة الصحابة' محولا باله ص٤٢٧ ج٢

157=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٤٤٦ ج٤

158=البغوی 'معجم الصحابة' محولا باله ص٧١١ ج٢

159=ابن حجر العسقلانی 'احمد بن علی 'تقریب التهذیب' بیروت 'دار المعرفة

'١٩٧٥-١٣٩٥ الثانیة 'ص ٢٩٨ ج١

160=الخطیب البغدادی 'تاریخ بغداد' بیروت 'محولا باله ص ٦١١ ج١٠

161=السیوطی 'طبقات الحفاظ' محولا باله ص٤٣١

162=العلوی 'مصطفی بن احمد و البکری 'محمد عبد الکبیر' مقدمة التمهیدلما فی

الموطاء من المعانی و الأسانید لابن عبد البر' المغرب ' وزارة الاوقاف و الشؤن

الاسلامیة ١٣٨٧ اولی ص ا

163=العلوی ' البکری ' مقدمة التمهید ص یب

164=العلوی ' البکری ' مقدمة التمهید ص یه

165=العلوی ' البکری ' مقدمة التمهید ص یز

166=العلوی ' البکری ' مقدمة التمهید ص یط

167=السیوطی 'طبقات الحفاظ ' محولا باله ص٤٣٢

168=السیوطی 'طبقات الحفاظ ' محولا باله ص٤٣٢

169=ابن عبد البر'ابو عمر یوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر القرطبی

' الاستیعاب فی معرفة الأصحاب' مصر'الفجالة' مكتبة نهضة مصر و مطبعتها

١٩٦٠ - ١٣٨٠/تحقیق علی محمد البجاوی ص١٩٧٢

170=ابن عبد البر' الاستیعاب فی معرفة الأصحاب' محولا باله ص١٩٦٥

171=ابن عبد البر' الاستیعاب فی معرفة الأصحاب' محولا باله ص ٢٠

172=ابن عبد البر' الاستیعاب فی معرفة الأصحاب' محولا باله ص ٢٠-١٣١

173=ابن عبد البر' الاستیعاب فی معرفة الأصحاب' محولا باله ص ٢١

174=ابن عبد البر' الاستیعاب فی معرفة الأصحاب' محولا باله ص٩٥

175=ابن عبد البر' الاستیعاب فی معرفة الأصحاب' محولا باله ص٢٦٤

176=ابن عبد البر' الاستیعاب فی معرفة الأصحاب' محولا باله ص١٧٧-٢٦٧

177=ابن عبد البر' الاستیعاب فی معرفة الأصحاب' محولا باله ص١٣١-١٩٤

178=ابن عبد البر' الاستیعاب فی معرفة الأصحاب' محولا باله ص٩٤ - ١٥٠ -

٢٣٠

179=ابن عبد البر' الاستیعاب فی معرفة الأصحاب' محولا باله ص١٩٣

180=ابن عبد البر' الاستیعاب فی معرفة الأصحاب' محولا باله ص٢٣

181=ابن عبد البر' الاستیعاب فی معرفة الأصحاب' محولا باله ص٢٤

182=ابن عبد البر' الاستيعاب في معرفة الأصحاب' محولا باله ص ٢٤

183=ابن عبد البر' الاستيعاب في معرفة الأصحاب' محولا باله ص ٢٤

184=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص١٧ ج١

185=ابن عبد البر' الاستيعاب في معرفة الأصحاب' محولا باله ص ١٩٧٥

186=الکتانی' الرسالة المستطرفة' محولا باله ص٢٠٥

187=الکتانی' الرسالة المستطرفة' محولا باله ص٢٠٥

188=ابن الأثیر' اسد الغابة فی معرفة الصحابة' محولا باله ص٣-٤ ج١

189=الذهبی'محمد بن احمد 'تجريد اسماء الصحابة'بیروت'دار المعرفة '
ص١ ج١

190=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص ١٠ ج٢

191=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٣٠٢ ج٣

192=ابن عبد البر' الاستيعاب في معرفة الأصحاب' محولا باله ص٢-١٩

193=ابن عبد البر' الاستيعاب في معرفة الأصحاب' محولا باله ص٥٤

194=ابن عبد البر' الاستيعاب في معرفة الأصحاب' محولا باله ص٦١-١٥٩٠

195=ابن عبد البر' الاستيعاب في معرفة الأصحاب' محولا باله ص١٥٩١-١٧٧٧

196=ابن عبد البر' الاستيعاب في معرفة الأصحاب' محولا باله ص١٧٧٨-١٩٣٤

197=ابن عبد البر' الاستيعاب في معرفة الأصحاب' محولا باله ص١٩٢٤-١٩٦٦

198=ابن عبد البر' الاستيعاب في معرفة الأصحاب' محولا باله ص١٩٦٦

199=ابن عبد البر' الاستيعاب في معرفة الأصحاب' محولا باله ص١٩٦٦

200=ابن الأثیر' اسد الغابة فی معرفة الصحابة' محولا باله ص١٥٣-١٩٧-١٩٩
-٢٤١-٣١٢-٣٦٣- ج١

201=ابن عبد البر' الاستيعاب في معرفة الأصحاب' محولا باله ص ١٣١

202=ابن عبد البر' الاستيعاب في معرفة الأصحاب' محولا باله ص ٢٩٠

203=ابن عبد البر' الاستيعاب في معرفة الأصحاب' محولا باله ص ٢٢٢

204=ابن عبد البر' الاستيعاب في معرفة الأصحاب' محولا باله ص ٢٣٠

205=ابن عبد البر' الاستيعاب في معرفة الأصحاب' محولا باله ص ١٧٦١

206=ابن عبد البر' الاستيعاب في معرفة الأصحاب' بيروت' دار الصادر' ص ١٣٥

207=ابن عبد البر' الاستيعاب في معرفة الأصحاب' دار الصادر' ص ٤١ - ٩٥

208=ابن عبد البر' الاستيعاب في معرفة الأصحاب' محولا باله ص ٥٤-٨٣

209=ابن عبد البر' الاستيعاب في معرفة الأصحاب' محولا باله ص ٨٠-٨٣

210=ابن عبد البر' الاستيعاب في معرفة الأصحاب' محولا باله ص ١٩٨

211=ابن عبد البر' الاستيعاب في معرفة الأصحاب' محولا باله ص ١٣١

212=الزركلى'خير الدين'الاعلام'بيروت'دار العلم للملايين'١٩٨٩ الثامنة'
ص ٢٤٠ ج٨

213=الذهبى'سير اعلام النبلاء' محولا باله ص ٣٥٥ ج ٢٢

214=ابن خلكان'احمد بن محمد 'وفيات الأعيان و انباء ابناء الزمان'القاهرة '
مطبعة السعادة'١٣٦٧ الاولى'ص ٣٥٠ ج٣

215=الحموى'ياقوت بن عبد الله 'معجم البلدان'بيروت'دار الفكر '
ص ١٣٨ ج ٢

216=الذهبى'سير اعلام النبلاء'محولا باله ص ٣٥٤ ج ٢٢

217=الذهبى'سير اعلام النبلاء'محولا باله ص ٣٥٥ ج ٢٢

(☆) الزركلى"الاعلام' محولا باله ص ٥٥ ج ٤

218=الرومی‘مصطفی بن عبد الله‘کشف الظنون عن آسامی الکتب و الفنون ‘بیروت‘دار المعرفة ۱۹۹۲-۱٤۱۳ص۸۲ ج۱

219=الذهبی‘سیر اعلام النبلاء‘ محولا باله ص۳۵۵ ج۲۲

220=الرومی‘کشف الظنون عن آسامی الکتب و الفنون‘ محولا باله ص۸۲ ج۱

221=ابن حجرالعسقلانی‘الاصابة فی تمییز الصحابة‘ محولا باله ص۱۸ ج۱

222=ابن الأثیر‘ اسد الغابة فی معرفة الصحابة‘ محولا باله ص۱۰۲ ج۱

223=ابن الأثیر‘ اسد الغابة فی معرفة الصحابة‘ محولا باله ص۲٤٦ ج۱

224=ابن الأثیر‘ اسد الغابة فی معرفة الصحابة‘ محولا باله ص۳۳۵ ج۱

225=ابن الأثیر‘ اسد الغابة فی معرفة الصحابة‘ محولا باله ص۳۳۹ ج۱

226=ابن الأثیر‘ اسد الغابة فی معرفة الصحابة‘ محولا باله ص٤ ج۱

227=ابن الأثیر‘ اسد الغابة فی معرفة الصحابة‘ محولا باله ص۸-۱۱ ج۱

228=ابن الأثیر‘ اسد الغابة فی معرفة الصحابة‘ محولا باله ص٤ ج۱

229=الکتانی‘ الرسالة المستطرفة‘ محولا باله ص۳۰٤

230=الذهبی‘‘تجرید اسماء الصحابة‘ بیروت‘دار المعرفة ‘

231=ابن حجرالعسقلانی‘الاصابة فی تمییز الصحابة‘ محولا باله ص۱۷ ج۱

232=ابن الأثیر‘ اسد الغابة فی معرفة الصحابة‘ محولا باله ص۳۵-۳۸ ج۱

233=ابن الأثیر‘ اسد الغابة فی معرفة الصحابة‘ محولا باله ص٤۰ ج۱

234=ابن الأثیر‘ اسد الغابة فی معرفة الصحابة‘ محولا باله ص۱۳۰-۱۳۱ ج۱

235=ابن الأثیر‘ اسد الغابة فی معرفة الصحابة‘ محولا باله ص۳۷ ج۱

236=ابن الأثیر‘ اسد الغابة فی معرفة الصحابة‘ محولا باله ص٤۱-۷۷-۱۰۷ ج۱

237=ابن الأثیر‘ اسد الغابة فی معرفة الصحابة‘ محولا باله ص۳۱۰ ج۱

238=ابن الأثیر' اسد الغابة فی معرفة الصحابة' محولا باله ص۲۱۹ ج۱

239=ابن الأثیر' اسد الغابة فی معرفة الصحابة' محولا باله ص۳۵۳-۳۵٤ ج۱

240=ابن الأثیر' اسد الغابة فی معرفة الصحابة' محولا باله ص۳۷ ج۱

241=ابن الأثیر' اسد الغابة فی معرفة الصحابة' محولا باله ص٦ ج۱

242=ابن الأثیر' اسد الغابة فی معرفة الصحابة' محولا باله ص۹۰ ج۱

243=ابن الأثیر' اسد الغابة فی معرفة الصحابة' محولا باله ص١٤٤ ج۱

244=ابن الأثیر' اسد الغابة فی معرفة الصحابة' محولا باله ص٦٧-١٠٤ ج۱

245=ابن الأثیر' اسد الغابة فی معرفة الصحابة' محولا باله ص١٠٦ ج۱

246=ابن الأثیر' اسد الغابة فی معرفة الصحابة' محولا باله ص١٧٧-١٧٨ ج۱

247=ابن الأثیر' اسد الغابة فی معرفة الصحابة' محولا باله ص١٦٧ ج۱

248=ابن الأثیر' اسد الغابة فی معرفة الصحابة' محولا باله ص١٨٧ ج۱

249=ابن الأثیر' اسد الغابة فی معرفة الصحابة' محولا باله ص١٨٦ ج۱

250=الذهبی'سیر اعلام النبلاء' محولا باله ص٣٥٦ ج٢٢

251=السخاوی'محمد بن عبد الرحمن 'الضوء اللامع لأهل القرن التاسع'

بیروت'منشورات دار مکتبة الحیاة'ص٣٦ ج٢

252=المرجع السابق

253=ابن حجر العسقلانی'احمد بن علی 'کتاب تهذیب التهذیب 'بیروت'دار

الفکر١٩٨٤-١٤٠٤'ص٢ ج١[مقدمة الناشر]

254=المرجع السابق

255=السیوطی 'طبقات الحفاظ ' محولا باله ص٥٤٨

256=ابو الفضل تقی الدین محمد بن محمد ابن محمد 'لحظ الالحاظ بذیل تذکرة

الحفاظ 'بیروت'دار احیاء التراث العربی 'ص۳۲٦

257=ابو الفضل تقی الدین' لحظ الالحاظ بذیل تذکرۃ الحفاظ ' محولا بالہ ص۳۲۷

258=ابن حجر العسقلانی'کتاب تھذیب التھذیب'ص ل ج۱[مقدمۃ الناشر]

259=ابن حجر العسقلانی'احمد بن علی 'النکت علی کتاب ابن الصلاح'

المملکۃ العربیۃ السعودیۃ 'المدینۃ المنورۃ ' الجامعۃ الاسلامیۃ '۱۹۸٤-۱٤۰٤

/تحقیق دکتور ربیع بن ھادی عمیر'ص ٤۰ ج۱

260=السیوطی 'طبقات الحفاظ ' محولا بالہ ص٥٤۷

261=ابو الفضل تقی الدین' لحظ الالحاظ بذیل تذکرۃ الحفاظ ' محولا بالہ ص ۳۲٦

262=السیوطی 'طبقات الحفاظ ' محولا بالہ ص٥٤۷

263=شاکر محمود'ابن حجر و دراسات مصنفاتہ' ص ۲۷۲-۲۸۷

264=ابن حجر العسقلانی'الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ' محولا بالہ ص۱۸ ج۱

265=ابن حجر العسقلانی'الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ' محولا بالہ ص۱۲۹ ج۱

266=ابن حجر العسقلانی'الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ' محولا بالہ ص۸۹ ج۱

267=ابن حجر العسقلانی'الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ' محولا بالہ ص ۱۱۰ - ۱۱٦ ج۱

268=ابن حجر العسقلانی'الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ' محولا بالہ ص ۱۲٤- ۱۳۷ ج۱

269=ابن حجر العسقلانی'الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ' مقدمۃ ص ۱۸-۱۹ ج۱

270=ابن ابی شیبہ 'المصنف' الریاض' مکتبۃ الرشد ۱٤۰۹ اولی /تحقیق کمال یوسف الحوت ص٤۳٤ ج۷

271=احمد حنبل 'المسند 'مصر 'مؤسسۃ قرطبہ 'ص۳۷ ج۱

272=ابن جریر الطبری' محمد تاریخ الطبری ' بیروت'دار الکتب العلمیه ١٤٠٧ اولی' ص ٣٥٣ ج٢

273=الخلال 'احمد بن محمد السنة 'الریاض دارالرایة ١٤١٠ اولی/تحقیق د/عطیة زهرانی ص٢٧٧ ج١

274=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص ٥٢٠ ج٢

275=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٤٦٨ ج٢

276= ابن حبان 'محمد 'صحیح ابن حبان ' بیروت 'مؤسسة الرسالة ١٩٩٣ ص١٦ ج ١٠

277=الذهبی'تجرید اسماء الصحابة' محولا باله ص٢٩٣ ج١

278=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٢٢٥ ج٤

279=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٤٦٧ ج٢

280=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٩٧ ج٢

281=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٢٢٣ ج٤

282=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٢٢٣ ج٤

283=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٤٧٥ ج٢

284=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص ٤٦٥- ٤٦٦ ج٢

285=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٣٠١ ج٥

286=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص ٢٨١- ٢٨٢-٢٨٣ ج٢

287=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٦٧ ج١

288=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٢٥٦ ج٢

289=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٤٧٩ ج٢

290=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٢٨٣ ج٣

291=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٢٨٩ ج٣

292=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٤٨٠ ج٣

293=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٣٠٤ ج٥

294=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص١٧٥ ج٦

295=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٤٤٨ ج٢

296=ابن حجرالعسقلانی'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٣٢٥ ج٧

297=ابو الفضل تقی الدین' لحظ الالحاظ بذیل تذکرة الحفاظ ' محولا باله ص٣٣٨

باب سوئم

ثقہ رواۃ پر مشتمل کتب

حدیث رسول اللہ ﷺ کے قبول ورد ہونے کا انحصار راویان حدیث پر ہے' ایسے رواۃ جن کی بیان کردہ آحادیث لازماً قبول ہوں گی وہ ثقات کہلاتے ہیں' جیسا کہ عقبہ بن عامر نے وقت وفات اپنی اولاد کو وصیت فرمائی کہ حدیث رسول اللہ ﷺ بجز ثقہ رواۃ کے قبول نہ کرنا۔(1)

سعید ابن المسیب کا فرمان ہے[انا لاناخذ الا عن ثقات](2) کہ ہم صرف ثقات کی بیان کردہ احادیث قبول کرتے ہیں۔

امام محمد ابن سیرین کا بیان ہے کہ قبل ازفتنہ راویان حدیث کے متعلق کوئی سوال نہ کرتا تھا یعنی سب ثقاۃ صاحب عدل تھے' البتہ بعدازفتنہ راویان حدیث کی بابت سوال کیا جاتا' اگر اھل السنہ سے ہوتا تو اس کی بیان کردہ حدیث لی جاتی اور اگر اھل بدعت سے ہوتا تو اس کی بیان کردہ حدیث رد کی جاتی ۔(3)

فتنہ سے مراد شہادت عثمان رضی اللہ عنہ ہے' جس کے بعد مسلم امۃ دو[2] واضح جماعتوں میں تقسیم ہوگئی' ایک جماعت کی قیادت حضرت علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ کررہے تھے اور دوسری کی قیادت حضرت عائشۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا وحضرت معاویۃ بن أبی سفیان رضی اللہ عنہ کررہے تھے' آخر کار جنگ جمل و صفین و حرۃ کے واقعات رونما ہوئے۔

اس باب میں

ثقات رواۃ کی تعریف۔

وہ امور جو کسی راوی کو درجہ ثقاھت پر فائز کرتے ہیں۔

ضبط اور اس کی انواع و اقسام۔

مراتب ثقات۔

اور آخر میں ثقۃ رواۃ پر لکھی جانے والی کتب کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

ثقہ راوی کی لغوی تعریف:

ثقة جمع ثقات کی ہے، جس کا معنی و مفہوم امانت دار اور قابل اعتبار ہونا ہوتا ہے، لفظ ثقة مصدر ہے اس میں مفرد، تثنیہ، جمع، مذکر، و مونث سب برابر ہیں یعنی عربی میں لفظ ثقة کا اطلاق مذکورہ تمام صورتوں میں ہوتا ہے مثلاً کہا جائے [هو ثقة، هی ثقة، هما ثقة، هم ثقة، هن ثقة]۔(4)

ثقه کا اطلاق ایسے فرد پر ہوگا جو قابل اعتماد و اعتبار ہوگا، جسے دیگر کے مقابلہ میں ترجیح ہوگی، اس کی بات کو صحیح اور درست مانا جائے، اسی سے ثقة رواة مراد ہیں یعنی وہ راویان حدیث جو قابل اعتماد ہوں ان کی بیان کردہ احادیث قابل حجت و برھان اور ان سے استباط احکام کیا جائے۔

ثقہ راوی کی اصطلاحی تعریف:

محدثین کی اصطلاح میں ثقة راوی کا اطلاق اس راوی حدیث پر ہوگا، جس کی بیان کردہ حدیث قابل حجت ہو، یعنی احکام میں دلیل مانا جائے، اور اس میں بیان کردہ حکم شرعی حکم ہوگا۔(5)

یعنی ثقة راوی میں عدل و ضبط کی صفات بیک وقت جمع ہوں، یعنی راوی صاحب عدل بھی ہو اور تام الضبط بھی، کیونکہ کسی راوی کی بیان کردہ حدیث کی قبولیت کے لئے یہ دونوں شرطیں بنیادی اور آساسی ہیں، اگر راوی عادل اور تام الضبط ہوگا تو اس کی بیان کردہ حدیث قابل قبول ہوگی وگرنہ مردود قرار پائے گی۔

عدل سے مراد کسی شخص میں ایسے جوہر کا پیدا ہونا جو فرد کو تقوی کا التزام اور جرائم سے اجتناب پر کاربند رکھے، اور نفس اس کی سچائی پر مطمئن ہو۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ حضور نے فرمایا تین اوصاف کا حامل صاحب عدل ہے۔

1 = جب کسی سے معاملہ کرے تو ظلم نہ کرے۔

2 = بات کرے تو جھوٹ نہ بولے۔

3 = وعدہ کرے تو خلاف ورزی نہ کرے۔(6)

امام عبد اللہ بن مبارک نے وصف عدالت کے لئے پانچ [5] امور کو لازمی قرار دیا ہے۔

1 = با جماعت نماز ادا کرے۔ 2 = شراب نوشی نہ کرے۔

3 = بدعقیدہ نہ ہو۔ 4 = دروغ گو نہ ہو۔

5 = فاتر العقل نہ ہو۔(7)

تام الضبط :

ضبط عربی زبان میں حزم و جزم کے لئے بولا جاتا ہے یعنی کسی چیز کا دوسرے سے ایسا چمٹ جانا کہ کسی حالت میں بھی جدا نہ ہو امام اللیث نے ضبط کی تعرف یوں کی [الضبط لزوم الشئی لایفارقه فی کل شئ، ضبط الشئی حفظه بالحزم]۔(8)

عرف و اصطلاح میں ضبط سے مراد گفتگو کو کمال توجہ و یکسوئی سے سننا اور کماحقه اس کے مفہوم کو سمجھنا اور اسے ازبر یاد کرنا، اور حافظه میں محفوظ رکھنا، اور جب کسی دوسرے کو سنانا چاہا تو بلا جھجک جیسا سنا اسے بیان کر دیا، عربی لغت میں حفظ بلیغ کے لئے لفظ ضبط کا استعمال ہوتا ہے۔(9)

امام علی بن محمد الجرجانی نے ضبط کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا [سماع الکلام کما یحق سماعه ثم فهم معناه الذی ارید به ثم حفظه ببذل مجهوده و الثبات علیه بمزاکرته الی حین ادائه الی غیره]۔(10) گفتگو کو کما حقه سماعت کرنا، اور اس کے مفہوم کو [جو متکلم کی مراد ہے] صحیح و درست سمجھنا، اور کمال جدو جهد سے اسے ازبر یاد کرنا، بار بار دہرا کر مذاکرۃ کرتے ہوئے اس کلام کو جیسا سنا تھا دوسرے تلک پہنچانا ضبط کہلاتا ہے۔

ضبط کی اقسام:

علم کو محفوظ رکھنے کے دو معروف و مروج طریقہ ہائے ہیں۔

ا= حفظ: یعنی کسی شخص میں سنی ہوئی بات کو یاد رکھنے کی اتنی صلاحیت ہو کہ کلام سنتے ہی از بر یاد ہو اور جب چاہے سنی ہوئی گفتگو کا بعینہ انہی الفاظ میں اس کا اعادہ کر سکے۔

ب= تحریر: [کتابت] گفتگو کو سماعت کرتے ہی بغیر کسی تحریری غلطی کے احاطۃ تحریر میں لایا جائے' کہا جاتا ہے [العلم صید و الکتابة قید] علم شکار ہے اور تحریر اسے قید کرنا ہے' امام زرقانی کا فرمان ہے [الاشیاء ینبغی أن تضبط بالکتابة لأنها أثبت من الضبط بالحفظ] (11) معاملات کو تحریر و کتابت سے محفوظ کرنا چاہیئے' کیونکہ تحریز بانی یاد سے زیادہ محفوظ وغیر متغیر ہے۔

امام حافظ ابن حجر العسقلانی کا فرمان ہے [ان الاشیاء المهمة ینبغی أن تضبط بالکتابة لأنها أثبت من الضبط بالحفظ] (☆) اهم معاملات کو تحریر ا محفوظ کرنا چاہیے کہ تحریر حفظ سے زیادہ محفوظ طریقہ ہے۔

مراتب الثقات:

کسی راوی کے ثقة و ضعیف ہونے کا انحصار اس راوی کے متعلق بیان کردہ وہ الفاظ ہیں جو محدثین و ائمة جرح و تعدیل نے بیان کیے ہیں' ان الفاظ کو مدنظر رکھتے ہوئے ثقات رواۃ کے سات (7) مراتب ہیں۔

1- کسی شخص کا صحابی ہونا۔(12)

2- کسی راوی کے متعلق محدثین و ائمہ نقد و جرح نے ثقاهت و عدالت پر دلالت کرنے والا لفظ صیغہ اسم تفضیل سے ذکر کیا ہو مثلاً [أوثق الناس ' أصدق الناس ' لا أحد أثبت منه] جیسا کہ امام محمد بن ادریس الشافعی نے امام عبد الرحمن بن مهدی کے متعلق فرمایا

[لاأعرف له نظيرا في الدنيا] مجھے دنیا میں ان کی مثال نہیں ملتی۔

اور حسان بن هشام نے محمد بن سيرين کے متعلق فرمایا [أصدق من أدركت من البشر](13) وہ تمام انسان [جن سے میری ملاقات ہوئی] ان سب سے زیادہ صادق محمد بن سيرين ہیں۔

3-کسی راوی کے متعلق محدثين و ائمةنقد و جرح نے ضبط و عدالت پر دلالت کرنے والا لفظ مکرر یعنی دوبارا استعمال کیا ہو مثلاً [ثقة ثقة ' ثقة ثبت 'ثبت حجة ' ثقة مأمون ' ثقة حافظ]۔ (14)

4 - کسی راوی کے متعلق محدثين و ائمةنقد و جرح نے ضبط و عدالت پر دلالت کرنے والا لفظ ایک دفعہ استعمال کیا ہو۔مثلاً [ثقة،متقن،ثبت،حجة، حافظ، ضابط]۔(15)

5- کسی راوی کے متعلق محدثين و ائمةنقد و جرح نے عدالت پر دلالت کرنے والا ایسا لفظ جس میں ضبط کی طرف اشارہ نہ ہو استعمال کیا ہو مثلاً [صدوق، محله الصدق' یا لا بأس به]۔

يحى بن معين اگر کسی راوی کے متعلق لا بأس به کہیں تو وہ راوی جملہ رواۃ کے طبقات میں سے تیسرے طبقہ کا شمار ہوگا۔(16)

6- کسی راوی کے متعلق محدثين و ائمة نقد و جرح کا ایسا لفظ استعمال کرنا جس کا اطلاق جرح و تعدیل میں سے کسی پر بھی نہ ہو مثلاً [فلان شيخ' روى عنه الناس 'شيخ وسط وغيره] (17)۔

7- کسی راوی کے متعلق محدثين و ائمة نقد و جرح کا ایسا لفظ استعمال کرنا جس کا اطلاق جرح کے قریب تر ہو مثلاً [صالح الحديث ، مقارب الحديث، يكتب حديثه'ما أعلم به بأس ' صدوق ان شاء الله وغيره] ۔ (18)

ثقات پر تالیفات کا تاریخی جائزہ:

علماء و محدثین نے علم الرجال کی اھمیت و افادیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی تالیفات میں رواۃ حدیث کے مختلف درجات کے پیش نظر مختلف اسالیب تالیف اپنائے اور مختلف انداز کی تحریر کردہ کتب رجال معرض وجود میں آئیں۔

راویان حدیث کی من حیث القبول و الرد تین اقسام ہیں۔

1-وہ راویان حدیث جن کی روایت کردہ احادیث لازماقبول ہوں انہیں ثقات کہا جاتا ہے یعنی یہ رواۃ عادل و تام الضبط ہیں۔

2- وہ راویان حدیث جن کی روایت کردہ احادیث ناقابل قبول ہوں انہیں ضعفاء کہا جاتا ہے یعنی ان میں عدل و ضبط ناپید ہے۔

3-وہ راویان حدیث جن کی روایت کردہ احادیث میں توقف ہو انہیں مختلف فیہ کہا جاتا ہے یعنی ان میں عدل و ضبط کی نہ تو وضاحت ہے اور نہ ہی ان پر جرح ثابت ہے یا ناقدین رجال کا ان کے متعلق اختلاف ہے ایک نے ثقہ اور دوسرے نے ضعیف کہا ہے۔

وہ مؤلفین و مصنفین جنہوں نے اپنی تالیفات میں صرف ثقات رواۃ کا ذکر کیا ان میں سے بعض مولفین نے صرف صحابہ رسول اللہ ﷺ کرام رضوان اللہ اجمعین کو اپنی کتاب کی زینت بنایا وہ کتب "معرفة الصحابه" کے نام سے موسوم ہوئیں جیسا کہ باب اول میں ان پر تحقیقی کام پیش کیا گیا ہے۔

جبکہ بعض مولفین نے صحابہ کے ساتھ ساتھ تابعین اور تبع تابعین کو بھی شامل کیا یہ کتب طبقات کے نام سے معروف ہوئیں اکثر مولفین نے درجہ توثیق کو مدنظر رکھتے ہوئے کتب الجرح والتعدیل تالیف فرمائیں یہ کتب تین انواع میں مرتب کی گیں۔

ا-وہ کتب رجال جن کے فاضل مؤلفین نے اپنی تالیف کردہ کتاب میں صرف ثقات رواۃ کو

جمع کیا۔

ب-وہ کتب رجال جن کے مؤلفین نے اُپنی تالیف میں صرف ضعفاء رواۃ کو جمع کیا۔

ج-وہ کتب جن کے مؤلفین نے اپنی تالیف میں ثقات و ضعفاء سب کو جمع کیا۔

اس باب میں ثقات رواۃ پر تیسری صدی ھجری سے لیکر دسویں صدی ھجری تک لکھی جانے والی مشہورترین کتب-جو آج بھی امت مسلمہ کے لئے مشعل راہ ہیں-کا زمنی ترتیب سے ذکر کرنے میں مندرجہ ذیل اسلوب اختیار کیا گیا ہے' پہلے مؤلف کی شہرت پھر ان کا نام بمع تاریخ وفات اور بعد میں کتاب کا نام۔

1- المدینی'ابو الحسن علی بن عبد الله (م ٢٣٤) نے ثقه راویوں کو یک جاہ کرنے پر سب سے پہلے قلم اُٹھائی' اوردس [10] اجزاء پر مشتمل کتاب [الثقات والمتثبتین] تالیف فرمائی۔ (19)

2=العجلی ' أبو الحسن احمد بن عبد الله بن صالح' (م ٢٦١)تاریخ الثقات (20) مطبوع ازبیروت'دار الکتب العلمیة ۔

3= النسائی' ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب(م ٣٠٣) تسمية فقهاء الأمصار من أصحاب رسول الله ﷺ و من بعد هم . (21) مطبوع ازحلب'دار الواعی ١٣٦٩ اولی/تحقیق محمود ابراهیم زاید۔

4= التمیمی'ابو العرب محمد بن احمد(م٣٣٣) کتاب الثقات(22)

5=ابو حاتم محمد بن أحمد بن حبان البستی (م ٣٥٤) کتاب الثقات (23) مطبوع از الهند 'حیدرآباد الدکن 'دائرة المعاف العثمانية۔

6=ابو حاتم محمد بن أحمد بن حبان البستی (م ٣٥٤) مشاهیر علماء الامصار(24) مطبوع ازبیروت'دار الکتب العلمیة ١٩٥٩ ۔

7= السکری'ابو حفص عمر بن بشران (م٣٦٧) الثقات(25)

8= ابن شاهین الواعظ'عمر بن احمد (م ٣٨٥) تاریخ اسماء الثقات (26) مطبوع از

بیروت'دار الکتب العلمیة ۔

9= الدارقطنی'ابو الحسن علی بن عمر بن احمد(م ۳۸۵) ذکر اسماء التابعین و من بعدهم(27) مطبوع از بیروت'مؤسسة الکتب الثقافیة ۱۹۸۵ اولی /بوران الضناوی۔

10= الحاکم ابو عبد الله'محمد بن عبد الله (م ٤٠٥) المدخل الی الصحیحین(28) مطبوع از بیروت'مؤسسة الرسالة ١٤٠٤ ۔

11= الاصبهانی 'ابو موسی محمد بن عمر (م ٥٨١) نزهة الحفاظ (29) مطبوع از بیروت'مؤسسة الکتب الثقافیة اولی١٤٠٦-١٩٨٦ /تحقیق عبد الراضی محمد عبد المحسن۔

12= ابن خلفون 'محمد بن اسماعیل بن محمد (م٦٣٦) الثقات ۔(30)

13= السروحی' ابو عبد الله الحافظ محمد بن علی بن ایبک(م ٧٤٤) الثقات۔ (31)

14= الذهبی ' ابو عبد الله محمد بن احمد(م ٧٤٨) تذکرة الحفاظ ۔(32) مطبوع از بیروت'دار احیاء التراث العربی١٣٧٤ ۔

15= الذهبی' ابو عبد الله محمد بن احمد'(م ٧٤٨)سیر اعلام النبلاء(33) مطبوع از بیروت'مؤسسة الرسالة ١٤١٣ /شعیب الارناؤوط۔

16= الذهبی' ابو عبد الله محمد بن احمد'(م ٧٤٨)ذکر اسماء من تکلم فیه و هو موثق (34) مطبوع از الاردن'الزرقاء'مکتبة المنار'الاولی١٤٠٦-١٩٨٦/تحقیق محمد شکور بن محمود الحاجی أمیر المیادینی۔

17= الذهبی' ابو عبد الله محمد بن احمد'(م٧٤٨) کتا ب المعین فی طبقات المحدثین(35) مطبوع از الاردن'دار الفرقان ١٩٨٤ /د'همام عبد الرحیم سعید۔

18= ابو المحاسن الدمشقی'محمد بن علی بن الحسن (م ٧٦٥)ذیل تذکرة

الحفاظ(36)مطبوع از بیروت'دار احیاء التراث العربی۔

19= ابن حجر العسقلانی' احمد بن علی(م ۸۵۲) فوائد الاحتفال فی احوال الرجال المذکورین فی البخاری زیادۃ علی تھذیب الکمال۔ (37)

20=ابن حجر العسقلانی' احمد بن علی(م ۸۵۲) کتاب الثقات ممن لیس فی التھذیب۔(38)

21= ابن قطلوبغا 'قاسم (م۸۷۹) الثقات ممن لم یقع فی الکتب الستۃ۔(39)

22= السیوطی 'جلال الدین عبد الرحمن (م ۹۱۱) طبقات الحفاظ (40)مطبوع از مصر'مکتبۃ وھبۃ۔

23=ابن الکیال' ابو البرکات محمد بن احمد بن محمد بن یوسف الذھبی '(م۹۲۹) الکواکب النیرات فی معرفۃ من اختلط من الرواۃ الثقات (☆)مطبوع از مصر'القاھراۃ'المطبعۃ السلفیۃ/تحقیق حمدی عبد المجید السلفی۔

منتخب تألیفات از کتب ثقات برائے تحقیقی مطالعہ:

تاریخ الثقات/معرفۃ الثقات

امام ابو الحسن العجلی کی کتاب (تاریخ الثقات) یہ علم الرجال کی ایک ایسی کتاب ہے، کہ جس میں ثقہ راویان حدیث کا تذکرہ ہے، کسی راوی حدیث کے بارے میں یہ پتہ چلانا کہ یہ ثقہ ہے یا غیر ثقہ بڑا مشکل فن ہے، یہ اس وقت سہل ہوا جب امام ابو الحسن العجلی اور ان جیسے دیگر محدثین عظام نے بڑی محنت اور جانفشانی کے ساتھ ایسی کتابیں تالیف کر دیں کہ ہمارے لئے کسی راوی کے ثقہ یا غیر ثقہ جاننے کے لئے کافی ہیں۔

کتاب کا تعارف:

کتاب کا نام تاریخ الثقات ہے امام ذھبی نے العجلی کی کتاب کا نام تاریخ الثقات ذکر کیا ہے۔(41)

حافظ ابن حجر العسقلانی نے امام ابو الحسن العجلی کی کتاب کا نام تاریخ الثقات بیان کیا ہے۔(42)

امام ابو الحسن العجلی نے کتاب معرفۃ الثقات کو طبقات کی ترتیب سے مرتب کیا، طبقات کی طرز پر مرتبہ کتب سے استفادہ بنسبت ھیجائی ترتیب کے مشکل ہوتا ہے۔

کیونکہ ھیجائی ترتیب سھل الاستفادہ ہوتی ہے، مؤلف رحمہ اللہ والا نسخہ ناپید ہے، امام نور الدین الھیثمی نے اس کتاب کو سھل الاستفادہ بنانے کے لئے کتاب کو از سر نو ترتیب ھیجائی پر مرتب کیا، اور دریافت شدہ نسخہ بھی امام نور الدین الھیثمی والا نسخہ ہے، البتہ اس پر امام حافظ ابن حجر العسقلانی کے اضافات سے کتاب مزید مفید ہوگی۔

1984 میں پہلی بار یہ کتاب ڈاکٹر عبد المعطی أمین قلعہ جی کی تخریج وتحقیق سے بیروت دار الکتب العلمیہ سے اس کی اشاعت ہوئی اور دوبارہ 1985 میں معرفۃ الثقات کے نام

سے عبد العلیم عبد الظیم البستوی کی تحقیق سے مدینہ منورہ 'مکتبہ الدار سے طبع ہوئی مذکورہ دونوں طبعات کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ پیش کیا جائے گا۔

مؤلف کا تعارف

نام ونسب:

ابو الحسن احمد بن عبد اللہ بن صالح بن مسلم العجلی الکوفی(43)

ولادت:

امام ابو الحسن احمد بن عبد اللہ العجلی 182 ہجری کوفہ 'عراق میں پیدا ہوئے۔ (44)

تعلیم وتربیت:

آپ کے والد عبد اللہ بن صالح کا کبار محدثین اور رجال بخاری وعظیم مفسرین میں شمار ہوتا ہے' صحیح بخاری میں ان کی بیان کردہ حدیث ہے' تفسیر احکام القرآن قرطبی میں ان کی بیان کردہ روایت موجود ہے۔(45)

معجم الاوسط میں بھی ان کی روایت کردہ حدیث موجود ہے۔(46)

مسند ابو عوانہ میں بھی ان کی بیان کردہ حدیث موجود ہے۔(47)

امام ابو الحسن احمد بن عبد اللہ العجلی نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم عبد اللہ بن صالح سے حاصل کی' کیونکہ وہ وقت کے محدث و امام مانے جاتے تھے' امام ابو الحسن العجلی کے بیان کے مطابق پندرہ[15] سال کی عمر میں علم حدیث کی تحصیل شروع کی' طلب علم کے لیے کوفہ سے باہر بصرہ' بغداد دیگر علمی شہروں کا سفر کیا' اسی طلب میں آپ امام ابو داود طیالسی کے ہاں تشریف لے گئے لیکن ملاقات سے قبل امام ابو داود طیالسی کی وفات

ہوگئی۔(48)

تیسری صدی کے آغاز میں فتنہ اعتزال اپنے عروج پر تھا'عامة الناس تو کیا اهل علم و حکمران تک اس کے داعی بن چکے تھے'علماء اهل السنة کے لئے شدید ابتلاء کا دور تھا' فتنة خلق قرآن کا دوردورہ تھا' جو قرآن کلام الله کو مخلوق نہیں مانتا اس پر غیر موحد کا فتوی لگایا جاتا اور شدید ابتلاء کا سامنا کرنا ہوتا''لوگوں سے جبرا قرآن کے مخلوق ہونا کا اعتراف لیا جاتا' چنانچہ امام احمد بن حنبل نے پرزور انداز میں اس فتنہ کا علمی رد کیا' اور اس راہ حق میں عظیم صعوبتوں کو برداشت کیا اور ثابت قدم رہے۔

امام ابو الحسن العجلی نے اس دور ابتلاء میں بغداد' عراق کو خیر باد کہا' آپ طرابلس تشریف لے گئے' اور وہاں اس فتنه[خلق قرآن] کا پرزور رد کیا آپ کا مشہور فتوی ہے [من قال القرآن مخلوق فهو كافر] (49) قرآن کو مخلوق ماننے والا کافر ہے۔

اساتذة:

شاگرد استاد کی محنت و کاوش کا مرهون منّت ہوتا ہے' شاگرد میں استاد کی صلاحیتیں نمایاں ہوتی ہے' اگر کسی کو اچھے لائق و فائق استاد میسر ہوں' اور شاگرد بھی محنتی ہو تو سونے پہ سہاگہ کی مثال دی جاسکتی ہے' ایسے چند ایک اساتذہ کرام کا ذکر جو امام ابو الحسن العجلی کو نصیب ہوئے 'جن سے بھرپور استفادہ کیا۔

1=شبابه بن سوار　　2=محمد بن جعفر

3=غندر　　4=,الحسن بن علي الجعفي

5=ابو داود الحفری　　6=سفیان ثوری

7=ابو عامر العقدی　　8 =محمد بن عبد الطنافسی

9 =يعلى بن عبيد الطنافسي

اور دیگر کبار ائمہ محدثین سے بھی فیض یاب ہوئے۔(50)

تلامذۃ:

استاد میری اس بات سے ضرور اتفاق کریں گے کہ پڑھانے کا مزہ اسی وقت آتا ہے جب شاگرد بھی پڑھنے والا ہو' تو امام ابو الحسن العجلی کو شاگرد بھی بڑے مختتی نصیب ہوئے یہاں ان خوش نصیب ہستیوں کا ذکر کرتے ہیں جنہوں نے امام ابو الحسن العجلی جیسے عظیم محدث زماں سے علم حاصل کیا 'ان کا فرزند ارجمند صالح 'سعید بن عثمان 'عثمان بن حیدر ' سعید بن اسحق 'محمد بن فطین دیگر طالب علم بھی آپ سے فیض یاب ہوئے۔(51)

ثناء العلماء:

یہ اس زمانے کی بڑی بات ہے کہ ھم زماں و مکان اور ھم درجہ صاحب علم ایک دوسرے کو قدر کی نگاہ سے نہ صرف دیکھتے تھے' بلکہ علمی مجلسوں میں برملا اظہار بھی کیا کرتے تھے' مثلاً امام مسلم بن حجاج القشیری امام محمد بن اسماعیل بخاری کے پاس تشریف لائے' تو پیشانی پر بوسہ دیا' امام محمد بن اسماعیل بخاری نے فرمایا (دعنی اقبل رجلیک) یعنی مجھے بھی موقع دیں' میں آپ کی قدم بوسی لوں' کاش آج کے علماء میں یہ رویہ پیدا ہو جائے۔[آمین]

ایسے ہی امام ابو الحسن العجلی کے ہم زمانہ محدثین اور آپ کے بعد کے ائمہ الحدیث و رجال نے آپ کی علمی خدمات کو سراہتے ہوئے خوبصورت الفاظ میں خرا ج عقیدت پیش کیا' آپ کو اھل مغرب نے بخاری مغرب کا لقب دیا۔(52)

یحی بن معین نے آپ کی علمی خدمات کی یوں تحسین فرمائی [ھو ثقة بن ثقة بن ثقة]۔ (53)

عباس بن محمد دوری نے کہا امام عجلی احمد بن حنبل اور یحی بن معین کے ہم پلہ ہیں۔(54)

تالیفات :

تاریخ الثقات کے علاوہ امام ابو الحسن العجلی کی کسی تالیف کا ذکر نہیں ملتا' امام شمس الدین الذہبی نے فرمایا امام ابو الحسن علم الجرح و التعدیل کے بلند مقام امام تھے' تاہم ان کی قلمی کاوش صرف تاریخ الثقات ہے' اگر کوئی اور تالیف ہوتی تو کہیں نہ کہیں اس کا ذکر ضرور ملتا۔

البتہ کچھ شواھد ایسے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابو الحسن العجلی نے ثقات کی طرح ضعفاء پر بھی کتاب مرتب کی ہے' جیسا کہ متاخرین نے ضعفاء کے متعلق العجلی کا قول نقل کیا ہے' مگر یہ رواۃ کتاب الثقات میں نہیں' مثلاً حافظ ابن حجر نے عیسی بن میمون کے ترجمہ میں لکھا ہے [وقال العجلی ضعیف الحدیث لیس بثقة] مطبوعہ نسخہ میں یہ راوی مفقود ہے۔(55)

اسی طرح مہدی بن ھلال کے ترجمہ میں تحریر کیا ہے [قال العجلی متروک الحدیث قدری] مطبوعہ نسخہ میں یہ راوی بھی مفقود ہے۔(56)

امام نور الدین الهیثمی نے کتاب کو چار [4] مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

حصہ اول:

اس حصہ میں صرف ثقات مرد حضرات کو جمع کیا' اور ان کی ترتیب یوں ہے۔

1- ان راویان حدیث کو جمع کیا جو اپنے نام سے معروف تھے ان کی ترتیب درج ذیل ہے۔

ا= حرف الف سے شروع ہونے والے ناموں میں ابتداء لفظ احمد سے کی' اس لئے کہ احمد اسم النبی ﷺ ہے لهذا تبرکا یہ نام مقدم کیا۔(57)

مثلاً کتاب کا آغاز احمد بن حمید سے کیا' جس میں گیارہ [11] نام ہیں' اور پھر ابان بن اسحق کا ذکر ہے' جبکہ ھیجائی ترتیب میں ابان' احمد سے مقدم ہوتا ہے۔

ب= حرف میم سے شروع ہونے والے ناموں میں ان راویان حدیث کو مقدم کیا جن کا نام محمد ہے مثلاً 'محمد بن ابراھیم کا ذکر صفحہ 400 نمبر 1432 ہے جبکہ مالک بن اسمعیل کا ذکر

417 اور نمبر 1519 ہے اور بعد میں تمام ناموں کو ھیجائی ترتیب سے ذکر کیا۔(58)

حصہ اول میں کل ذکر کردہ راویان حدیث کی تعداد بیروت سے شائع ہونے والی کتاب کے مطابق 1886 ہے، جبکہ مدینہ منورہ سے شائع ہونے والی کتاب کے مطابق 2069 ہے۔

ج- میں ان راویان حدیث کا ذکر ہے جو کنیت سے معروف ہیں، اس میں ابو الابیض سے لیکر ابو یونس تک ترتیب ھیجائی ہے۔(59)

اس میں کل ذکر کردہ راویان حدیث کی تعداد بیروت والے نسخہ کے مطابق 181 جبکہ مدینہ منورہ کے نسخے کے مطابق 221 ہے۔

د- میں ان راویان حدیث کا ذکر ہے جو اپنے باپ کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں مثلاً ابن فلاں، ابن فلاں اس میں ترتیب ھیجائی اختیار کی گئی اور کل راویان حدیث بیروتی نسخہ کے مطابق 14 جبکہ مدینہ منورہ کے نسخے کے مطابق 26 ہیں۔(60)

ھ- اس حصے میں باب الانساب ہے، یعنی ان راویان حدیث کا ذکر کیا جو نام و کنیت سے نہیں بلکہ نسب اور قبیلہ سے جانے پہچانے جاتے ہیں، اس میں بیروتی اشاعت کے مطابق تین [3] جبکہ مدینہ منورہ کے نسخہ کے مطابق صرف دو [2] راوی ہیں ۔

و- اس کے بعد ان راویان حدیث کا ذکر کیا جو کوفہ میں تشریف لائے، اس میں ابو الحسن العجلی کا بیان ہے کہ کوفہ/عراق میں تشریف لانے والے اصحاب رسول اللہ ﷺ کی تعداد ایک ہزار پانچ صد (1500) تھی اور قرقیسیا میں چھ صد (600) صحابہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔(61)

حصہ دوم:

اس حصہ میں ان ثقہ خواتین کا ذکر ہے، جنہیں حدیث رسول اللہ بیان کرنے کا شرف حاصل ہوا، ان کی ترتیب مندرجہ ذیل ہے۔

ا= ان علماء خواتین جو نام سے جانی پہچانی جاتی تھیں بیروتی نسخہ کے مطابق ان کی تعداد 26 ہے، جبکہ مدینہ منورہ کے نسخہ کے مطابق بھی 26 ہی ہیں۔(62)

ب= ان خوش نصیب خواتین کا ذکر ہے، جنہیں راویان حدیث ہونے کے ساتھ ساتھ امہات المؤمنین وزوجات رسول ﷺ ہونے کا شرف/اعزاز بھی حاصل ہے، آپ ﷺ نے 13 خواتین سے عقد نکاح کیا، ان میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، اس خاتون جنت کا کیا کہنا، جو اسلام لانے میں بھی سبقت لے گئیں اور جسے خالق ارض وسماء سلام بھیجے (سلام اللہ علیہا) اور جب آپ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ ﷺ کے نکاح میں نو (9) ازواج مطہرات /بیویاں تھیں، جن کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

1= عائشة بنت ابی بکر 2=حفصة بنت عمر بن خطاب

3=زینب بنت جحش 4=ام سلمی بنت ابی امیه

5= ام حبیبه بنت ابی سفیان 6=سوده بنت زمعة

7= میمونه بنت الحارث 8= صفیه بنت حیی

9=جویره (63)

ج= ان حدیث بیان کرنے والی خواتین کا ذکر ہے، جو کنیت سے معروف تھیں ان کی تعداد بیروتی نسخہ میں پانچ [5] اور مدینہ منورة والے نسخہ کے مطابق چھ [6] ہے۔

کل تعداد راویان حدیث کی بیروتی نسخہ کے مطابق 2116 جبکہ مدینہ منورہ کے نسخہ کے مطابق 2366 ہے، مدینہ منورہ سے شائع ہونے والا نسخہ میں 250 راویان حدیث زائد ہیں اور یہ نسخہ دو [2]

اجزاء میں دستیاب ہے۔(64)

مدینہ منورة والے نسخہ میں کچھ راویان کا اضافہ ہے مثلا احمد بن عبید بن طفیل کا ذکر بیروت والے نسخہ میں مفقود ہے' اور اسی طرح اسامہ بن أخزم کا نام بھی مفقود ہے' اور مدینہ منورة والے نسخہ میں موجود ہے۔(65)

کتاب متاخرین کا مرجع:

کسی کتاب کی اھمیت' افادیت و بلند درجہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے' کہ بعد میں آنے والے محققین و مؤلفین اسے مرجع کی حیثیت سے ذکر کریں' سو اس کتاب (تاریخ الثقات) کو یہ مقام حاصل ہے' کہ بعد میں آنے مصنفین اپنی کتابیں تالیف کرتے ہوئے جابجا تاریخ الثقات کا حوالہ دیتے ہیں' ملاحظہ ہو چند ایک مثالیں۔

1- امام عمرو بن ابی العاصم [المتوفی 287] نے اپنی تالیف 'کتاب السنة' میں [مضارب بن حزن] کے ترجمہ میں فرمایا [وثقه العجلی] یعنی امام ابو الحسن العجلی نے اسے ثقہ کہا ہے' لہذا صاحب کتاب نے امام ابو الحسن العجلی پر اعتماد کرتے ہوئے [مضارب بن حزن] کو ثقہ راویوں میں شمار کیا۔(66)

امام ابو الحسن العجلی نے اسے کتاب الثقات ص 442' نمبر 1643 پر ذکر کیا ہے۔

2-القیسرانی 'محمد بن طاھر [المتوفی 507] نے اپنی تالیف "تذکرة الحفاظ" میں [ابو رافع الصائغ نفیع المدنی] کے ترجمہ میں فرمایا [وثقه العجلی] یعنی امام ابو الحسن العجلی نے اسے ثقہ کہا ہے' لہذا صاحب کتاب نے امام ابو الحسن العجلی پر اعتماد کرتے ہوئے مذکورہ راوی کو ثقہ راویوں میں شمار کیا۔(67)

امام ابو الحسن العجلی نے اسے کتاب معرفة الثقات ص 346' نمبر 1186 پر ذکر کیا ہے۔

3-المنذری 'عبد العظیم بن عبد القوی [المتوفی 656] نے اپنی تالیف 'الترغیب و الترھیب ''میں [منھال بن عمرو] کے ترجمہ میں فرمایا [وثقہ العجلی] یعنی امام ابو الحسن العجلی نے اسے ثقہ کہا ہے' لہذا صاحب کتاب نے امام ابو الحسن العجلی پر اعتماد کرتے ہوئے مذکورہ راوی کو ثقہ راویوں میں شمار کیا۔(68)

امام ابو الحسن العجلی نے اسے کتاب الثقات ص 442 'نمبر 1643 پر ذکر کیا ہے۔

4-الذھبی 'محمد بن احمد [المتوفی 748] نے اپنی تالیف 'سیر اعلام النبلاء' میں صراحت فرمائی کہ میں نے امام ابو الحسن العجلی کی کتاب علم الجرح و التعدیل نہایت مفید پائی' جو کہ مؤلف رحمہ اللہ کی تبحر علمی اور وسعت حفظ کی بین دلیل ہے۔(69)

امام شمس الدین الذھبی نے نہ صرف امام ابو الحسن العجلی کی کتاب الثقات سے استفادۃ کیا' بلکہ مؤلف کی اغلاط کی درستگی بھی فرمائی مثلاً [حکیم بن عجیبۃ] کتاب الثقات میں [حکیم بن عجینۃ] یعنی آخر میں [ۃ] سے قبل [ن] ہے۔(70)

اور درست [حکیم بن عجیبۃ] یعنی آخر میں [ۃ] سے قبل [ب] ہے نہ کہ [ن]۔

اور اس راوی کے متعلق امام احمد العجلی کی رائے بیان کی فرمایا [قال احمد العجلی -فی تاریخہ: ضعیف غال فی التشیع]۔(71) یہ ضعیف غالی شیعہ ہے۔

امام ابو الحسن العجلی نے اسے کتاب الثقات ص 129 نمبر 323 پر ذکر کیا ہے' یہ غالی شیعہ تھا۔

5-ابن رجب الحنبلی 'عبد الرحمن بن احمد [المتوفی 750] نے اپنی تالیف 'جامع العلوم و الحکم 'میں [نعیم بن حماد المروزی] کے متعلق فرمایا [وثقہ العجلی] یعنی امام ابو الحسن العجلی نے اسے ثقہ کہا ہے۔(72)

امام ابو الحسن العجلی نے اسے کتاب الثقات ص 451 نمبر 1695 پر ذکر کیا ہے۔

6-امام ابو بکر الهیثمی [المتوفی 802] نے اپنی تالیف 'مجمع الزوائد' میں [بکر بن یونس] کے متعلق فرمایا [وثقه العجلی] یعنی امام ابو الحسن العجلی نے اسے ثقہ کہا ہے۔(73)

امام ابو الحسن العجلی نے اسے کتاب الثقات ص85 'نمبر 166 پر ذکر کیا ہے۔

7-امام الکنانی احمد بن ابی بکر [المتوفی 840] نے اپنی تالیف 'مصباح الزجاجة' میں [سهل بن معاذ] کے متعلق فرمایا [وثقه العجلی] یعنی امام ابو الحسن العجلی نے اسے ثقہ کہا ہے۔(74)

امام ابو الحسن العجلی نے اسے کتاب الثقات ص209 'نمبر 634 پر ذکر کیا ہے۔

8- حافظ ابن حجر العسقلانی '[المتوفی 852] نے اپنی تالیف 'فتح الباری شرح صحیح البخاری 'میں [عبد الله بن مثنی] کے متعلق فرمایا [وثقه العجلی] یعنی امام ابو الحسن العجلی نے اسے ثقہ کہا ہے۔(75)

امام ابو الحسن العجلی نے اسے کتاب الثقات 276 'نمبر 877 پر ذکر کیا ہے۔

9-السیوطی' عبد الرحمن بن ابی بکر [المتوفی 911] نے اپنی تالیف 'طبقات الحفاظ' میں [محمد بن سیرین] کے ترجمہ میں فرمایا [قال العجلی من اروی الناس عن شریع] ۔(76) امام ابو الحسن العجلی نے محمد بن سیرین کے متعلق فرمایا کہ امام شریع سے سب سے زیادۃ رویت کرنے والا راوی ہے۔

امام ابو الحسن العجلی نے اسے کتاب الثقات ص405 'نمبر 1464 پر ذکر کیا ہے۔

10-الزرقانی 'محمد بن عبد الباقی [المتوفی 1122] نے اپنی تالیف 'شرح الزرقانی 'میں [فاطمة بنت المنذر] کے متعلق فرمایا [وثقها العجلی] یعنی امام ابو الحسن العجلی نے اسے ثقہ کہا ہے۔(77)

امام ابو الحسن العجلی نے اسے کتاب الثقات ص523 'نمبر 2109 پر ذکر کیا ہے۔

11- مبارکفوری ' محمد عبد الرحمن [المتوفی 1353] نے اپنی تالیف 'تحفة الأحوزی شرح سنن الترمذی ' میں [عبد الرحمن بن غنم الاشعری] کے متعلق فرمایا [وثقه العجلی] یعنی امام ابو الحسن العجلی نے اسے ثقہ کہا ہے۔ (78)

امام ابو الحسن العجلی نے اسے کتاب الثقات ص 297 'نمبر 974 پر ذکر کیا ہے۔

12 -عظیم آبادی 'محمد شمس الحق نے اپنی تالیف 'عون المعبود شرح سنن أبی داؤد ' میں [حمید بن عبد الرحمن الحمیری] کے متعلق فرمایا [وثقه العجلی] یعنی امام ابو الحسن العجلی نے اسے ثقہ کہا ہے۔ (79)

امام ابو الحسن العجلی نے اسے کتاب الثقات ص 134 'نمبر 340 پر ذکر کیا ہے۔

کتاب میں وارد درجات توثیق:

امام ابو الحسن العجلی نے اسے کتاب الثقات میں مندرجہ ذیل الفاظ برائے توثیق بیان کیے ہیں۔

1 =توثیق کا لفظ مکرر یعنی دو بار ہو مثلاً ثقة ثبت مثلاً [جامع بن راشد الکاهلی] کے متعلق کہا ثقة' ثبت' صالح۔ (80)

حماد بن زید کے متعلق کہا ثقة' ثبت فی الحدیث ۔ (81)

2 = توثیق کا لفظ ایک بار ہو مثلاً ثقة اور یہ اکثر مقامات پر ہے۔

3 =یکتب حدیثه وهو ضعیف مثلاً [حفص بن عمر الصنعانی] کے متعلق یہ لفظ کہا۔ (82)

4 =یکتب حدیثه ولیس بالقوی مثلاً [ایوب بن عتبه] کے متعلق یہ لفظ کہا۔ (83)

5 = ثقة حسن الحدیث مثلاً [حماد بن زید] کے متعلق یہ لفظ کہا۔ (84)

6 =جائز الحدیث مثلاً [حجاج بن ارطاة النخعی] کے متعلق یہ لفظ کہا۔ (85)

7 =لابأس به مثلاً [خالد بن ابی کریمه] کے متعلق یہ لفظ کہا۔ (86)

8=معروف الحدیث مثلاً [حجاج بن نصیر الفساطیطی] کے متعلق یہ لفظ کہا۔(87)

ممیّزات کتاب:

ہر مؤلف کی کوشش ہوتی ہے کہ اس کی تصنیف شدہ کتاب میں کسی قسم کا نقص یا کمی نہ ہو، صاحب کتاب اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لاتا ہے، لیکن بتقاضائے بشریت کہیں کہیں کوئی کمی رہ جاتی ہے، جو تنقیدی نگاہ سے دیکھنے والوں کو نظر آتی ہیں، تاریخ الثقات بھی اپنے موضوع میں سند کا درجہ رکھتی ہے، اور متاخرین کی ایک معتد بہ تعداد اپنی تالیفات میں اس کا حوالہ اور اس کتاب سے اقتباس نقل کرتی ہے۔

کتاب کی چند ممیزات و خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

1=اکثر راواۃ کی ثقاہت بیان کرتے ہوئے ان کی نسبت بیان کردی گئی ہے۔

مثلاً سفیان بن عبداللہ الثقفی حجازی ثقة،

سفیان بن عقبہ السواتی کوفی ثقة،

سفیان بن عمر الخولانی شامی تابعی ثقة،

اور سفیان بن عوف القاری من القارة مصری تابعی ثقة۔(88)

2=عموماً کتاب میں ذکر کردہ رواۃ کی نسبت و ثقاہت بیان کرتے ہوئے اگر راوی صحابی ہو تو اس کی وضاحت بیان کردی، مثلاً [سوید بن مقرن المزنی] کے متعلق بیان کیا یہ اصحاب رسول سے ہے۔(89)

اگر راوی کبار تابعین سے ہو تو اس کی وضاحت بیان کردی، مثلاً [سلمان بن ربیعة الباهلی] کے متعلق لکھا ہے یہ کبار تابعین سے ہے۔(90)

اگر راوی تابعین سے ہو تو اس کی وضاحت بیان کردی مثلاً [عمر بن الحکم بن ثوبان] کے متعلق لکھا ہے، تابعی ثقة۔(91)

3 = اگر تابعی کسی معروف صحابی کا شاگرد ہو تو اس کی وضاحت کردی مثلا [شتیر بن شکل بن حمید العبسی] کے ترجمة میں لکھا ہے [من اصحاب عبد الله] کہ یہ عبد الله بن مسعود کا شاگرد ہے۔(92)

حافظ ابن حجر العسقلانی نے صراحت کی ہے کہ یہ عبد الله بن مسعود سے روایت بیان کرتا ہے۔(93)

یحی بن سعید الانصاری کے ترجمة میں لکھا ہے یہ انس بن مالک کے شاگرد ہیں۔ (94)

4 = اسی طرح اگر کوئی راوی کسی معروف محدث کا استاد ہو تو اس کی وضاحت فرمادی مثلا [عیاش العامری] کے ترجمہ میں لکھا ہے یہ امام سفیان ثوری کا استاد/شیخ ہے۔(95)

هزیل بن شر حبیل کے ترجمة میں ہے یہ امام زهری کے استاد ہیں۔(96)

ابو عمار شداد بن عبد الله کے ترجمہ میں ہے یہ امام اوزاعی اور امام عوف کے استاد ہیں۔(97)

5 = کسی راوی سے کوئی اهم واقعه منسوب ہو اس کا ذکر کرتے ہیں مثلا [شبث بن ربعی] کے ترجمه میں لکھا ہے کہ یہ بنو تمیم سے ہے' حضرت عثمان بن عفان رضی الله عنه کے قتل میں پیش پیش تھا' پھر خارجی / شیعه ہو گیا اور حضرت حسین بن علی کے قتل میں معاون تھا' لیکن اس کی ثقاهت کے متعلق سکوت اختیار کیا۔(98)

ابن حبان نے [شبث بن ربعی] کو ثقه رواة میں شمار کیا ہے۔(99)

ربعی بن حراش کے ترجمه میں درج ہے' کہ انھوں نے کبھی معمولی بھی جھوٹ نہیں بولا ' حجاج بن یوسف کے دور حکومت میں ان کے دونوں لڑکوں نے حجاج کے خلاف سول نافرمانی شروع کردی' حجاج نے ان لڑکوں کو تلاش کیا' مگر لڑکے مل نہیں رہے تھے' تو کسی نے کہا ان کے والد [ربعی] سے پوچھو' وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا' چنانچہ حجاج نے ربعی سے ان کے لڑکوں کے متعلق پوچھا' تو فرمایا دونوں

گھر میں ہیں،اس پر حجاج نے کہا تمھارے سچ بولنے پر میں نے ان دونوں کو معاف کردیا ہے۔(100)

6= اگر کوئی راوی اھل السنۃ کے خلاف عقیدۃ رکھتا ہو' تو اس کی وضاحت فرمادی مثلاً [قیس بن مسلم] کے ترجمہ میں ہے یہ سفیان ثوری اور شعبہ بن حجاج کا استاد ہے' مگر مرجئہ کی طرف اس کا میلان تھا۔(101)

یحی بن الجزار کے متعلق فرمایا یہ شیعہ تھا۔(102)

یحی بن سلمہ بن کھیل کے متعلق لکھا یہ غالی شیعہ تھا۔(103)

الحسن بن محمد بن علی بن أبی طالب کے ترجمہ میں وضاحت کی یہ مرجئہ کا بانی ہے۔(104)

7= ہم عصر دوراویوں کی ولدیت ایک ہونے سے دونوں کے بھائی ہونے کا اشتباہ ہوسکتا تھا ' کہ شائد یہ دونوں بھائی ہوں'اس کی وضاحت فرمادی' مثلاً نصر بن أوس اور سعد بن أوس کے متعلق فرمایا یہ دونوں کوفی ثقہ ہیں مگر بھائی نہیں۔(105)

''تاریخ الثقات''میں کچھ تسھلات بھی پائے گئے ہیں۔

8= کتاب کا نام'تاریخ الثقات' سے واضح ہوتا ہے' کہ اس میں صرف ثقہ راویوں کا ذکر ہوگا یا اس کتاب میں ذکر کردۃ صرف ثقہ راوی ہی ہوں گے' تاہم اس میں بعض ایسے راویان حدیث کا ذکر موجود ہے' جن کے غیر ثقہ/ضعیف ہونے کا حکم بھی امام ابو الحسن العجلی خود لگاتے ہیں مگر ان کا ذکر بھی کتاب الثقات میں کرتے ہیں۔

چند ایک مثالیں درج ذیل ہیں

1= الھیثم بن عدی الطائی کے متعلق لکھا ہے(کذاب)۔(106)

2= اسی طرح تلمیذ بن اسحق کے متعلق یوں عبارت ہے(روی عنہ احمد بن حنبل لابأس بہ وکان یتشیع ویدلس۔(107)

3= یونس بن بکیر کے ترجمہ میں فرمایا(ضعیف الحدیث)۔(108)

4=اسماعیل بن مجالد بن سعید الصمدانی کے بارے میں لکھا ہے(لیس بالقوی)۔ (109)

5=اشهل بن حاتم کے ترجمہ میں لکھا ہے(ضعیف)۔(110)

6=یحی بن عباد سعدی کے بارے میں فرماتے ہیں(مجهول بالنقل لایقیم الحدیث)۔(111)

7=یوسف بن خالد الشمسی کے بارے میں لکھا ہے(متروک لیس بثقة)۔(112)

8-حکیم بن عجینة کے بارے میں لکھا ہے[کوفی' ضعیف الحدیث غا ل فی التشیع 'متروک]۔(☆)

حافظ ابن حجر العسقلانی نے حکیم بن عجینة کی بجائے حکیم بن عجیبة الکوفی لکھا ہے اور امام العجلی کی سابقہ عبارت نقل کی ہے (☆☆)

9= کچھ راویان حدیث کے متعلق خاموشی اختیار کی ان کے ثقه یاغیر ثقه ہونے کی و ضا حت نہی کی گئی مثلاً سفیان بن أبی العوجاء کے متعلق فقط یہ لکھا ہے(سکن الشام والکوفة)یہ نہیں بتایا' کہ یہ راوی ثقه یاغیر ثقه ۔(113)

اسی طرح سفیان العضدی کے متعلق بھی کچھ بیان نہیں کیا گیا صرف نام درج ہے۔(114)

وفات:

امام ابو الحسن احمد العجلی 261 ہجری میں أطرابلس 'مغرب' میں ساحل پر یہ آفتاب علم و ورع و زهد و تقوی غروب ہو گیا' اور وہیں پر اس جسد خاکی کو سپرد خاک کر دیا گیا۔(115)

کتاب الثقات لابن حبان

مؤلف کا تعارف

نام ونسب:

محمد بن حبان بن احمد بن معاذ بن معبد بن سعید بن شهید التمیمی ابو حاتم التمیمی الدارمی البستی۔(116)

ولادت:

آپ سجستان اورھراۃ کے درمیان ایک بست نامی سرسبز شاداب بستی میں 280 ہجری میں پیدا ہوئے' اس طرح آپ افغانی ہونے کے ساتھ عدنانی بھی کہلائے' تاریخی روایات سے ثابت ہے' کہ آپ کے آباء واجداد میں سے پہلی صدی ہجری کے آواخر میں محمد بن قاسم کے ساتھ جہاد میں شامل ہوتے ہوئے ان شہروں میں آئے' اور پھر مستقل یہاں قیام کیا۔(117)

تعلیم وتربیت:

علماء کی ذکر کردہ روایت کے مطابق امام محمد ابن حبان کا خاندان معاشی طور پر نہایت مستحکم تھا' ایک انسان جب مالی طور مستحکم ہو' اور خداداد صلاحیتوں کا مالک بھی ہو' اور جس معاشرہ میں آنکھ کھولی وہ علم کا دور دورہ ہو' تو بھلا ایسا انسان علمی میدان میں کیسے پیچھے رہ سکتا ہے' لہذا امام محمد ابن حبان فارغ البالی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حصول علم میں جت گے' اور طلب علم کے لئے شاش سے اسکندریہ تک 43 شہروں کا سفر کیا' دو[2000] ہزار علمی شخصیات سے مستفید ہوئے' شعبہ ہائے زندگی کے مختلف علوم فنون میں نام پیدا کیا' جن علوم وفنون پر مکمل عبور تھا' ان میں علم الاسناد والمتن 'علم الفقه والطب' علم النجوم والكلام' علم الحديث والرجال اور علم التاريخ نمایاں ہیں' انہی موضوعات پر آپ کی تالیفات آپ کی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں' علاوہ ازیں آپ

مختلف ادیان و مذاہب میں بے لاگ تبصرے فرماتے ہوئے ٹھوس دلائل سے حق ثابت کرتے، جس کی بنا پر لوگ آپ کی جان کے دشمن ہوئے کئی بار آپ پر قاتلانہ حملے ہوئے، تاہم نصرت ایزدی سے محفوظ رہے، علمی دنیا کی معروف شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ آپ عرصہ دراز تک سمر قند میں قضاۃ کے اہم منصب پر بھی فائز رہے، امام محمد ابن حبان کی امتیازی خصوصیت یہ تھی، کہ علوم کے حصول کے لئے ہر مسلک کے لوگوں کے پاس گئے اور علم حاصل کیا یہی علماء حق کی پہچان ہے۔

خصوصا علم حدیث کے لئے باوجود اس کے کہ اس زمانے میں سفری سہولیات بھی نہ تھیں دور دراز علاقوں کا سفر کیا صحراء و دریا، سرد و گرم موسم، دوست و دشمن راہ علم کے متلاشی کی رکاوٹ نہ بن سکے۔(118)

اساتذۃ:

مجموعی طور پر تو آپ کے اساتذۃ کرام کی تعداد دو [2.000] ہزار تک بیان کی جاتی ہے، ان میں سے آپ کے وہ بارزین اساتذۃ جن کا آپ کی تعلیم و تربیت میں نمایاں حصہ ہے، چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

1–الحسین بن ادریس الھروی

2–ابو خلیفة الفضل بن الحباب الجمحی

3–ابو عبد الرحمن، احمد بن شعیب بن علی النسائی، صاحب السنن

4–عمران بن موسی بن مجاشع (119)

5– ابو العباس الحسن بن سفیان الشیبانی

6–ابو یعلی محمد بن زھیر الموصلی (120)

7–احمد بن الحسن الصوفی

8–جعفر بن احمد الدمشقی

9–ابو بکر بن خزیمة (121)

10–ابو احمد اسحاق بن ابراھیم القاضی

11– ابو الحسن محمد بن عبد الله ابن الجنید البستی

12–ابو بکر محمد بن عثمان بن سعد الدارمی

13–ابو عبد الرحمن عبد الله بن محمود بن سلیمان السعدی

14–ابو یزید محمد بن یحی بن خالد المدینی

15–ابو علی الحسین بن محمد بن مصعب السنجی

16–ابو عبد الله محمد بن نصر بن ترقل الھورقانی

17–ابو حفص عمر بن محمد بن یحی الھمدانی

18–محمد بن عمر بن یوسف النسوی

19–محمد بن محمود بن عدی النسوی

20–ابو العباس محمد بن اسحاق بن ابراھیم الثقفی

21–ابو القاسم عبد الله بن محمد بن عبد العزیز البغوی (122)

تلامذۃ:

حدیث رسول الله ﷺ میں صاحب علم انسان کو زرخیز زمین سے تشبیہ دی گئی ہے' کہ وہ علم سے خود بھی مستفید ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی مستفید کرتا ہے' سو یہی وصف امام محمد ابن حبان کی پہچان بنا' انہوں نے بڑے بڑے نامور شاگرد پیدا کیے اسی لئے انسان کی باقیات صالحات میں تلامذہ بھی شامل ہیں چند ایک تلامذہ کا ذکر ہے۔

1=ابو الحاکم ابو عبد الله نیسابوری

2=ابن منده 'ابو عبد الله محمد بن اسحاق بن یحی بن منده الاصفھانی

3= محمد بن احمد بن محمد بن سلمان الغنجار

4=ابو علی منصور بن عبد الله بن خالد الذهلی الهروی

5= ابو سلمه محمد بن داود الشافعی

6=جعفر بن شعیب بن محمد سمر قندی

7=الحسن بن منصور الاسبیحانی

8=حسن بن محمد بن سهل الفارسی

9=ابو الحسن محمد بن احمد بن محمد بن هارون الزوزنی

10= ابو عبدالله محمد بن بن احمد بن عبد الله بن هشام الشروطی

علاوہ ازیں بے شمار خلق خدا آپ کے علم سے فیض یاب ہوئی۔(123)

ثناء العلماء:

صاحب علم وفضل انسان کی تعریف توصیف نہ کرنا دوسرے لفظوں میں حوصلہ افزائی نہ کرنا بخیلی و کنجوسی ہے' اسی لئے اہل علم لوگ باصلاحیت لوگوں کی بھرپور انداز میں ثناء و مدحت فرماتے' اکثر علماء اکرام نے امام محمد ابن حبان کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔

تاہم حاسدین کا ٹولہ ہر زمانے میں زہر اگلتا رہا اور حسد کی آگ میں جلتا رہا' کچھ ایسا ہی امام محمد ابن حبان کے ساتھ ہوا' امام محمد ابن حبان کو الله رب العزت نے مضبوط قوت ارادی اور قوت فیصلہ عطاء کیا تھا' وہ اپنی رائے کا برملا اظہار فرماتے' مشہور مقولہ [عماد النبوة العلم والعمل] امام محمد ابن حبان کا ہے' اس جملہ کی حقیقت کو ناسمجھ لوگوں نے غلط رنگ دیتے ہوئے خلیفہ وقت سے قتل تک کے احکامات صادر کروائے' تاہم امام شمس الدین الذهبی رحمه الله نے امام محمد ابن حبان کے اس قول کی وضاحت فرمائی' کہ الله رب العزت نبوت کے منصب پر اس انسان کو فائز کرتے ہیں' جس میں یہ دو [2] وصف موجود ہوں' کیونکہ نبی کریم ﷺ نے نزول وحی سے علم حاصل کیا اور وجود علم سے عمل صالح اختیار کیئے۔ (124)

تالیفات ابن حبان:

ہم مثل، ہم زمانہ، اہل علم کی طرح امام محمدابن حبان نے کئی ایک کتابیں تالیف کیں، علمی کتب کا تالیف کرنا انسان کو ہمیشہ کے لئے زندہ جاوید بنادیتا ہے، ان کی انہیں قلمی کاوش کی بناپر آج ہم امام محمدابن حبان کو جانتے اور پہچانتے ہیں ان میں چند ایک کا ذکر درج ذیل ہے۔

1=صفة الصلاة (125)

2= كتاب الاسامى من يعرف بالكنى (126)

3=كتاب كنى من يعرف بلاسامى (127)

4=معرفة الصحابة (128)

5=تاريخ ابن حبان (129)

6=كتب الضعفاء (130)

7=كتاب الثقات (131)

8=كتاب الجرح والتعديل (132)

9=صحيح ابن حبان (133)

10=كتاب المجرحين من المحدثين و الضعفاء و المتروكين (134)

11= مشاهير علماء الامصار (135)

12=كتاب شرائط الأخبار (136)

13=الفصل بين النقلة (137)

14=التاريخ الكبير (138)

کتاب الثقات لابن حبان البستی

تعارف کتاب:

کتاب الثقات کے تین قلمی نسخہ جات دریافت ہوئے ہیں۔

1-ہندوستان کے شہر حیدر آباد دکن کے مکتبة الآصفية میں تھا' جس پر تاریخ نسخ ایک ہزار دو صد بانوے [1292] اور کاتب کا نام مسکین احمد ہے۔

2- ترکیا کے شہر استنبول کے مکتبة السلطان محمود میں تھا" جس پر تاریخ نسخ آٹھ سو ستاسی [887] اور کاتب کا نام محمد أبی بکر ہے۔

3-ہندوستان کے شہر حیدر آباد دکن کے ہی مکتبة السعيدية میں تھا' اور اس پر تاریخ نسخ مکتبة الآصفية والے نسخہ کی تاریخ ہے' یعنی ایک ہزار دو صد بانوے [1292]۔(139)

کتاب قلمی صورت میں ہی تھی کہ حکومت ہند کی وزارت المعارف کی معاونت سے دائرة المعارف العثمانية کے ڈائریکٹر ڈاکٹر محمد عبد المعید کی زیر نگرانی حافظ عزیز بیگ نے تصحیح کا کام شروع کیا' جلد اول کی تصحیح مکمل ہو کر 1973 میں مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية 'حیدر آباد' دکن سے شائع ہوئی۔(140)

1975 میں دوسری جلد پر تصحیح کا کام مکمل ہو گیا تھا' کہ یہ ذمہ داری حافظ عزیز بیگ کی بجائے محمد عمران الأعظمی کو دی گئی' اور نگرانی بجائے ڈاکٹر محمد عبد المعید کے سید شرف الدین احمد رٹائیر جسٹس [ہائی کورٹ] وڈائریکٹر وسکریٹری دائرہ المعارف العثمانية کے سپرد کی گئی' اور بقية کتاب کی تصحیح و تنقیح ان کی زیر نگرانی مارچ 1983 میں مکمل ہوئی' اور کتاب قلمی نسخہ سے مطبوع ہو کر منظر شہود پر آ گئی۔ فلله الحمد و المنة (141)

کتاب کی اہمیت و افادیت وضرورت اور علماء و طلبة العلم کی طرف سے شدید طلب کے پیش نظر بیروت' دار الفکر سے 1395-1975 میں ہی اس کی طباعت دوبارہ شروع ہو گئی۔

کتاب کے مصادر:

کتاب الثقات درحقیقت امام محمد ابن حبان کی کتاب التاریخ الکبیر کا وہ حصہ ہے' جو ثقات رواۃ پر مشتمل ہے' جیسا کہ خود امام محمد ابن حبان نے بیان فرمایا' کہ میں نے اپنی کتاب [التاریخ الکبیر] کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

حصہ اول:- کتاب المجروحین من المحدثین و الضعفاء و المتروکین

حصہ دوئم- کتاب الثقات (142)

اسلوب و ممیّزات:

کتاب الثقات کو طبقات کے انداز پر مرتب کیا گیا اور یہ چار [4] طبقات ہیں۔

1= صحابہ [رضوان اللہ اجمعین] 2= تابعین

3= تبع تابعین 4=تبع الاتباع

1= کتاب کے آغاز میں امام محمد ابن حبان نے وضاحت فرمادی' کہ کتاب الثقات میں صرف ثقات راویان حدیث کا ذکر ہوگا' اور ایسا راوی جس کی بیان کردہ حدیث نا قابل قبول ہے' اس کا ذکر نہ ہوگا' کم از کم صدوق راوی جس کی بیان کردہ حدیث قابل احتجاج ہے' اسی کا ذکر ہوگا۔ (143)

مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کتاب میں ذکر کردہ راوی کی بیان کردہ حدیث اگر منکر ہے' تو پانچ [5] وجوھات میں سے ایک ضرور ہوگی۔

1- اس حدیث کی سند میں ذکر کردہ راوی سے اوپر کوئی راوی ضعیف ہوگا' جس کی وجہ سے بیان کردہ حدیث مردود ہے۔

2- اس حدیث کی سند میں ذکر کردہ راوی کے بعد [یعنی اس کا شاگرد/ شاگرد کا شاگرد] کوئی راوی ضعیف ہوگا' جس کی وجہ سے بیان کردہ حدیث مردود ہے۔

3- یا وہ حدیث مرسل ہوگئی' جو نا قابل احتجاج ہے۔

4-حدیث منقطع ہے' جو نا قابل احتجاج ہے۔

5-اس حدیث کی سند میں کوئی مدلس راوی ہے' جس نے اپنے استاد سے سماعت کی صراحت نہیں کی' اور مدلس جب تلک اپنے استاد [جس سے اس نے یہ حدیث سنی] کی وضاحت نہ کرے' حدیث مقبول نہیں ہوتی۔(144)

اسی لئے کتاب میں کسی راوی کے متعلق کلمات تعدیل کا ذکر نہ ہے' کہ فلاں ثقة یا ثقة عدل وغیرہ۔

2=کتاب کی ترتیب کچھ اس طرح ہے کتاب کے آغاز میں ایک نہایت مختصر مقدمه ترتیب دیا' جس میں محدثین ورواة حدیث کی تواریخ کو محفوظ کرنے کا بیان اور اس کا فائدہ بیان کیا ہے' کہ اس سے ہی حدیث کے اتصال وانقطاع 'مرسل 'ومدلس' مقطوع' وموصول کا علم حاصل ہوتا ہے۔(145)

3=کتاب کے آغاز میں جناب محمد رسول الله ﷺ کی سیرت طیبه ہے' جس میں آپ کا سلسلہ نسب حضرت آدم علیه السلام تک بمع اختلاف ذکر کیا ہے۔(146)

4=ولادت رسول الله ﷺ سے منصب رسالت تک مختصر حالات کا ذکر ہے' جس میں بچپن' جوانی اور حضرت خدیجه بنت خویلد (رضی الله عنها) سے شادی اور ان سے ہونے والی اولاد کا ذکر ہے' یہ سب قبل از نبوت تھا۔(147)

5=بعد از اں آغاز نبوت سے وفات رسول الله ﷺ تک اهم واقعات سال بہ سال بیان کیے ہیں ۔(148)

6=اس کے بعد آپ کے دادا عبد المطلب کی اولاد کا ذکر ہے کل تعداد 16 ہے' جن میں دس [10]لڑکے اور چھ [6]لڑکیاں تھیں' ان میں حضرت عباس وحمزہ مسلمان ہوئے۔ (149)

7=آپ کی ازواج مطهرات کی زندگیوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔(150)

8=اولاد النبی ﷺ مع مختصر حالات زندگی تحریر کیئے۔(151)

9=شمائل النبی ﷺ کا ذکر جس میں آپ کے حلیہ مبارک کا بیان ہے۔(152) اس طرح سیرت طیبہ کا مخصوص حصہ جو مقصود تھا ذکر ہوا۔

آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے بیان کرنے کے بعد خلفائے راشدین ابو بکر الصدیق' عمر بن خطاب 'عثمان بن عفان' علی بن ابی طالب رضی الله عنھم سے لیکر 335 ہجری تلک تمام امرا ء المسلمین کا تذکرہ اور اہم واقعات بیان کیے' مؤلف کی زندگی کا امیر المؤمنین المطیع بن المقتدر کے بیان پر امام محمد ابن حبان کا یہ فرمان ہے [ما أدری ما الله صانع به الا انه خلیفة یموت او یقتل لامحالة لأن له اسوة بمن فقدهم] یہ اس وقت کے خلیفة المسلمین ہیں' مجھے اس کے متعلق کچھ علم نہیں کہ اللہ اس کے ساتھ کیا کرنے والے ہیں۔ البتہ یہ بھی خلیفة ہیں اور سابقہ خلفاء کی طرح یہ بھی لامحالہ اس دنیا سے رخصت ہوں گئے' طبعی موت واقع ہو گی یا قتل ہو گا۔ (153)

کتاب الثقات چونکہ طبقات پر مرتب ہے' اولا کتاب الصحابہ کا ذکر ہے' جس کا آغاز عشرہ مبشرہ سے کیا' ان دس خوش نصیبوں میں سے چار [4] تو خلفاء راشدین ہیں [جن کا ذکر ہو چکا ہے] لھذا اب باقی ماندہ چھ [6] کا ذکر ہے۔(154)

اور پھر دیگر صحابہ کا حروف هیجائی کی ترتیب سے ذکر کیا' تاہم ان کا انداز بیان دوسرے مولفین سے مختلف ہے' اکثر مولفین نے خواتین کا ذکر کتاب کے آخر میں الگ سے کیا' جب کہ امام محمد ابن حبان نے الف سے شروع ہونے والے اسماء صحابہ کے ذکر کرنے کے معا بعد میں ان صحابہ خواتین کا ذکر کیا ہے' جن کے اسماء گرامی الف سے شروع ہوتے تھے' امام محمد ابن حبان نے عنوان الباب یوں تحریر فرمایا [باب الألف قال ابو حاتم ممن روی عن رسول ﷺ و صحبه ممن ابتدا اسمه علی الالف] اور پھر اسعد نامی صحابی سے شروع کرتے ہوئے ان صحابہ کا ذکر ہے' جن کے اسماء گرامی حرف الف سے شروع ہوتے ہیں۔ (155)

اور ان تمام مرد حضرات کا ذکر کرنے کے بعد باب کا عنوان ہے [ممن روی عن رسول اللهﷺ من النساء من ابتدأ اسمها علی الألف] اور حضرت اسماء سے ان صحابیات کے اسماء

گرامی کا تذکرہ ہے' جن کے نام اُلف سے شروع ہوتے ہیں۔(156)

البتہ ایک حرف سے شروع ہونے والے ناموں کے مابین پوری کتاب میں ترتیب ہیجائی مفقود ہے' مثلاً حرف تاء سے شروع ہونے والے ناموں کو کتاب میں اس ترتیب سے ذکر کیا ہے 'تمیم بن اوس' تمیم بن اسد' تمیم بن عمرو' تمیم بن زید' تمیم بن حجر' التیهان' التلب بن ثعلبة'(157)

جبکہ ترتیب هیجائی یوں ہے' التلب بن ثعلبة' تمیم بن اسد' تمیم بن حجر' تمیم بن زید' تمیم بن عمرو' تمم بن اوس' التیهان۔

اور پوری کتاب میں اس ترتیب کا التزام کیا ہے' یعنی ہر حرف سے شروع ہونے والے مرد حضرات کے نام ذکر کرنے کے فوراً بعد اسی حرف سے شروع ہونے والے خواتین کے اسماء کا ذکر ہے۔

جب کہ دیگر مؤلفین اولاً تمام مرد حضرات کے الف سے یاء تک شروع ہونے والے نام ذکر کرتے ہیں اور پھر خواتین کے اسماء گرامی الف سے یاء تک الگ کتاب کے آخر میں ذکر کرتے ہیں 'مثلاً امام ابو الحسن العجلی کی کتاب 'تاریخ الثقات' میں خواتین کے نام آخر کتاب میں الگ سے مذکور ہیں۔(158)

اسی طرح حافظ ابن حجر العسقلانی کی جملہ تالیفات رجال میں بھی خواتین محدثین کا تذکرہ آخر کتاب میں ہے' مثلاً تقریب التهذیب' و تهذیب التهذیب۔(159)

چوتھے حصے کا آغاز کتاب التابعین سے شروع کیا تابعی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا تابعی سے مراد وہ شخص جس نے صحابی کو دیکھا اور ان سے روایت بیان کی۔(160)

لہذا تابعین کے ذکر میں تابعی کا صحابی استاد اور شاگرد کا ذکر کیا ہے' تاکہ ذکر کردہ راوی کا تابعی ہونا ثابت ہو مثلاً ابراهیم بن ابی موسی الاشعری کے متعلق لکھا ہے' کہ اپنے والد ابو موسی الاشعری اور مغیرہ بن شعبه سے روایت بیان کرتا ہے' اور اس کے شاگردوں میں امام شعبی' اور حکم بن عتیبه ہیں۔(161)

اور اوس بن خالد کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ یہ ابو محذورہ 'سمرہ اور ابوھریرہ سے روایت کرتے ہیں جبکہ علی بن زید ان کا شاگرد ہے۔(162)

یہی اسلوب تمام تابعین کے تذکرہ میں ہے۔

2=نام سے معروف تابعین حضرات وخواتین کے اختتام پر ان تابعین حضرات وخواتین کا ذکر ہے جو کنیت سے معروف ہیں۔(163)

ان کے ذکر کرنے میں ترتیب ھیجائی مفقود ہے' تمام ذکر کردہ تابعین کو یکجاہ ذکر کیا ہے مثلا کتاب میں ذکر کردہ کنی کی ترتیب یہ ہے ابو بکر بن عبد الحمان' ابو السائب 'ابو ھریرہ 'ابو الجراح 'ابو عبیدہ بن عبد اللہ 'ابو سفیان 'ابو بکر بن محمد 'ابو بکر بن ابی زھیر ' ابو امیۃ ۔(164)

3=تابعین کے اختتام پر اتباع التابعین کا ذکر ہے تبع التابعی سے مراد تابعی کا شاگرد ہے۔(165)

ان کے ذکر کرنے میں بھی وہی اسلوب ہے کہ اولا اسماء سے معروف حضرات وخواتین کا ذکر ہے اور الف تا یا اسماء کو ذکر کرنے بعد کنیت سے معروف حضرات وخواتین کا ذکر ہے۔(166)

4=تبع التابعین کے اختتام پر ان محدثین کا ذکر ہے جو تبع التابعین کے شاگرد ہیں' ان کے لئے امام محمد ابن حبان نے تبع الاتباع کی اصطلاح ذکر کی ہے۔(167)

5=امام محمد ابن حبان نے مذکورہ چاروں [4] طبقات کے متعلق وضاحت فرمائی ہے' کہ صحابی کے بعد دوسرے طبقہ [تابعین] میں ان حضرات کو ذکر کیا جائے گا' جن کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ایک [1] راوی ہو' اور وہ شخص کہ اس کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان دو [2] راوی ہوں اسے تبع التابعین میں ذکر کیا جائے گا' اور تبع الاتباع میں ان راویان حدیث کا ذکر ہوگا جن کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان تین [3] اشخاص ہوں۔(168)

اس کی مثال سے یوں وضاحت فرمائی کہ ابو الولید الطیالسی سمع من عکرمہ بن عمار وعکرمہ سمع من الھرماس بن زیاد والھرماس رأی النبی ﷺ یخطب علی ناقتہ 'اس بیان کردہ سند میں عکرمہ بن عمار' تابعین سے ہے اور ابو الولید اتباع التابعین سے ابو الولید کے شاگرد مثلاً امام ابو حنیفہ وغیرہ تبع الاتباع سے ہیں۔(169)

نافع بن یزید ابو یزید المصری کے ترجمہ ہے' اگرچہ اس کی وفات 168 میں ہوئی لیکن میں نے اس کا ذکر اتباع التابعین کے شاگردوں میں اس لئے کیا ہے' کہ کتاب میں ذکر کردہ چاروں [4] طبقات کے لئے شرط یہ ہے کہ روای نے اپنے سے اوپر والے طبقہ سے ملاقات اور سماع کیا ہو' نافع بن یزید کی تابعین سے ملاقات سے انکار نہیں البتہ کسی تابعی سے اس کا سماع ثابت نہیں' اس لئے اس کا شمار اتباع التابعین کے شاگردوں [یعنی تبع الاتباع] میں کیا ہے۔(170)

6-کتاب میں ذکر کردہ مدلسین ثقات کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ یہ راوی مدلس ہے' اگر اپنے استاد سے سماع کی صراحت کرے' اور شاگرد بھی ثقہ ہو تو اس کی بیان کردہ روایت مقبول ہوگی وگرنہ مقبول نہ ہوگی' مثلاً محمد بن یزید بن خنیس المخزومی کے ترجمۃ میں لکھا ہے [کان من خیار الناس 'ربما أخطاء' یجب ان یعتبر حدیثہ اذا بین السماع فی خبرہ و لم یروعنہ الاثقۃ] (171) اس کا شمار خیار الناس سے ہے' بعض اوقات غلطی کرجاتا ہے' اس کی بیان کردہ حدیث اس وقت قابل قبول ہوگی' جب اپنے استاد سے سماعت کی تصریح کرے اور اس سے بیان کرنے والا شاگرد ثقہ ہو۔

حافظ ابن حجر العسقلانی نے اس راوی کو مقبول کہا ہے۔(172)

حافظ ابن حجر العسقلانی جس راوی کے متعلق مقبول کہیں وہ ثقاہت کے چھٹے (6) درجہ کا راوی ہوتا ہے' جس کی بیان کردہ احادیث کم ہوں اور ایسی جرح نہ ہو کہ اس کی بیان کردہ احادیث منکر ہوں۔(173)

مزید محمد بن زکریا الضبی کے ترجمۃ میں بیان کیا' اگر یہ ثقات سے بیان کرے تو بیان کردۃ حدیث مقبول ہوگی' کیونکہ یہ مجھول رواۃ سے منکر حدیثیں بھی بیان کرتا ہے۔(174)

مالک بن مرۃ النھشلی کے ترجمۃ میں ہے کہ یہ مرجئۃ سے تھا' اھل تصنیف و تالیف سے ہے' لیکن حدیث کے بیان کرنے میں غلطی کر جاتا ہے' اگرچہ یہ بھی جملہ ضعفاء میں سے ہے' لیکن اگر کوئی انصاف پسند اس کی بیان کردۃ وہ احادیث جو ثقات سے بیان کرتا ہے اور اس سے اثبات بیان کرتے ہیں' تو دیگر محدثین کی بیان کردۃ احادیث کے موافق پائے گا۔(175)

7-عموماً کتاب الثقات میں ذکر کردۃ رواۃ کی ثقاھت بیان کرتے ہوئے الفاظ توثیق ذکر نہیں کیے' البتہ کہیں کہیں کسی راوی کے متعلق مستقیم الحدیث کا لفظ ذکر کیا ہے مثلاً محمد بن زیاد بن عبد اللہ ۔(176)محمد بن احمد بن اسماعیل اور محمد بن عمران الارسابندی ۔(177)

شائد کہ کچھ محدثین سے ان پر جرح کی ہو تو وضاحت فرما دی کہ یہ وہ رواۃ ہیں جن کی بیان کردۃ حدیث مقبول ہے۔

8-اگر بیان کردۃ راوی محدث صاحب تصانیف ہے تو ترجمہ میں اس کی طرف بھی کبھی اشارۃ فرما دیتے ہیں مثلاً امام ترمذی کے ترجمۃ میں [محمد بن عیسی بن سورۃ الترمذی کان ممن جمع و صنف و حفظ و ذکر](178)

محمد بن نصر کے ترجمۃ میں ہے [ممن جمع و صنف](179)

مھران بن أبی عمرو کے ترجمۃ میں کہ ان کی کتاب الجامع الصغیر ہے۔(180)

9-عموما ضعیف راوی لیکن کسی خاص استاد کی مرویات میں ثقہ ہے' تو اس کا بیان بھی کر دیا ہے مثلاً موسی بن سلیمان المنبجی کے ترجمۃ میں ہے [مستقیم الحدیث اذا روی عن بقیۃ بن الولید]۔(181)

10-کبھی کبھار کسی راوی کی بیان کردۃ منکر حدیث بھی بیان کرتے ہیں مثلاً نھشل بن کثیر کے ترجمۃ میں ہے' مجھے اس کی صرف ایک حدیث منکر ملی ہے' جسے یہ سفیان بن عیینۃ عن

الزهری عن عروة عن عائشه ان النبی ﷺ قال :ان من الشعر لحکمة] لیکن اس میں الھیثم بن جمیل اس کا متابع ہے۔(182)

11–بیروت دار الفکر 1975 میں شائع ہونے والے نسخے کے مطابق کتاب ثقات میں کل ذکر کردہ رواۃ کی تعداد 16508 اور آخری راوی ابو بکر بن ابی نضر ہے۔(183)

وفات:

محمد بن عبد الله الضبی کے بیان کے مطابق امام ابو حاتم محمد بن حبان جمعہ کی رات 22 شوال 354 کو فوت ہوئے' اور ان کی نماز جنازة نماز جمعه کے بعد ادا کی گئی' بست میں خود سے تیار کردہ گھر کے قریب صفه میں تدفین عمل میں لائی گئی۔

ابو عبد الله الغنجار کے بیان کے مطابق آپ کی وفات 354 ہجری میں بست کی بجائے سجستان میں ہوئی۔

ابو عبد الله یاقوت الحموی نے ان دونوں بیانات میں یوں تطبیق دینے کی کوشش کی ہے' کہ ممکن ہے آپ کی وفات تو سجستان میں ہوئی ہو' لیکن آپ کا جسد خاکی بست میں ان کے آبائی گھر لایا گیا اور یہاں تدفین عمل میں لائی گئی' ان کی قبر تو بست میں معروف ہے' لوگ آج بھی ان کی قبر پر حاضری کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔(184)

تاریخ اسماء الثقات ممن نقل عنهم العلم

مؤلف کا تعارف

نام ونسب:

ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان بن احمد بن محمد بن ایوب بن ازداذ بن سراج بن عبد الرحمن البغدادی الواعظ المعروف ابن شاھین۔(185)

ولادت:

ابو حفص عمر ابن شاھین کے خود اپنے بیان اور ان کے والد ماجد کی تحریر کے مطابق آپ کی ولادت باسعادت ماہ صفر 297 ہجری میں علم کے گہوارے بغداد، عراق میں ہوئی۔(186)

تعلیم وتربیت:

امام ابو حفص ابن شاھین بہت ہونہار، ذکی، محنتی، اور پابندی سے کلاس میں حاضر ہونے والا طالب علم تھا، صرف گیارہ[11] سال کی عمر میں علم حدیث، تفسیر کا آغاز کیا، اور بہت جلد ان علوم میں مہارت تامہ حاصل کی، اور ایک مستند عالم دین، نامور محدث اور عظیم مفسر و محقق مؤلف ثابت ہوئے۔(187)

حصول علم کے لئے آپ نے پیش رو محدثین کی طرح صرف اپنے شہر کے اساتذہ تک تلمذ کا دائرہ محدود نہ رکھا، بلکہ دمشق، بصرہ، شام، عراق، فارس، اور دیگر بلاد اسلامیہ کا سفر کیا اور خوب علم حاصل کیا۔(188)

اساتذہ اکرام:

آپ کو جن بلند پایہ محدثین و نامور مفسرین اور وقت کے ائمہ و علم رجال کی ماہر شخصیات سے علم حاصل کرنے کا موقع میسر آیا ان میں چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

1=محدث عراق محمد بن سلیمان الواسطی، جنہوں نے علی بن المدینی، ابو بکر بن ابی شیبہ، ھشام بن عمار جیسے محدثین سے تلمذ کا شرف حاصل کیا۔

2=ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز البغوی، جنہوں نے احمد بن حنبل، علی بن مدینی ابوبکر بن ابی شیبہ جیسے بلند پایہ محدثین سے علمی تشنگی کو سیراب کیا۔

3=ابو بکر محمد بن داؤد بن سلمان بہت بڑے عابد، زاھد اور شیخ الصوفیہ ہیں۔

4=ابو خبیب العباس بن احمد بن محمد البرتی وقت کے ائمہ حدیث میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

5=یحی بن محمد بن صاعد امام دار قطنی نے ثقة، ثبت، حافظ کے الفاظ سے آپ کی ثقاہت بیان کی اپنے زمانے کے بلند پایہ محدث تھے۔

6=ابو ذر احمد بن ابی بکر بن محمد بن سلیمان الباغندی جنہیں حافظ بن حافظ بن حافظ کہا جاتا ہے، علاوہ ازیں آپ کے اساتذہ اکرام میں دیگر کئی ایک نامور فقیہ اور اصحاب اللغہ بھی شامل ہیں۔(189)

تلامذة:

شاگرد استاد کی علامت مانے جاتے ہیں امام ابو حفص عمر ابن شاھین محدث، مولف ہونے کے ساتھ ساتھ اپنا ذاتی کتب خانہ بھی رکھتے تھے، جن سے خلق خدا مستفید ہوتی تھی، لیکن جن بڑے محدثین کو موصوف کے روبرو علم حاصل کرنے کا موقع میسر رہا وہ درج ذیل ہیں۔

1=ابو بکر محمد بن اسمعیل الوراق یہ امام ابو حفص عمر ابن شاھین سے عمر میں

بڑے تھے لیکن علم کے میدان میں امام ابو حفص عمر ابن شاھین کے شاگرد رہے۔

2= ابو سعد المالینی

3= شیخ الفقهاء والمحدثین امام ابو بکر احمد بن محمد البرقانی

4=احمد بن محمد العشیقی

5=عبید الله بن ابو حفص عمر یہ امام ابو حفص عمر ابن شاھین کے فرزند ارجمند ہیں ' والد کے علمی وارث ٹھہرے۔

6= الحسن بن محمد الخلال ' آپ کو محدث عراق کا لقب دیا گیا۔(190)

ثناء العلماء:

آپ اپنے علم و ورع و حفظ اتقان کی وجہ سے هم عصروں میں ایک بلند مقام رکھتے تھے ' جس کی بنا پر آپ کے ہم پلہ اور هم عصر محدثین آپ کی تعریف کئے بغیر نہ رہے ' انہوں نے شاندار الفاظ میں آپ کو خراج عقیدت پیش کیا ان میں چند ایک کا ذکر درج ذیل ہے۔

ابو الفتح بن ابی الفوارس کا فرمان ہے کہ ابن شاھین ثقة ' مامون ' صنف مالم یصنفه احد۔(191) ابن شاہین ایک ثقة مامون محدث ہیں ان جیسا مؤلف نہیں دیکھا گیا۔

خطیب بغدادی کا بیان ہے ' کان ابن شاھین ثقة امینا ۔(192)

ابو القاسم الازھری نے یوں اپنے جذبات کا ظہار کیا کہ امام ابو حفص عمر ابن شاھین امام ابو القاسم عبد الله البغوی سے سات سو فی صد زیادہ ثقه ہیں۔

امام شمس الدین الذھبی نے ان الفاظ میں آپ کو خراج عقیدت پیش کیا ' کہ امام ابو حفص ابن شاھین وہ گوہر نایاب دریافت کرنے والا شخص ہے ' جس کی مثال نہیں ملتی۔(193)

تالیفات:

امام ابو حفص عمر ابن شاهین کے خود اپنے بیان کے مطابق مختلف فنون میں 330 کتابوں کے مولف ہیں‘ صرف ایک کتاب تفسیر القرآن ایک ہزار [1000] اجزاء پر مشتمل ہے‘ اس عظیم تفسیر کے تیس [30] اجزاء واسط کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔(194)

امت اسلامیه پر ایسے حوادثات آئے کہ سلف مؤلفین کا علمی سرمایہ ان حوادث کی نذر ہو کر اکثر کتب خانوں کو دریاے دجله و فرات نے نگل لیا‘ جن سے دریائے دجله و فرات کا شفاف پانی سیاہی کا عکس پیش کر رہا تھا‘ ان میں امام ابو حفص عمر ابن شاهین کا کتب خانہ بھی شامل تھا‘ یوں امت اسلامیه اس عظیم علمی سرمایه سے محروم ہوگئی‘ لیکن چند ایک تحریریں جوامت کے عظیم سپوتوں نے محفوظ کیں‘ اور ان کا ذکر متاخرین کی تالیفات میں ملتا ہے‘ یا قلمی نسخوں کی شکل میں بعض کتب خانوں کی زینت ہیں درج ذیل ہیں۔

1=ناسخ الحديث ومنسوخه اس کا قلمی نسخه پیرس میں ہے۔

2=الاحاديث الافراد ظاهريه كتب خانه میں قلمی نسخه موجود ہے۔

3= الأمالي دمشق کے کتب خانه کی زینت ہے۔

4=شرح مذاهب اهل السنة ظاهريه میں قلمی نسخه موجود ہے۔

5=فضائل فاطمة (رضى الله عنها)بنت محمد ﷺ

6=فضائل شهر رمضان وما فيه من الاحكام

7=ما اجتمع عندى من الاحاديث التي بيني وبين رسول اللهﷺ اربعة رجال(رباعيات امام ابن شاهين)

8=تاريخ اسماء الثقات ومن نقل عنهم العلم (195)

9= ذكر من اختلف العلماء و نقاد الحديث فيه ‘ یہ کتاب ان رواۃ حدیث پر مشتمل ہے‘

جن کے متعلق ائمۃ نقد و جرح کا اختلاف ہے' ایک امام نے اسے ثقۃ کہا جبکہ دوسرے سے اس کی تضعیف منقول ہے' یہ کتاب 1999 میں حماد بن محمد الانصاری کی تحقیق سے پہلی مرتبہ الریاض 'اضواء السلف سے طبع ہوئی۔

10= کتاب الترغیب و الترھیب اس کا ذکر سنن ابو داود کے شارح نے کیا ہے۔(196)

تصنیف و تالیف کے حوالے سے امام ابو حفص عمر ابن شاھین کا بیان ہے کہ میں نے 700 درہم سیاہی خریدی جبکہ ایک درہم کی چار رطل سیاہی مل جایا کرتی تھی۔(197)

11-کتاب السنۃ اس کا ذکر امام الکتانی نے الرسالۃ المستطرفۃ میں کیا ہے۔(198)

تاریخ اسماء الثقات ممن نقل عنہم العلم

کتاب کا تعارف:

کتاب" تاریخ اسماء الثقات "قلمی صورت میں یمن کے دار الخلافه صنعاء کی جامع مسجد کبیر کے کتب خانہ المکتبة المتو کلیه الیمنیه میں موجود تھی' اہل علم کی دست رسائی نہ ہوسکی' یہ نسخہ یمن کی لائبریری میں گمنام رہا تا آنکہ محقق معاصر صبیحی السامرانی کی تحقیق سے 1984-1404 میں کویت 'دار السلفیة سے طبع ہوئی' اس میں ذکر کردہ رواۃ کی تعداد 1644 ہے' البتہ اس نسخہ میں املائی اغلاط کافی تھیں 'مثلا ابو اسرائیل الملائی کو ابو اسماعیل لکھا ہے۔(199)

جبکہ اس کا صحیح نام اسماعیل بن خلیفه العبسی ابو اسرائیل بن ابی اسحاق الملائی ہے۔(200)

اسی طرح ابن جریج کو ابن جرید لکھا گیا ہے۔(201)

اور صحیح ابن جریج ہے جیسا کہ امام ابو نعیم الأصفهانی نے الهیثم بن عدی کے اساتذة میں ابن جریج کا ذکر ہے نہ کے ابن جرید ۔(202)

اسی طرح اس نسخہ میں ذکر کردہ رواۃ کی تعداد بیان نہیں کی گی بلکہ کتاب میں وارد مرویات کی تعداد شمار کی گئی ہے مثلا ابراهیم بن نشیط کے متعلق ابن جریج اور عبد العزیز بن أبی داؤد نے ثقة کہا ہے: اس رویت پر 32 نمبر لگایا اور پھر امام احمد بن حنبل کا بیان کہ ابراهیم بن نشیط ثقة ثقة ہے' تو اس رویت پر 33 لگایا یوں شمار کردہ تعداد زیادہ ہوگئی۔(203)

دکتور عبد المعطی کی علم دوستی و محنت لگن اور تحقیقی کاوش سے 1986 بمطابق 1406 بیروت کے دار الکتب العلمیه سے دوبارہ طبع ہوئی اور ایک عظیم علمی سرمایه علمی دنیا میں متعارف ہوا' جو مذکوراہ اغلاط سے محفوظ ہے' واضح ہو کہ اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ مکه مکرمه

'ام القری یونیورسٹی جبکہ دوسرا قلمی نسخہ مغرب کے شہر مراکش ' کی محمد بن یوسف یونیورسٹی میں بھی پایا گیا۔(204)

کتاب کے مصادر:

چونکہ مؤلف کا زمانہ نقاد حدیث و ائمة حدیث و محدثین کا دور تھا' اور تالیفات سے زیادة براہ راست ائمة جرح و تعدیل سے استفادة کیا جاتا تھا' لہذا امام ابو حفص عمر ابن شاهین نے اپنی اس تالیف میں متقدمین سے کسی کی تالیف کا حوالہ تو نہیں دیا البتہ ائمہ نقد و جرح کے اقوال ضرور ذکر کیے ہیں' اور آغاز کتاب یعنی مقدمه میں ان ائمة جرح و تعدیل کے اسمار مبارکة کا ذکر کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں' اور یہ وہ حضرات ہیں جن کی شهادت و عدالت کا طوطی بولتا تھا۔

یحی بن سعید القطان 'عبد الرحمن بن مهدی 'یحی بن معین 'احمد بن محمد بن حنبل'علی بن المدینی'عثمان بن ابی شیبة'محمد بن عبد الله بن عباد الموصلی'احمد بن صالح 'اور ان کے هم منصب و مرتبه دیگر ائمة جرح و تعدیل کے اقوال کی روشنی میں ثقات کو مرتب کیا جایگا۔(205)

کتاب متأخرین کا مصدر:

متاخرین میں سے امام الکنانی 'احمد بن أبی بکر نے اپنی کتاب مصباح الزجاجه میں یوسف بن میمون کے ترجمہ میں ابن شاهین کی توثیق کا حوالہ دیا ہے۔(206)

امام العصر حافظ ابن حجر العسقلانی نے محمد بن أبی حمید کے ترجمة میں ابن شاهین کی کتاب الثقات سے مفصل پیراگراف نقل کیا ہے۔(207)

اسلوب تالیف وامتیازات:

تالیف وتصنیف کی اهمیت و افادیت میں اسلوب تحریر کا بہت بڑا دخل ہوتا ہے' اگر ٹھوس دلائل پر مبنی اور عمدہ مواد پر مشتمل کتاب کا اسلوب تألیف میں اسوقت کے لوگوں کے اذهان اور طرز

کلام کا خیال نہ رکھا جائے، تو اس کتاب سے خاطر خواہ نتائج حاصل نہیں ہوتے، اسی لئے ہر مصنف کی یہ کوشش رہی کہ وقت و حالات کے مطابق طرز کلام ہی نہیں، بلکہ ایسا آسان اسلوب اختیار کیا جائے کہ جس سے ہر عام و خاص فائدہ حاصل کر سکے تاہم بتقاضائے بشریت غلطی سے مبرا کوئی بشر نہیں۔

1 = کتاب تاریخ اسماء الثقات (لابن شاهين) میں ذکر کردة ابواب کی ترتیب 'ترتیب هیجائی ہے یعنی ابتدا میں باب الالف ہے، اس میں ان راویان حدیث کا ذکر ہے، جن کے نام الف سے شروع ہوتے ہیں، پھر باب الباء اس میں ان راویان حدیث کا ذکر ہے، جن کے نام حرف باء سے شروع ہوتے ہیں، تاہم ان ناموں کے بیان کرنے میں صرف پہلے حرف هیجائی کا لحاظ رکھا گیا، جبکہ دوسرے یا تیسرے حرف کی ترتیب هیجائی کا خیال نہیں کیا گیا مثلا باب الألف میں ذکر کردة اسماء مندرجه ذیل ترتیب سے ذکر کیے گئے ہیں۔

اسماعیل 'ایوب' ابراهیم ' اسحاق 'اشعث ' اسرائیل ' اصبغ' اسامة 'ابان' ایاس 'الأخضر 'ازهر 'اسلم 'آدم 'ایمن 'احمد 'ادریس 'اسباط 'انس 'اسید 'احوص (208)

یہ تمام نام الف سے شروع ہوتے ہیں، ان کے بیان کرنے میں دوسرے یا تیسرے حرف کی ترتیب هیجائی کا التزام نہیں ہے، ترتیب هیجائی کچھ اسطرح ہونی چاہیے تھی۔

ابان 'ابراهیم' احمد 'احوص 'اخضر 'ادریس 'آدم' ازهر 'اسامه 'اسباط' اسحاق 'اسرائیل 'اسلم ' اسماعیل 'اشعث 'انس 'ایاس 'ایمن 'ایوب۔

اسی طرح ایک نام کے تحت ذکر کرده متعدد ناموں میں والد کے نام سے بھی حروف هیجائی کی ترتیب مفقود نظر آتی ہے، مثلا اسماعیل نام کے متعدد ہم نام یوں ذکر کیے گئے ہیں۔

1– اسماعیل بن ابی خالد
2– اسمعیل بن مسلم المخزومی
3– اسماعیل بن مسلم العبدی
4– اسماعیل بن امیه
5 – اسماعیل بن سمیع
6– اسماعیل بن عبد الرحمان السدی

7- اسماعیل بن شعیب السمان
8- اسماعیل بن ابی حکیم
9- اسماعیل بن عیاش
10- اسماعیل بن شروس
11- اسماعیل بن محمد بن جحادة
12- اسماعیل بن ابان الوراق
13- اسماعیل بن زکریا الخلقانی
14- اسماعیل بن محمد بن سعد
15- اسماعیل بن مجالد
16- اسماعیل بن علیة
17- اسماعیل بن جعفر المدنی
18- اسماعیل بن ابراهیم بن عقبة
19- اسماعیل بن عبد الله بن سماعة
20- اسماعیل بن سالم الأسدی
21- اسماعیل ابو ربیع الکوفی
22- اسماعیل بن اوسط
23- اسماعیل بن ابراهیم الهذلی
24- اسماعیل بن أبی اسحاق'(209)

ان ناموں کی ترتیب ھیجائی کچھ اس طرح ہونی چاہیے تھی۔

1- اسماعیل بن ابان الوراق
2- اسماعیل بن ابراهیم الهذلی
3- اسماعیل بن ابراهیم بن عقبة
4- اسماعیل بن امیه 'اسماعیل بن اوسط
5- اسماعیل بن جعفر المدنی
6- اسماعیل بن زکریا الخلقانی
7- اسماعیل بن سالم الأسدی
8- اسماعیل بن سمیع
9- اسماعیل بن شروس
10- اسماعیل بن شعیب السمان
11- اسماعیل بن عبد الرحمان السدی
12- اسماعیل بن عبد الله بن سماعة
13- اسماعیل بن علیة
14- اسماعیل بن عیاش
15- اسماعیل بن مجالد
16- اسماعیل بن محمد بن جحادة
17- اسماعیل بن محمد بن سعد
18- اسماعیل بن مسلم العبدی
19- اسمعیل بن مسلم المخزومی
20- اسماعیل بن أبی اسحاق
21- اسماعیل بن ابی حکیم
22- اسماعیل بن ابی خالد

23– اسماعیل ابو ربیع الکوفی '

شائد اس کی وجہ یہ ہو کہ امام ابو حفص عمر ابن شاہین نے مسودہ کتاب تو تیار کر لیا' ابتدائی ترتیب یعنی کتاب میں ذکر کردہ ناموں کو حروف ہیجائی کی ترتیب سے جمع کرنے کے بعد ابھی داخلی ترتیب باقی تھی' علمی مصروفیت کی بناء پر وہ داخلی ترتیب ہیجائی نہ دے پائے' کہ وقت موعود آن پہنچا' کتاب پر نظر ثانی نہ کر سکے۔

2= کتاب میں بعض غلطیوں کی تصحیح بھی ابھی باقی تھی' مثلاً کتاب میں بعض ضعفاء حدیث اور منکرین حدیث کو ثقة لکھا' جیسا ابو اسرائیل اسمعیل بن ابی اسحق الملائی کو ثقہ لکھا ہے۔(210)

ابن حبان نے لکھا ہے کہ یہ شخص رافضی تھا اور اصحاب رسول رضوانم اللہ علیہم اجمعین پر تبرا بازی کرتا تھا۔(211)

یحی بن معین نے کہا' محدثین ابو اسرائیل کی بیان کردہ احادیث کو اپنی کتاب میں درج نہ کرتے تھے۔(212)

3= کتاب میں کچھ نام ایسے بھی ہیں جن کے متعلق صاحب کتاب نے کچھ تصریح نہیں کی کہ یہ ثقہ ہے یا غیر ثقہ مثلاً محمد بن عبد الرحمن ۔(213)

4= جہاں وضاحت مطلوب تھی امام ابو حفص عمر ابن شاہین نے وضاحت فرمادی مثلاً کسی راوی حدیث کے متعلق اشتباہ کا امکان تھا' تو اسے ذکر کر دیا گیا جیسے الحسن بن ذکوان اور الحسین بن ذکوان کے مابین بھائی ہونے کا اشتباہ ہو سکتا تھا' تو آپ نے ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ان دونوں کے درمیان قرابت نہ ہے۔(214)

5= اسی طرح کسی راوی حدیث کو آپ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی ثقہ کہا ہے' تو اس کا بھی ذکر فرماتے' مثلاً سوار بن ابی عبیدة کو ثقہ کہتے ہوئے فرمایا کہ امام احمد بن حنبل نے بھی اسے ثقہ شمار کیا ہے' اور یہ سعید بن ابی عروبہ کے شاگردوں میں سے ہے۔(215)

جبلة بن سحيم کے ترجمہ میں لکھا ہے' ثقة قاله يحی القطان و ابن معين وقد وثقه شعبه و سفيان ۔(216)

6=بعض اوقات کسی راوی حدیث کے لئے لفظ ثقہ استعمال نہیں کرتے بلکہ اس کے استاد یا شاگرد کا نام لیتے ہیں جو جرح و تعدیل میں سند ہے' یہ اس بات کی علامت و دلیل ہے' کہ یہ راوی بھی ثقہ ہے' مثلاً ثعلبہ الطھوی کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ ان سے اسحاق رازی 'ابو معاویہ اور جریر جیسے جلیل القدر محدثین نے حدیثیں بیان کی ہیں ۔(217)

ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے ۔(218)

7=اسی طرح اگر راوی اھل السنة کے علاوہ کسی مخصوص فرقہ یا گروہ سے تعلق رکھتا ہو- جو اس راوی کے لئے باعث جرح ہے- تو اسے بھی ذکر کر دیا جاتا مثلاً جعفر بن سلیمان الضبی کے متعلق کہا کہ یہ شیعہ ہے ۔(219)

اور ھارون بن سعد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا مجھے اس کے شیعہ ہونے کا گمان ہے ۔(220)

اسی طرح محمد بن راشد کے ترجمہ میں لکھا ہے' یہ ثقہ ہے لیکن تقدیر کا منکر تھا ۔(221)

8=مطبوعہ نسخہ میں سقط بھی ہے اور کمی بھی' جیسا کہ متاخرین نے ابن شاھین کے حوالہ سے کسی راوی کی ثقاھت بیان کی کہ ابن شاھین نے اسے ثقۃ کہا ہے' جب کتاب الثقات میں دیکھا تو راوی کا ذکر ہی نہیں مثلاً امام شمس الدین الذھبی نے محمد بن عیسی بن سمیع ابو سفیان کے ترجمة میں لکھا ہے [قال ابن شاھین ثقة] (222)

یہ راوی موجودہ مطبوعہ کتاب الثقات کے نسخہ میں نہ ہے۔

کتاب میں وارد کلمات توثیق:

امام ابو حفص عمر ابن شاھین نے ائمة حدیث و نقاد رجال سے کتاب میں مذکور رواۃ حدیث کے لئے مختلف کلمات ثقاھت بیان کیے ہیں کیونکہ رواۃ درجہ ثقاھت میں مختلف ہوتے

ہیں۔

1-سب سے اعلی درجہ ثقاهت' امیر المؤمنین فی الحدیث کا امام سفیان ثوری کے لئے بیان کیا ہے۔(223)

2-اوثق الناس کا لفظ عامر بن عبد الله بن الزبیر کے ترجمۃ میں ذکر ہے۔(224)

اور أثبت أهل الكوفة کا لفظ منصور بن المعتمر کے ترجمۃ میں ذکر کیا ہے۔(225)

3-ثقة ثقة لفظ مکرر شریک بن عبد الله کے ترجمۃ میں ذکر ہے۔(226)

4-ثقة' ثبت ثقاہت کے لئے دو[2] مختلف الفاظ کا استعمال عبد الله بن مطر کے ترجمة میں ذکر ہے۔(227)

5-شیخ 'ثقة ثقاہت کے لئے دو[2] مختلف الفاظ کا استعمال عبد الله بن یزید کے ترجمة میں ذکر ہے۔(228)

6-ثقة 'غیر مکرر بہت زیادہ استعمال کیا ہے۔

7-ثبت کا لفظ شباک الضبی کے ترجمۃ میں ذکر ہے۔(229)

8-معادن الصدق کا لفظ ربیع بن خیثم کے ترجمۃ میں ذکر ہے۔(230)

9-صالح الحدیث کا لفظ صدقة بن یزید کے ترجمة میں ذکر ہے۔(231)

10- سید کا لفظ خیثمة بن عبد الرحمان کے ترجمة میں ذکر ہے۔(232)

11-لیس به بأس کا لفظ صالح الدهان کے ترجمة میں ذکر ہے۔(233)

12-ما أرى به بأس کا لفظ صالح بن محمد کے ترجمۃ میں ذکر ہے۔(234)

13-صدوق اللسان کا لفظ محمد بن راشد ے ترجمہ میں ذکر کیا ہے۔(235)

وفات:

امام ابو الحسن دراقطنی کے کچھ ہی دنوں کے بعد امام ابو حفص عمر ابن شاہین ماہ ذی الحجۃ 385ھ میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔(236)

طبقات الحفاظ لامام جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی

تعارف مؤلف

نام ونسب:

عبد الرحمان بن ابی بکر بن محمد بن سابق بن الفخر عثمان بن ناظر الدین محمد بن سیف الدین خضر بن نجم الدین ابی الصلاح ایوب بن ناصر الدین محمد بن الشیخ همام الدین العمام الخضری الاسیوطی ۔(237)

ولادت:

امام عبد الرحمن سیوطی خود اپنی تاریخ ولادت کے متعلق فرماتے ہیں کہ میری ولادت اتوار کی رات مغرب کے بعد 849 ہجری میں ہوئی ۔(238)

تعلیم وتربیت:

آپ کے آباء و اجداد کا شمار بزرگان امت میں ہوتا ہے' آپ کے جد امجد شیخ همام الدین سلسلہ تصوف کے مشائخ سے تھے' اور دیگر بھی کچھ تو حکمران رہے' اور کچھ متول تاجران تھے جنہوں نے اسیوط میں علمی دانش گاہیں تعمیر کروائیں' اوران کے اوقاف قائم کیے۔

امام جلال الدین عبد الرحمن سیوطی کے بیان کے مطابق اگرچہ سارا خاندان تعلیمی خدمات کے نام سے جانا جاتا ہے' تاہم جو تعلیم و تعلم اوران کی نشر و اشاعت میں مقام ان کے والد کو نصیب ہوا وہ کسی اور کو نہیں۔

امام جلال الدین سیوطی چھوٹی عمر میں ہی باپ کے سایہ سے محروم ہونے کے باوجود آٹھ [8] سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر چکے تھے' نیز عمر کے اسی حصے میں العمدہ' منہاج الفقہ' الفیہ ابن مالک جیسی کتب یاد کر چکے تھے' علم الفرائض کی تعلیم علامہ زمان شیخ شہاب

الدین سے حاصل کی 866 میں ہی تالیف و تصنیف شروع کردی پہلی کتاب بسم اللہ اور تعوذ کی شرح تھی، جس کی تقریظ شیخ الاسلام علم الدین البلقینی نے لکھ کر مولف کی حوصلہ افزائی فرمائی۔(239)

آپ نے حصول علم لئے شام، حجاز، یمن، ہندوستان، اور مغرب وتکرر کا سفر کیا، امام جلال الدین السیوطی کا بیان ہے کہ حج کے موقع پر زمزم پیتے ہوئے میری دعا تھی۔

اے اللہ مجھے علم فقہ میں شیخ سراج الدین البلقینی اور حدیث میں علامہ ابن حجر العسقلانی کا رتبہ نصیب فرما، اللہ تعالی نے میری دعا کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے علم تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان، بدیع میں ایسی تبحر علمی سے نوازا، کہ اس دور کے ہم پلہ اساتذہ بھی رشک کی نگاہ سے دیکھتے تھے، لیکن میرے استاذ کی علم فقہ میں وسعت نظر اور قوت استنباط کہیں زیادہ تھی، امام جلال الدین سیوطی کا بیان ہے، مذکورہ علم کے علاوہ اصول فقہ، علم الجدل، علم التصریف میں مہارت کم تھی، علم الانشاء اور علم الفرائض میں اس سے بھی کم، علم الحساب تو میرے لئے بہت ہی مشکل تھا، بات اگر اجتہاد کی ہوتی تو عقلی اور نقلی دلائل کے اللہ کے فضل وکرم سے انبار لگا دیتا، اعتراضات کے جوابات دینا تو میرے بائیں ہاتھ کا کام ہوتا، مابین المذاهب اختلافات کا موازنہ کرنا تو میری گھٹی میں شامل تھا، یہ سب باری تعالی کا انعام ہے، اور حج میں کی ہوئی دعاؤں کا اثر ہے، جن کا ذکر کرنا تحدیث نعمت سمجھتا ہوں **فللہ الحمد علی ذلک**۔(240)

اساتذۃ:

ویسے تو حصول علم کے لئے اس وقت کے جہابذہ علماء وفقہاء کے سامنے زانو تلمذ ہوئے، جن کی تعداد 150 کے لگ بھگ ہے، تاہم چند ایک نمایاں قابل احترام اساتذہ کا ذکر خیر ہوگا، جن کے علمی رنگ کی امام جلال الدین سیوطی میں جھلک نمایاں تھی۔

1=الشیخ شهاب الدین الشارمساحی

2= شیخ الاسلام علم الدین البلقینی

3=شیخ الاسلام شرف الدین المناوی

4=شیخ الاسلام العلامه تقی الدین الشبلی الحنفی

5=الشیخ العلامه محی الدین الکافیجی

6=شیخ الاسلام سیف الدین الحنفی (241)

تالیفات:

امام جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب حسن المحاضرہ میں اپنی تالیف کردہ کتب کی تعداد تین[300]صد تک کا ذکر کیا جو علم تفسیر ،قرأت ،حدیث ، فقه،اللغة العر بیه ، اصول ، بیان ، تصوف ، تاریخ اور ادب کے موضوعات پر تھیں،لیکن امام ابن ایاس نے امام جلال الدین سیوطی کی تالیفات کی تعداد چھ[600]صد ذکر کی ہیں،جن میں چند ایک کا ذکر درج ذیل ہے۔

1=ذیل الممهد علی القول المسدد فی الذب عن مسند احمد (242)

2=توضیح المدرک فی تصحیح المستدرک (243)

3= المسلسلات الکبری

4=جیاد المسلسلات (244)

5=النادریات فی العشاریات (یہ وہ احادیث ہیں جن میں امام جلال الدین سیوطی اور نبی کریم ﷺ کے درمیان صرف دس[10]راوی ہیں۔(245)

6=تحفة النابة بتلخیص المتشابه (246)

7=کشف النقاب عن الالقاب (247)

8=کتاب المنی فی الکنی (248)

9=لب الالباب فی تحریر الانساب (249)

10= اللالی المصنوعه فی الاحادیث الموضوعه

11=ذیل اللالی المصنوعه فی الاحادیث الموضوعه

12=النکت البیعات علی الموضوعات

13=التعقبات علی الموضوعات (250)

14=تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی

15=امالی الدرة الفاخرة فی کشف العلوم الاخرة للغزالی

16=جامع المسانید

17=الجامع الصغیر اس میں 10934 احادیث ہیں۔

18=جمع الجوامع الجامع الکبیر

19= مناهل الصفاء فی تخریج احادیث الشفاء (251)

20=نشر العبید فی تخریج احادیث الشرح الکبیر (252)

21=کتاب الحاوی للفتاوی اس میں 82 اہم فتاوی ہیں۔ (253)

22=کفایة اللبیب فی خصائص الحبیب اس میں ایک ہزار [1000] خصائص نبوی جمع کیے گئے ہیں۔ (254)

23=عین الاصابة فی معرفة الصحابة (255)

24= اسعاف المبطاء برجال الموطا (256)

25=طبقات الحفاظ ۔

طبقات الحفاظ

تعریف کتاب:

امام جلال الدین سیوطی کی کتاب طبقات الحفاظ کا مخطوط 'قلمی نسخہ دار الکتب المصریۃ میں موجود ہے' اور اس کا دوسرا مخطوط 'قلمی نسخہ بھی دار الکتب المصریۃ میں تھا' کتاب کا مکمل نام جیسا کہ امام ابن جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے [طبقات الحفاظ ومعدلی حملہ العلم النبوی ومن یرجع الی اجتهادهم فی التوثیق والتخریج والتضعیف والتصحیح]

مذکورہ کتاب امام شمس الدین الذہبی کی کتاب تذکرۃ الحفاظ کا اختصار اور اضافات پر مبنی ہے۔

کتاب طبقات الحفاظ پہلی بار 1833 میں فرانسیسی ترجمہ کے ساتھ یورپ سے شائع ہوئی' لیکن یہ طباعت تحریف واغلاط سے خالی نہ ہے' ان اغلاط کی اصلاح ایک طویل عمل ہے' یوں محسوس ہوتا ہے کہ ناشرین کتاب عربی زبان کے حروف ابجد سے بھی ناواقف تھے' مثلاً کتاب کی عبارت [کان اصحاب عبد اللہ الذین یقرؤن الناس و یعلمونهم السنة علقمة و الاسود]۔(257)

اس عبارت میں لفظ الذین کو المدینی سے اور یقرؤن کو یقربون سے تبدیل کر دیا۔(258)

یہ کتاب دوبارہ اگست 1973 بمطابق رجب 1393 ہجری میں علی محمد عمر کی تحقیق اور مصر' مکتبہ وھبۃ کی جہود سے مخطوط سے مطبوع ہوئی اور اہل علم کی توجہ کا مرکز بن گئی۔

مؤلف نے کتاب کو طبقات کی ترتیب سے مرتب کیا ہے' یعنی ایک دور کے حفاظ کو یکجاہ جمع کیا ' کل ذکر کردہ حفاظ کو چوبیس [24] طبقات میں تقسیم کیا' پہلا طبقہ صحابہ کا ہے' دوسرا طبقہ کبار تابعین تیسرا طبقہ متوسط تابعین چوتھا طبقہ صغار تابعین پر مشتمل ہے' اور بعد میں حفاظ حدیث کو بیس [20] طبقات میں ذکر کیا ہے۔

کتاب کے مصادر:

کتاب کے مرتب کرنے میں امام جلال الدین السیوطی کے پیش نظر سابقہ علمی مراجع و مصادر ھیں، جن میں سلف صالحین کی وہ جملہ تالیفات و علمی کاوشیں ہیں' جو ان مؤلفین کی شبانہ روز کی محنت اور کمال احتیاط سے مرتب کی گی ہیں' چونکہ امام السیوطی نے کتاب طبقات الحفاظ کے علمی مواد کو جمع کرنے میں سابق تالیفات کا حوالہ ذکر نہیں کیا بلکہ ائمۃ سلف کے نام سے ان کے اقوال و آراء بیان کی ہیں' اس لیے مناسب ہوگا' ان میں سے کچھ مؤلفین کے اسماء گرامی کا ذکر کر دیا جائے تمام کے استقصاء کا مقام نہیں ہے۔

1– امام ابو حاتم محمد بن ابن حبان البستی (259)

2–امام ابو الحسن احمد بن عبد الله بن صالح العجلی(260)

3– امام التاریخ و السیر محمد بن عمر بن واقدالواقدی (261)

4–امام ائمة الجرح و التعدیل یحی ابن معین(262)

5–امام التاریخ و الرجال و السیر محمدبن اسحاق بن یسار القرشی(263)

6– امام اهل السنة ابو عبد الله احمد بن حنبل (264)

7– امام الجرح و التعدیل' عبد الرحمن بن محمد بن ادریس'المعروف بابن ابی حاتم الرازی(265)

8– امام و محدث ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی(266)

9– امام و خطیب التاریخ و الرجال 'ابو بکر احمد بن علی 'البغدادی (267)

10–امام شمس الدین ابو عبد الله محمد بن احمد بن عثمان الذهبی(268)

11– امام اهل العلم و الفضل محمد بن سعد بن منیع البصری ابن سعد (269)

ممیّزات:

طبقة الصحابة:

اس طبقہ میں کل 23 صحابہ کا ذکر ہے' ان کے ترجمہ میں مکمل سکوت اور صرف نام کے ذکر پر اکتفاء کیا گیا ہے' صرف ابو ہریرہ کے ترجمہ میں لکھا ہے[ھو احفظ الصحابہ وقال الشافعی ابو ھریرہ احفظ من روی الحدیث فی الدنیا] (270)صحابہ میں سے زیادہ حفظ کا ملکہ رکھتے تھے' امام محمد بن ادریس الشافعی کا فرمان ہے' کہ ابو ہریرہ دنیا میں حدیث نبوی کا سب سے زیادہ حافظ راوی ہے۔

تابعین کو تین طبقات میں تقسیم کیا جیسا کہ پہلے ذکر کیا۔

1= کبار التابعین :

کبار التابعی سے مراد وہ شخص مراد ہے' جس نے زمانہ جاہلیت واسلام کو پایا لیکن بحالت ایمان رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے محروم رہا' گر چہ وہ حضور ﷺ کی زندگی میں شرف اسلام سے مشرف ہو چکا ہو' عام اصطلاح میں ایسے شخص کو مخضرم کہا جاتا ہے۔(271)

اس میں ذکر کردہ تابعی کے متعلق ائمہ حدیث کے بیان کردہ الفاظ توثیق کا ذکر ہے' اگر کوئی تابعی حضور ﷺ کی زندگی میں موجود تھا' لیکن زیارت کا شرف حاصل نہ ہو سکا تو اس کا بھی ذکر کیا' مثلا عبیدہ بن عمرو تابعی کے متعلق لکھا' کہ یہ حضور کی وفات سے دو سال قبل مسلمان ہوا' لیکن ملاقات نہ ہو سکی۔(272)

اسی طرح سوید بن غفلة کے ترجمہ میں لکھا کہ اس کی ولادت عام الفیل یا دو سال بعد ہوئی اسلام لانے کے بعد مدینہ منورۃ پہنچا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور ﷺ کو دفنا کر ابھی فارغ ہوئے تھے۔(273)

2= الوسطی من التابعین :

اس میں ذکر کردہ تابعی کے متعلق صحابی سے ملاقات کا ذکر' یا صحابی کی توثیق کا ذکر ہے' مثلا سعید بن جبیر کے متعلق ابن عباس کا یہ فرمان ہے' جب اہل کوفہ نے ابن عباس سے سوالات کیے تو فرمایا کہ کیا تم میں **سعید بن جبیر** نہیں ہے؟(274)

مزید اس طبقہ کے ذکر کردہ تابعین کے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کے الفاظ توثیق اور صاحب علم وفضل ہونے کا بکثرت بیان ہے مثلا **محمد بن سیرین** کے متعلق عثمان تمیمی کا بیان ہے' کہ بصرہ میں قضاء کا ان سے بڑا عالم نہ ہے' ابن سعد نے کہا ثقة 'فاضل' حافظ' متقن' رای ثلاثین من الصحابة ۔ (275)

3=صغار التابعین:

چونکہ ان کے تابعی ہونے کی صراحت و وضاحت کی زیادہ ضرورت محسوس کی' اور ہر ایک کے **ترجمہ** میں ان صحابہ کا ذکر کیا' جس سے اس تابعی نے روایت بیان کی' اور اسی طرح اس سے بیان کرنے والے ائمہ ومحدثین وفقهاء امت کا ذکر کیا گیا مثلا محمد بن مسلم الزهری کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے سهل بن سعد 'ابن عمر' جابر 'انس ودیگر صحابہ اکرام وتابعین سے روایت بیان کی' اور ان سے امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت ' مالک بن انس' اور عطاء جیسے جید فقہاء کرام اور ایک جم غفیر لوگوں نے علم حاصل کیا' اسی طرح ان ذکر کردہ تابعین کی توثیق دیگر ائمہ جرح و تعدیل سے نقل کی مثلا امام اللیث کا فرمان ہے کہ زهری سے بڑا عالم میں نے نہیں دیکھا' اور آخر میں اس تابعی کا سن وفات ذکر کیا' امام زهری کے متعلق فرمایا ان کی وفات 124 میں ہوئی۔(276)

4-طبقہ خامسہ سے آخر تک:

عموما حفاظ وائمہ حدیث ورجال کا ذکر کیا' اور راوی کے اساتذہ وشاگردوں کا ذکر کیا نیز ائمہ نقد وجرح کے اقوال توثیق بیان کئے اور کسی کے متعلق اختلاف ہے' تو اس کی نشان دہی کی مثلا

یحی بن ایوب کے بارے میں لکھا کہ یحی بن معین نے ثقہ کہا جبکہ امام ابو عبد الرحمن شعیب نسائی نے انہیں ضعیف شمار کیا امام احمد بن حنبل نےسئی الحفظ کہا ۔ (277)

5-اگر کسی راوی کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے' تو اس کا ذکر کیا مثلا ابو بردہ کے ترجمہ میں لکھا کہ ان کی وفات 103 یا 104 یا 107 میں 80 سال کی عمر میں ہوئی' نیز قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق کے ترجمہ میں ہے کہ ان کی وفات 101 یا 102 یا 106 یا 118 میں ہوئی۔(278)

اکثر وفات کا اختلاف وسطی من التابعین کے طبقہ میں ہے۔

6-اگر کسی راوی کے متعلق کوئی اہم واقعہ ہو تو بیان فرمادیا مثلا یحی بن یعمر ابو سلمان البصری کے متعلق بیان کیا کہ اس نے قرآن مجید پر نقطے لگائے تھے۔(279)

اور مجاھد بن جبر ابو الحجاج کے ترجمہ میں بیان کیا کہ یہ علم تفسیر کا بہت بڑا امام تھا' اور عبد اللہ ابن عباس کو 30 دفعہ قرآن مجید سنایا' ان کی وفات دوران نماز سجدہ کی حالت میں ہوئی۔(280)

7-اس میں سابقہ اسلوب ہی اختیار کیا گیا اگر کسی امام کی کوئی تالیف ہے' تو اس کا ذکر کرتے ہوئے اس کے مسلک و مذھب کی بھی نشان دہی کی مثلاابو اسحق ابراھیم بن محمد کے متعلق لکھا کہ [کان قدریا 'معتزلیه 'جهمیا کل بلاء فیه] امام یحی بن معین نے اسے ضعیف کہا جبکہ امام محمد بن ادریس شافعی نے اسے ثقہ کہا ابو احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی نے بھی توثیق بیان کی' کہ اس کی بیان کردہ حدیث منکر نہ ہے' اس کی تالیف موطاء ہے جو کہ موطاء امام مالک سے ضخیم کتاب ہے۔(281)

8-اس طرح امام عبد اللہ بن مبارک کے ترجمہ میں ان کی تالیفات کا تذکرۃ ہے۔(282)

9-اس طبقہ میں ذکر کردہ حفاظ تقریبا دوسری کے نصف سے آخر تک کے ہیں' اس دور میں چونکہ متکلمین [علم الکلام ' منطق فلسفہ کے ماہرین] کا کافی اثر ظاہر ہو چکا تھا' ان میں جو

علم الکلام سے متاثر ہوئے ان کا بھی ذکر کیا مثلا ابو معاویہ محمد بن حازم کے متعلق ابو داود نے فرمایا یہ کوفہ میں مرجئیہ کا سردار تھا' ابن حبان نے اس کے متعلق کہا [کان مرجئیہ خبیثا] (283)

امام ابو یوسف علم الکلام کی مذمت کرتے ہوئے فرماتے ہیں [من طلب الدین بالکلام تزندق]۔ (284) علم الکلام سے دین کا علم حاصل کرنے والا کافر ہے۔

10- کتاب کے آخر میں حافظ یوسف بن عبد الرحمن المزی کا ترجمہ ذکر کرنے کے بعد امام جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ حافظ شمس الدین الذہبی نے یہاں تک کے حفاظ کا ذکر کیا' اب مزید اضافہ کیا جاتا ہے اور پھر امام شمس الدین الذہبی کے ترجمہ سے آغاز کیا اور فرمایا کہ آج کے بعد لوگ علم حدیث وفنون حدیث کے لئے حافظ المزی ' ذہبی 'العراقی 'اور ابن حجر کی تالیفات کے محتاج رہیں گے۔ (285)

اور پھر 46 نامور حفاظ ومولفین کا ذکر کیا آخر میں محدث العصر' شیخ الاسلام' امام المحدثین 'قدوۃ الفقہاء' حافظ احمد بن علی ابن حجر العسقلانی کا نام ہے۔ (286)

11- یوں طبقات الحفاظ کل ذکر کردہ حفاظ کی تعداد 1192 ہے' جبکہ تذکرۃ الحفاظ ذہبی میں کل ذکر کردہ حفاظ کی تعداد 1176 ہے 'طبقات الحفاظ سیوطی اگر چہ تذکرۃ الحفاظ ذہبی کا اختصار ہے' لیکن اس میں کچھ حفاظ کا اضافہ ہے' مثلا امام شمس الدین الذہبی نے اکیسویں [21] طبقہ میں مسعود احمد الحارثی کے بعد شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا ذکر ہے۔ (287)

جبکہ طبقات الحفاظ سیوطی میں ان دونوں حفاظ کے مابین ابو الحسین علی بن محمد بن احمد الیونینی کا اضافہ ہے۔ (288)

12- اسی طرح کچھ حفاظ کا تذکرہ تذکرۃ الحفاظ ذہبی میں ذکر ہے' لیکن طبقات الحفاظ سیوطی میں نہیں مثلا کعب الاحبار۔ (289)

13- طبقات الحفاظ سیوطی چونکہ تذکرۃ الحفاظ ذہبی کا اختصار ہے' جیسا کہ پہلے ذکر

کیا گیا ہے، تو یہ بتانا ضروری ہے کہ تذکرۃ الحفاظ ذھبی میں چند ایک ایسے رواۃ کا ذکر ہے جو علمی میدان میں توسند کا درجہ رکھتے ہیں، لیکن علم حدیث میں ضعیف اور متروک ہیں، امام شمس الدین الذھبی نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کا بھی ذکر کیا، کہ ان کے نزدیک یہ ضعیف ہیں مثلاً محمد بن عمر بن واقد الواقدی کے ترجمہ میں لکھا (کذبہ احمد وترکہ ابن المبارک وغیرہ وقال النسائی وابن معین لیس بثقۃ (290)

لیکن مذکورہ شخص کا مغازی وسیر میں کوئی ثانی نہیں۔ (291)

اسی طرح عمرو بن ھارون بن یزید بن جابر الثقفی کے ترجمہ میں فرمایا[کذبہ ابن معین وترکہ احمد وغیرہ] ۔ (292)

14-تو یوں امام جلال الدین سیوطی نے امام شمس الدین ذھبی کا تعاقب و استدراک بھی فرمایا گویا طبقات الحفاظ سیوطی میں تذکرۃ الحفاظ ذھبی پر نقد بھی ہے۔

15-کتاب میں مختلف حفاظ کی أصح الاسانید کا ذکر بھی کیا ہے، مثلاً احمد بن حنبل اور اسحاق ابن راھویہ کے قول کے مطابق اصح االاسانید[زھری عن سالم عن ابیہ] سند ہے۔(293)

ابن ابی شیبہ نے کہا اصح االاسانید[زھری عن علی بن الحسین عن ابیہ عن علی بن أبی طالب] ہے۔(294)

جبکہ امام محمد بن اسماعیل البخاری کے نزدیک [مالک عن نافع عن ابن عمر] اصح الاسانید کا درجہ رکھتی ہے۔(295)

امام محمد بن اسماعیل البخاری نے اس سند کو بھی أصح الاسانید کہا ہے[ابو الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرہ] ۔(296)

وفات:

تمام مورخین کا اس پر اتفاق ہے، کہ یہ علم نبوی کا سمندر، اجتہاد کا پہاڑ اور عظیم مصنف 'امت مسلمة کیے لئے عظیم علمی ورثہ چھوڑ کر 911ھ میں اپنے رب کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔(297)

حوالہ جات:

1= الهيثمی'ابو بكر علی 'مجمع الزوائد' بيروت 'در الكتب العربی '١٣٠٧ ص١٤٠ ج١

2=ابن حجر العسقلانی 'احمدبن علی 'تهذيب التهذيب 'بيروت دار الفكر ١٩٨٤-١٤٠٤'ص٧٧ ج٤

3=القشيری' مسلم بن حجاج صحيح مسلم' القاهرة' دارالحديث ١٩٩١ الاولی ص١٥ ج١

4=ابن منظور' محمد بن مكرم' لسان العرب 'بيروت دار الصاد' ص٣٧١ ج١٠

5=الذهبی' شمس الدين محمد بن احمد'ميزان الاعتدال فی نقد الرجال 'بيروت'دار المعرفة ١٩٦٣ص٥ ج١

6=الخطيب البغدادی'ابو بكر احمد بن علی 'الكفاية فی علم الرواية'المدينة المنورة' المكتبة العلمية /تحقيق ابو عبد الله السورقی 'ابراهيم حمدی المدنی'ص٧٨

7=الخطيب البغدادی'الكفاية فی علم الرواية' محولا باله 'ص٧٩

8=ابن منظور' لسان العرب' محولا باله 'ص٣٤٠ ج٧

9=المناوی' **محمد عبد الرؤف**' كتاب التعاريف'بيروت'دارالفكر الاولی ١٤١٠ ص٤٦٩ ج١

10=الجرجانی'علی بن محمد بن علی 'كتاب التعريفات'بيروت'دار الكتاب العربی ١٤٠٥ اولی/تحقيق ابراهيم الابياری ص٤٦٩ ج١

(☆)=ابن حجر أحمد بن علی' 'فتح الباری شرح صحيح البخاری 'بيروت'دار المعرفة تحقيق فواد عبد الباقی ١٣٧٩ص٣٦٠ ج٥

11=الزرقانی'محمد بن عبد الباقی 'شرح الزرقانی علی موطاء الامام مالك '
بیروت'دار الکتب العلیمة ١٤١١اولی ص٧٤ ج٤

12=ابن حجر' أحمد بن علی"تقریب التهذیب بیروت'دارالمعرفة ١٩٧٥
ثانیة/عبد الوهاب عبد الطیف ص٤

13=السیوطی' جلال الدین عبد الرحمن 'تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی '
بیروت 'دار الکتب العلمیة ١٩٨٩ص٣٤٢-٣٤٣ ج١

14= الطحان ' محمود 'اصول التخریج و دراسة الاسانید ' الریاض 'مکتبة المعارف
١٩٧٨ص١٤٤

15= الطحان 'اصول التخریج محولا باله ص ١٤٤

16=ابن حجر العسقلانی' أحمد بن علی'لسان المیزان 'بیروت 'مؤسسة الأعلی
للمطبوعات١٩٨٦ص١٣ ج١

17=الخطیب'محمد عجاج'أصول الحدیث علومه و مصطلحه'بیروت'دار الفکر
١٩٨٩ص٢٦٧

18= الطحان 'اصول التخریج محولا باله ص١٤٤

19= الحاکم ابو عبد الله' محمد بن عبد الله معرفة علوم الحدیث ,بیروت
دار الکتب العلمیة ١٩٧٧=١٣٩٧تحقیق سید معظم حسین ص ٧١

20= مطبوع از بیروت'دار الکتب العلمیة ١٩٨٤/عبد المعطی امین قلعه جی

21= مطبوع از حلب'دارالواعی'١٣٦٩ اولی /تحقیق محمود ابراهیم زاید

22=السخاوی' محمد بن عبد الرحمن 'الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ'بغداد'مکتبة المثنی
١٩٦٣ص٥٨٥

23=مطبوع از الهند'حیدر آباد دکن ' دائرة المعارف العثمانیة ١٩٧٣

24= مطبوع از بیروت‘دار الکتب العلمية١٩٥٩

25=ابن حجر العسقلانی‘لسان المیزان‘ محولا باله ص٢٧٥ ج٣

26=مطبوع از بیروت‘دار الکتب العلمية

27=مطبوع از بیروت‘مؤسسة الکتب الثقافية ١٩٨٥ اولى /بوران الضناوى

28=مطبوع از بیروت‘مؤسسة الرسالة ١٤٠٤

29=مطبوع از بیروت‘مؤسسة الکتب الاسلامية ١٩٨٦ /تحقیق عبد الراضی محمد

30=الزرکلی‘خیرالدین بن محمود بن محمد بن علی بن فارس ‘الأعلام قاموس تراجم لأشهر الرجال و النساء من العرب و المستعربین و المستشرقین‘ بیروت ‘

دار العلم للملایین ١٩٨٩ ثامنة ص ٣٦ ج٦

31=السیوطی‘جلال الدین عبد الرحمن‘طبقات الحفاظ‘مصر ‘ مکتبة وهبة ١٠٧٣ اولی/

تحقیق علی محمد عمر‘ص٥٣٣]اوراس کتاب کے متعلق حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ یہ

نامکمل ہے اگر مکمل ہوتی تو بیس[20]اجزاء پر مشتمل ہوتی۔

32= مطبوع از بیروت‘دار احیاء التراث العربی ١٣٧٤

33=مطبوع از بیروت‘مؤسسة الرسالة ١٤١٣ /شعیب الارناؤوط

34=مطبوع از الاردن‘مکتبة المنار ١٩٨٦ اولی/محمد شکور بن محمود الميادینی

35=مطبوع از الاردن‘دار الفرقان ١٩٨٤/د/همام عبد الرحیم سعید

36= مطبوع از بیروت‘دار احیاء التراث العربی

37=الکتانی‘محمد بن جعفر‘ الرسالة المستطرفةلبیان مشهور الکتب السنة المشرفة‘ بیروت‘دار البشائر الاسلامية‘١٤٠٦-١٩٨٦ الرابعةص٢٠٩

38=الکتانی‘الرسالة المستطرفة محولا باله ص٢٠٩

39=الکتانی‘الرسالة المستطرفة محولا باله ص١٤٧

40= مطبوع از مصر'مکتبة وهبة ۱۹۷۳ /تحقیق علی محمد عمر

(☆)= مطبوع از مصر'القاهراة'المطبعة السلفية ۱۰٤۱ /تحقيق حمدی عبد المجيد السلفی

41=الذهبی'میزان الاعتدال فی نقد الرجال'محولا باله ص٥٨٦ ج١

42=ابن حجر العسقلانی' لسان المیزان' محولا باله ص٣٤٤ ج٢

43= ابو الحسن احمد بن عبد الله بن صالح العجلی'تاريخ الثقات' بيروت'دار الكتب العلمية ١٩٨٤ /عبد المعطی امين قلعه جی ص٤٨

44=الذهبی 'محمد بن احمد' سیر اعلام النبلاء'بیروت'مؤسسة الرسالة ١٤١٣ التاسعة/تحقيق شعيب الارناؤوط ص٥٠٥ ج١٢

45= القرطبی' محمد بن احمد بن ابی بکر ' تفسير احكام القرآن'بيروت 'دار الكتاب العربی' ١٤٢١-٢٠٠٠ ثالثة/عبد الرزاق المهدی' ص٩٢٧ ج٥

46= الطبرانی'ابو القاسم سليمان بن احمد ' المعجم الاوسط'القاهراة' دار الحرمين '١٤١٥ /تحقيق طارق بن عوض الله بن مرة 'عبد المحسن بن ابراهيم الحسينی ص ٢٢٤ ج٢

47=ابو عوانة'الاسفرائينی'يعقوب بن اسحاق ' مسند أبی عوانة'بيروت'دار المعرفة١٩٩٨ اولی /تحقيق ايمن بن عارف الدمشقی 'ص ٣٢٥ ج١

48=الذهبی' سیر اعلام النبلاء' محولا باله ص٥٠٧ ج١٢

49=الذهبی' سیر اعلام النبلاء' محولا باله ص٥٠٦ ج١٢

50=الخطيب'ابو بكر احمد بن علی البغدادی' تاريخ بغداد 'بيروت' دارالكتب العلمية' ص ٢١٤ ج٤

51=الذهبی' شمس الدين محمد بن آحمد 'كتاب تذكرة الحفاظ' بيروت'

دار احیاء التراث العربی ١٣٧٤ص ٥٦٠ ج٢

52=الخطیب' البغدادی' تاریخ بغداد 'محولا باله ص٢١٤ ج٤

53=الذهبی' سیر اعلام النبلاء ' محولا باله ص٥٠٦ ج١٢

54=الخطیب' البغدادی' تاریخ بغداد 'محولا باله ص٢١٤ ج٤

55=ابن حجر العسقلانی' لسان المیزان ' محولا باله ص٤٠٧ ج٤

56=ابن حجر العسقلانی' لسان المیزان ' محولا باله ص١٠٦ ج٦

57= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص ٤٥

58= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص ٤٠٠-٤١٧

59= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص٤٨٩

60= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص٥١٥

61= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص٥١٧

62= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص٥١٧

63= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص٥٢٤

64= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص٤٨

65= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص١٩٤-٢١٦

66=عمرو بن ابی عاصم 'کتاب السنة' بیروت'المکتب الاسلامی ١٤٠٠

/تحقیق ناصر الدین الالبانی ص ١٢١ ج١

67=القیسرانی 'محمد بن طاهر' تذکرة الحفاظ' الریاض'دار الصمیعی ١٤١٥

اولی / تحقیق حمدی بن عبد المجید اسماعیل السلفی ص٩٦ ج١

68= المنذری 'عبد العظیم بن عبد القوی'الترغیب و الترهیب 'بیروت'دار الکتب العلمیة

١٤١٧ اولی / تحقیق ابراهیم شمس الدین ص١٩٧ ج٤

69=الذهبی' سیر اعلام النبلاء' محولا باله ص٥٠٦ ج١٢

70= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص١٢٩

71=الذهبی 'میزان الاعتدال فی نقد الرجال 'محولا باله ص٥٨٦ ج١

72=ابن رجب الحنبلی 'عبد الرحمن بن احمد' جامع العلوم والحکم 'بیروت' دار المعرفة
١٤٠٨ اولی ص٣٨٨ ج١

73=امام ابو بکر الهیثمی' 'مجمع الزوائد' بیروت'دار الکتب العربی ١٤٠٧ ص٢٢٤ ج٥

74= امام الکنانی احمد بن ابی بکر[المتوفی ٨٤٠] 'مصباح الزجاجة' بیروت'دار العربية
١٤٠٣ ثالثة /تحقیق محمد المنتقی الکشناوی ص٣٤ ج١

75= ابن حجر العسقلانی'فتح الباری شرح صحیح البخاري'محولا باله ص١٨٩ ج ١

76=السیوطی' عبد الرحمن بن ابی بکر'طبقات الحفاظ'مصر' القاهراة' مکتبة وهبة
١٩٧٣-١٣٩٣ اولی/تحقیق علی محمد عمر ص٣١

77=الزرقانی'شرح الزرقاني علی موطاء الامام مالك' محولا باله ص١٧٤ ج١

78= مبارکفوری' محمد عبد الرحمن'تحفة الأحوزی شرح سنن الترمذي' بیروت'
دار الکتب العلمية ص١٤٥ ج١

79= عظیم آبادی 'محمد شمس الحق'عون المعبود شرح سنن أبی داؤد' بیروت'
دار الکتب العلمية ١٤١٥ ثانية ص١٠٣ ج١

80= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص٩٤

81= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص١٣٠

82= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص١٢٥

83= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص٧٦

84= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص١٣١

85= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص ۱۰۷

86= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص ۱٤۱

87= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص ۱۰۹

88= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص ۱۹٤

89= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص ۲۱۲

90= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص ۲۱۵

91= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص ۳۵٦

92= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص ۲۱۵

93=ابن حجر العسقلانی 'تهذیب التهذیب محولا باله ص ۲۷۳-۲۷٤

94= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص ۲۷۲

95= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص ۳۷۸

96= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص ٤۵٦

97= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص ۲۱۵

98= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص ۲۱٤

99= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص ۳۷۱

100= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص ۱۵۲-۱۵۳

101= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص ۳۹٤

102= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص ٤۷۰

103= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص ٤۷۲

104= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص ۱۱۸

105= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص ٤٤۹

106= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص٤٦٢

107= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص٨٨

108= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص٤٨٧

109= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص٦٦

110= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص٧٠

111= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص٤٧٣

112= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص٤٨٦

(☆) ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص١٢٩

(☆☆)ابن حجر العسقلانی' لسان المیزان' محولا باله ص٣٤٤ ج٢

113= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص١٩٤

114= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص١٩٥

115=الذهبی' سیر اعلام النبلاء' محولا باله ص٥٠٧ ج١٢

116=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص ٢٠

117=ابو حاتم ابن حبان البستی'محمد بن حبان بن احمد'کتاب المجروحین من المحدثین و الضعفاء و المتروکین' حلب' دار الواعی/تحفقیق محمود ابراهیم زاید'ص١

118=الحموی' یاقوت بن عبد الله 'معجم البلدان' بیروت' دار الفکر 'ص٤١٩ ج١

119= ابن حبان ' ابو حاتم محمد بن حبانبن احمد 'کتاب الثقات 'الهند' حیدرآباد دکن' مطبعة المعارف العثمانیة'١٩٧٣-١٣٩٣ ص١٦٢ ج٩

120= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص١٢١-٢٠٥

121=ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص ١٢٠-١٢٥ ج٩

122=الحموی'یاقوت بن عبد الله'معجم البلدان' بیروت'دارالفکر ' ص٤١٥-٤١٦ ج١

123=الحموی'معجم البلدان' محولا باله ص٤١٦-٤١٧ ج١

124=الذهبی' میزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا باله ص٥٠٨ ج٣

125=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص٤٦

126=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص١٢١

127=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص١٢١

128=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص١٢٨

129=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص١٣٠

130=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص١٤٤

131=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص١٤٦

132=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص١٤٧

133=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص٢٠

134=مطبوع از سوریا 'حلب 'دار الواعی

135=مطبوع از بیروت'دار الکتب العلمیة ١٩٥٩ /تحقیق فلا یشمهر

136=ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص١٢ ج١

137=ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص١٣ ج١

138=ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص١١ ج١

139=ابن حبان ' حاشیة کتاب الثقات' محولا باله ص١ ج١

140=ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص٣١٢ ج١

141=ابن حبان ' خاتمة الطبع کتاب الثقات' محولا باله ص ٢٩٨ ج٩

142=ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص١١ ج١

143=ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص١١ ج١

144= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص١٢ ج١

145= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص١٠ ج١

146= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص٢١-٢٣ ج١

147= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص٣٧ ج١

148= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص٧٤ ج١

149= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص١٣٣ ج٢

150= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص١٣٩ ج٢

151= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص١٤٣ ج٢

152= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص١٤٥ ج٢

153= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص٣٣٦ ج٢

154= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص٣٣٧ ج٢

155= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص١ ج٣

156= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص٢٣ ج٣

157= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص٣٩-٤٢ ج٣

158= ابو الحسن العجلی 'تاریخ الثقات' محولا باله ص٥١٧

159=ابن حجر العسقلانی ' أحمد بن علی' تهذیب التهذیب ' بیروت' دار الفکر ١٩٨٤ اولی و 'تقریب التهذیب بیروت'دارالمعرفة ١٩٧٥ ثانیة/عبد الوهاب عبد الطیف

160= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص٤ ج٤

161= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص٥ ج٤

162= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص٤٤ ج٤

163= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص٥ ج٥

164= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص ٥٦٠-٥٦٢ ج ٥

165= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص ٣ ج ٦

166= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص ٦٥٠ ج ٧

167= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص ٢٩٤ ج ٩

168= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص ٢٩٤ ج ٩

169= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص ٢٩٥ ج ٩

170= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص ٢٠٩ ج ٩

171= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص ٦١ ج ٩

172=ابن حجر العسقلانی' أحمد بن علی'تقريب التهذيب' بيروت' دارالمعرفة ١٩٧٥ ثانية /عبد الوهاب عبد الطيف ص ٢١٩ ج ٢

173=ابن حجر العسقلانی'تقريب التهذيب' محولا باله ص ٥ ج ١

174= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص ١٥٤ ج ٩

175= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص ١٦٥ ج ٩

176= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص ١٥٤ ج ٩

177= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص ١٥٥ ج ٩

178= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص ١٥٢ ج ٩

179= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص ١٥٤ ج ٩

180= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص ٢٠٥ ج ٩

181= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص ١٦٤ ج ٩

182= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص ٢٢٢ ج ٩

183= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص ٢٩٣ ج ٩

184=الحموی'معجم البلدان' محولا باله ص٤١٩ ج١

185=الذهبی' سیر اعلام النبلاء' محولا باله ص٤٣١ ج١٦

186=الخطیب' البغدادی' تاریخ بغداد 'محولا باله ص٢٦٥ ج١١

187=الخطیب' البغدادی' تاریخ بغداد 'محولا باله ص٢٦٥ ج١١

188=الذهبی' سیر اعلام النبلاء' محولا باله ص٤٣١ ج١٦

189=الذهبی' سیر اعلام النبلاء' محولا باله ص٤٣١ ج١٦

190=ابن شاهین'ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان 'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم'

بیروت'دار الکتب العلمیة'١٩٨٦-١٤٠٦/تحقیق عبد المعطی امین قلعه جی'

[مقدمة المحقق] ص ١٣-١٧

191=الذهبی' سیر اعلام النبلاء' محولا باله ص٤٣٢ ج١٦

192=الذهبی' سیر اعلام النبلاء' محولا باله ص٤٣٢ ج١٦

193=الذهبی' سیر اعلام النبلاء' محولا باله ص٤٣٤ ج١٦

194=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص٧٧

195=الزرکلی' 'الأعلام محولا باله ص٤٠ ج٥

196=ابو الطیب'محمد'عظیم آبادی'عون المعبود شرح سنن أبی داؤد' محولا باله'

ص١٢٤ ج٤

197=الذهبی' سیر اعلام النبلاء' محولا باله ص٤٣٢ ج١٦

198=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص٣٨

199=ابن شاهین' تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ' ص ٢٩

200=ابن حجر العسقلانی ' تهذیب التهذیب' محولا باله ' ص ٢٥٦ ج١

201=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص٣٢

202=الاصبهانی ,ابی نعیم احمد بن عبد الله' حلیة اولیاء 'بیروت ,دارالکتاب العربی ١٤٠٥ الرابعة ص ٣٢١ ج ١

203=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص ٣٢

204=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص ٢٥

205=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله 'مقدمة المصنف ص ٤٧

206= الکتانی'احمد بنأبی بکر بن اسماعیل 'مصباح الزجاجة'بیروت'دار العربیة١٤٠٣ – ١٩٨٣ ثانیة/ تحقیق محمد المنتقی الکشناوی'ص٨٨ ج٣

207=ابن حجر العسقلانی ' تهذیب التهذیب' محولا باله ص١١٦ ج٩

208=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص٤٩–٧٥

209=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص٤٩–٥٥

210=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص ٥٤

211= ابن حبان البستی'کتاب المجروحین من المحدثین و الضعفاء و المتروکین ' محولا باله ص١٢٤ ج١

212= العقیلی'ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسی بن حماد 'کتاب الضعفاء الکبیر' بیروت' 'دار الکتب العلمیة ١٤٠٤–١٩٨٤/تحقیق عبد المعطی أمین قلعه جی 'ص٧٦ ج١

213=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص٢٩٣

214=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص ٩٢

215=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص ١٦١

216=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص٨٥

217=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص٨٤

218= ابن حبان 'کتاب الثقات' محولا باله ص١٢٨ ج٦

219=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص۸۷

220=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص۳۴۲

221=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص۲۸۳

222=الذهبی'میزان الاعتدال فی نقد الرجال 'محولا باله ص۲۸۸ ج٦

223=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص۱۵٤

224=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص۲۲٦

225=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص۲۹۹

226=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص۱٦۹

227=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص۱۸۹

228=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص۱۸۹

229=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص۱۷۰

230=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص۱۲٦

231=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص۱۷۵

232=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص۲۳۲

233=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص۱۷۳

234=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص۱۷۳

235=ابن شاهین'تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' محولا باله ص۲۹۹

236=الزرکلی'خیرالدین 'الأعلام' محولا باله ص ٤۰ ج٥

237=السیوطی'جلال الدین عبد الرحمن طبقات الحفاظ' محولا باله ' ص ۱۰

238=السیوطی' جلال الدین عبد الرحمن'تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی ' بیروت '
دار الکتب العلمیة ۱۹۸۹' مقدمة المحقق ص ۱۵

239=السیوطی'تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی' محولا باله'مقدمة المحقق ص ١٢

240=السیوطی 'تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی' محولا باله'مقدمة المحقق ص ١٣

241=السیوطی''تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی' محولا باله'مقدمة المحقق ص ١١-١٢

242=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص١٩

243=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص٢٢

244=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص٨٤

245=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص١٠٠

246=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص١٢٠

247=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص١٢١

248=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص١٢٢

249=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص١٢٥

250=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص١٥٠

251=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص١٨٧

252=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص١٨٩

253=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص١٩٣

254=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص٢٠٢

255=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص٢٠٤

256=الکتانی'الرسالة المستطرفة محولا باله ص٢٠٩

257=السیوطی'طبقات الحفاظ' محولا باله ' ص١٤

258=السیوطی' مقدمة طبقات الحفاظ' محولا باله ص ٨

259=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص ٣١

260=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص ٣١

261=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص ٣٢

262=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص ٢٣

263=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص ٢٤

264=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص ٦٧

265=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص ٦٧

266=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص ٦٨

267=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص ٦٩

268= السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص ٦٩

269=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص ٣٢

270=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص ٩

271=تهانوی'ظفر احمد 'قواعد فی علوم الحدیث'الریاض'شرکة العبیکان للطباعة والنشر الطبعة الخامسة ص ٤٨

272=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص ١٤

273=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص ١٧

274=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص ٣١

275=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص ٣٢

276=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص ٤٣

277=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص ٩٦

278=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص ٣٨

279=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص ٣٠

280=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص٣٥-٣٦

281=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص١٠٥

282=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص١١٨

283=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص١٢٣

284=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص١٢٢

285=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص٥١٨

286=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص٥٤٨

287=الذهبی' كتاب تذكرة الحفاظ' محولا باله ص١٤٩٥ ج٤

288=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص٥١٦

289=الذهبی' كتاب تذكرة الحفاظ' محولا باله ص ٣٥ ج١

290=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص١٤٢

291=الذهبی' كتاب تذكرة الحفاظ' محولا باله ص ٣٤٨ ج١

292=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص١٤٤

293=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص٣٣

294=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص ٣٠

295=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص ٤٠

296=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص٥٥

297=مصطفى بن عبد الله الرومی 'كشف الظنون عن اسامی الكتب و الفنون' بیروت'

دار الكتب العلمية١٤١٣-١٩٩٢ ص٥ ج١

باب چہارم

ضعفاء رواۃ پر مشتمل کتب

حدیث رسول اللہ ﷺ کے مقبول و مردود ہونے کا انحصار رواۃ حدیث کے احوال پر ہے اگر جملہ سند ثقہ رواۃ پر مشتمل ہے تو بیان کردہ حدیث مقبول 'بشرطیکہ کوئی اور علت قادحہ نہ ہو' اور اگر راویان حدیث میں سے کوئی ایک راوی بھی ضعیف ہے تو اس کا اثر صحت حدیث پر ہوگا' اس باب میں مندرجہ ذیل عنوانات پر علمی و تحقیقی بحث ہوگی۔

ضعیف راوی کی وضاحت ۔

وہ اسباب و علل جن کی بناء پر راوی ساقط و ضعیف شمار ہوتا ہے۔

ضعفاء راویان حدیث پر تیسری تا دسویں صدی ہجری تک لکھی جانے والی مشہور ترین کتب کا زمنی ترتیب سے ذکر۔

یہ کتب آج بھی امت مسلمہ کے لئے مشعل راہ ہیں۔ ان کے ذکر کرنے میں مندرجہ ذیل اسلوب اختیار کیا گیا ہے' پہلے مؤلف کی شہرت پھر ان کا نام بمع تاریخ وفات اور بعد میں کتاب کا نام۔

آخر میں منتخب کتب کا تحقیقی مطالعہ۔

ضعیف لغۃ:

ضعیف ضعف بروزن شرف سے صفت مشبھه ہے اور یہ باب لازم مستعمل ہوتا ہے جو کہ قوت کی ضد ہے ارشاد قرآنی ہے[خلق الانسان ضعیفا](1) انسان تخلیقی طور پر ضعیف ہے۔

عربی زبان میں لفظ ضعیف مفرد و جمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے تاہم اس کی جمع اضیاف ضیوف ضیفان بھی آتی ہے۔(2)

ضعیف اصطلاحا:

حدیث ضعیف اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس میں حدیث صحیح و حسن کی شرائط مفقود ہوں۔(3)

اور ضعیف راوی ثقۃ راوی کی ضد ہے[وبضدھا تتبین الاشیاء] کے مصداق ضعیف راوی وہ ہوگا جس میں عدل و ضبط دونوں یا دونوں میں سے ایک وصف نہ پایا جائے اور ائمہ جرح و تعدیل کسی راوی کے متعلق فیصلہ دیں کہ یہ راوی ضعیف ہے۔(4)

اسباب الضعف:

راوی کے ضعیف ہونے کے کئی ایک اسباب ہیں جن سے چند معروف مندرجہ ذیل ہیں۔

1=مجھول العدالۃ ظاھر یا باطنا۔

2=مجھول العین۔

3=المبتدع جو بدعت کا پرچار کرے۔

4=کسی راوی کے متعلق یہ ثابت ہو کہ اس نے عمدا رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولا ہے گرچہ توبہ کر لی۔

5= راوی کے شاگرد ہونے کی ثقہ استاد نفی کرے۔

6= سماع حدیث میں تساھل یا لاابالی پن کا مظاہرہ کرنے والا۔(5)

جرح وتعدیل کی خصوصی اصطلاحات:

بعض ائمة الجرح والتعدیل کی خصوصی اصطلاحات ہیں' جو کہ عام محدثین ونقاد رجال سے مختلف ہیں ان کا ذکر مناسب ہوگا۔

1= امام محمد بن اسمعیل البخاری اگر کسی راوی کے متعلق [المنکر یا منکر الحدیث] کا لفظ استعمال کریں' تو ایسے راوی کی بیان کردہ حدیث نا قابل قبول ہے۔(6)

مثلا صالح بن بشیر کے متعلق ہے' [قال البخاری منکر الحدیث]' الأجری نے امام ابو داؤد سے پوچھا کیا اس کی حدیث اخذ کی جائے؟ فرمایا نہیں۔(7)

اور محمد بن زاذان کے متعلق کہا [منکر الحدیث لایکتب حدیثه](8) یہ منکر احادیث بیان کرتا ہے اس کی بیان کردہ احادیث نہ لی جائیں۔

ضعیف راوی جب ثقہ راوی کی مخالفت کرے تو ضعیف کی حدیث کو حدیث منکر کہا جاتا ہے۔

2= امام احمد بن حنبل کسی راوی کے متعلق منکر الحدیث کہیں یا صرف منکر کا لفظ استعمال کریں تو اس کا مطلب ہے' کہ یہ اس حدیث کے بیان کرنے میں اکیلا راوی ہے' مثلا عبد الله بن الحسین الازدی کے متعلق امام احمد بن حنبل کا فرمان ہے [منکر الحدیث] امام ابو حاتم الرازی نے کہا اس کی حدیث لکھی جائے۔(9)

3=یحی بن معین کسی راوی کے متعلق فرمائیں [انه لیس بشئی] تو اس سے ان کی مراد ہوگی کہ اس کی بیان کردہ احادیث تعداد میں کم ہیں۔(10)

اور کسی راوی کے متعلق لیس به بأس یا لابأ س به یکتب حدیثه کہیں تو یہ راوی ثقة ہوگا۔(11)

مثلا ابراھیم بن طھمان کے متعلق یحی بن معین کا ارشاد ہے [لاباس به یکتب حدیثه] اور عباس نے اس کے متعلق سوال کیا تو فرمایا ثقة ہے۔(12)

اوراگرکسی راوی کے متعلق[یکتب حدیثه] کہیں تو یہ راوی ضعیف ہوگا' مثلا ابراهیم بن هارون الصنانی کے ترجمۃ میں ہے[قال ابن معین یکتب حدیثه]اس پر امام ابن عدی کی وضاحت ہے کہ[قال ابن عدی :معنی قول ابن معین یکتب حدیثه انه من جملة الضعفاء]یحی ابن معین کا کسی راوی کے متعلق[یکتب حدیثه] کہنے کا مطلب ہے یہ راوی من جملة ضعفاء میں سے ہے۔(13)

4=اگرامام احمد بن حنبل کسی راوی کے متعلق(هو کذا او کذا) کا لفظ استعمال کریں تو راوی ضعیف ہے۔(14)

5=امام دارقطنی کسی راوی کے متعلق[لین] کا لفظ استعمال کریں تو وہ ساقط یا متروک الحدیث نہ ہوگا۔(15)

کسی امام الجرح و التعدیل کا کسی راوی کے متعلق ثقة و ضعیف دونوں الفاظ استعمال کرنے کا مطلب یہ ہوگا' کہ یہ راوی فی نفسه تو ثقه ہے البتہ دوسرے ہم عصروں کی نسبت درجہ ثقاهت میں کم ہے 'مثلاعبد الرحمن بن سلیمان بن عبد الله'صغار تابعین سے ہے۔

ابن معین'نسائی'ابو زرعه'دار قطنی نے اسے ثقہ کہا جبکہ امام نسائی نے اس کے لئے لیس بالقوی کے الفاظ بھی استعمال کئے'اس پر حافظ ابن حجر العسقلانی کی تعلیق ہے[تضعیفهم له بالنسبة الی غیره ممن هو اثبت منه من اقرانه وقد احتج به الجماعة سوی النسائی]۔(16)

عبد الله بن نافع الکنانی ابو شهاب الکوفی کے متعلق فرمایا کہ یحی بن معین'عجلی ' ابن سعد ' بزار 'ابن نمیر نے ثقہ کہا جبکہ امام ابو عبد الرحمن نسائی نے لیس بالقوی اور ساجی نے اس کے متعلق کہا کہ اسے اپنی بیان کردہ حدیث میں وهم لاحق ہوجاتا تھا' یعقوب بن شبیه نے اس کے حافظه کے متعلق بات کی' امام حافظ ابن حجر نے ان کی باتوں پر تبصرہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ اصحاب ستة میں سوائے امام ترمذی کے سب نے اس کی بیان کردہ احادیث بیان کیں ہیں' تو اس کا مطلب ہے کہ یہ اپنے ہم عصروں کے مقابلے میں درجہ ثقاہت میں کم تر ہے۔(17)

ایک دفعہ یحی بن معین نے الحسن بن احمد سے سوال کیا کہ اعمش کے شاگردوں میں آپ کو زیادہ پسند کون ہے؟ عیسی بن یونس یا حفص بن غیاس یا ابو معاویہ تو جواباً فرمایا ابو معاویہ۔(18)

اس جملہ سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ عیسی بن یونس اور حفص بن غیاث ضعیف ہیں، بلکہ سب ثقات ہیں، البتہ باہم درجہ بندی میں ایک دوسرے سے کم زیادہ ہیں، جیسا کہ امام محمد بن یحی نیشاپوری نے امام ابن شہاب الزہری کے شاگردوں کو تین [3] طبقات میں تقسیم کیا ہے، اور محمد بن عبد اللہ بن مسلم ‘اسامة بن زید ‘محمد بن اسحاق ‘ابو ایمن ‘فلیح ‘عبد الرحمن بن اسحاق کو دوسرے طبقہ میں شمار کیا اور فرمایا [ھولاء کلھم فی رجال الضعف و الاضطراب] ان سب کا شمار ضعفاء و مضطربین میں ہوتا ہے، مزید فرمایا کہ ان میں باہم اختلاف کی شکل میں طبقہ اولی کے رواۃ کی بیان کردہ روایت کو دیکھا جائے گا، کہ انہوں نے کیا بیان کیا ہے؟ اور اگر طبقہ اولی کے رواۃ اس حدیث کو بیان نہیں کرتے، تو دوسرے طبقہ کی بیان کردۃ حدیث مقبول ہوگی، یہی حکم تیسرے طبقہ کے رواۃ کے متعلق ہے۔(19)

کتب الضعفاء میں ذکر کردۃ رواۃ ایسے بھی ہیں، جن کے متعلق معروف الفاظ جرح میں سے کسی لفظ کا استعمال نہیں، صرف اس کا مسلک و مذھب بیان کیا گیا ہے، تو یہ دراصل ان رواۃ پر جرح ہی ہے، کیوں کہ یہ فرق و مذاھب مفادات کی خاطر جھوٹ دغلط بیانی کو درست خیال کرتے ہیں۔

امام مالک بن انس سے شیعہ میں سے فرقہ رافضہ کے متعلق سوال کیا تو فرمایا [لا تکلمھم و لاترو عنھم فانھم یکذبون] ان سے نہ بات کرو نہ ان کی مرویات بیان کرو، یہ جھوٹے ہیں۔

امام محمد بن ادریس شافعی کا فرمان ہے [لم أر أحدا أشھد بالزور من الرافضة] میں نے رافضی / شیعہ کے علاوہ کسی کو جھوٹ بولتے نہیں پایا۔

یذید بن ھارون کا فرمان ہے [یکتب عن کل مبتدع –اذا لم یکن داعیة–الا الرافضة فانھم یکذبون] ہر اس بدعتی کی مرویات لکھی جاسکتی ہیں جو بدعت کا داعی نہ ہو مگر روافض کی

مرویات نہ لکھی جائیں اس لیے کہ یہ جھوٹ بواتے ہیں۔

شریک بن عبد النخعی الکوفی امام عبد اللہ بن مبارک کے استاد ہیں فرماتے ہیں[احمل العلم عن کل من لقیتہ الا الرافضۃ'فانھم یضعون الحدیث و یتخذونہ دینا](20) روافض/شیعہ کے علاوہ ہر ایک سے علم حاصل کرو کیونکہ یہ موضوع احادیث تیار کرتے اور بیان کرتے ہیں اور یہی ان کا دین و مذہب ہے۔

گویا ائمہ سلف صالحین میں یہ معروف اور عام فھم تھا' کہ کسی راوی کا شیعہ /رافضی ہونا اس راوی پر جرح ہے' اور وہ راوی ضعیف و متروک سمجھا جائے گا۔

مقبول جرح:

رواۃ حدیث پر جرح کوئی سہل کام نہیں' بلکہ انتہائی مشکل کام ہے' خوف خدا ہی نہیں بلکہ خوف خلق خدا بھی دامنگر ہوتا ہے' اور ضرر آخرت سے پہلے ضرر دنیا بھی ہے' ابو بکر محمد بن خلاد الباھلی کا قول ہے میں نے یحی بن سعید القطان سے کہا کیا تجھے خوف نہیں کہ لوگ قیامت کے دن تیرا گریبان پکڑ کر سوال کریں' جن کی روایت کو تو نے ترک کیا تو یحی بن سعید نے کہا اگر محبوب رب العالمین کا سامنا ہوا' اور آپ ﷺ نے سوال کیا کہ تو نے میری أحادیث سے جھوٹ کی امیزش کو علیحدہ کیوں نہ کیا تو جواب نہ دارد۔(21)

لیکن پھر بھی شرعی ضرورت کی بناء پر جرح الرواۃ بقدر ضرورت جائز ہے' نیز راویوں پر اس قسم کی جرح سے گریز کیا جائے جن کا رواۃ حدیث کے ساتھ تعلق نہیں' جب ایک وصف سے ہی جرح ثابت ہو جائے' تو متعدد عیوب ذکر نہ کیے جائیں امام عبد الرحمن سخاوی نے فرمایا[لایجوز التجریح بشئین اذا حصل بواحد] ۔(22) ایک عیب یا جرم سے جرح ثابت ہو جائے تو دوسرے کا ذکر نہ کیا جائے' کیونکہ جرح بغرض ضرورت مباح ہے اور زائد از ضرورت جائز نہیں۔

مراتب الجرح:

مراتب تعدیل کی طرح ائمہ جرح وتعدیل نے ضعفاء رواۃ کو بھی چھ [6] مراتب میں تقسیم کیا ہے۔

1= کسی راوی کے متعلق درج ذیل الفاظ استعمال کئے جائیں' کذب ' وضع ' یا دونوں میں صیغہ مبالغہ کا استعمال ہو مثلا [اکذب الناس یا اوضع الناس 'یا الیہ المنتھی فی الوضع 'رکن الکذب'منبع الکذب] مثلا ابو الجھم ثویر بن فاختہ کے ترجمہ میں سفیان ثوری کا قول ہے' کہ یہ شخص [من ارکان الکذب]۔(23)

2= کسی راوی کے متعلق [کذاب'دجال'وضاع'یکذب'یضع'وضع حدیث] کے الفاظ استعمال ہو مثلا جابر بن یزید الجعفی کے ترجمہ میں امام یحی بن معین کا قول ہے [کان جابر الجعفی کذابا]۔ (24)

3= کسی راوی کے متعلق کذب' یا وضع الفاظ کے علاوہ متھم بالکذب' یا متھم بالوضع 'یسرق الحدیث'ساقط ' ھالک لایعتبر' ترکوہ' متروک الحدیث'لیس بالقوی ' ذاھب الحدیث جیسے الفاظ استعمال ہوں۔

4=[ضعیف جدا ' مطرح الحدیث 'ارم بہ 'واہ بمرۃ ' لیس بشئ ' لایساوی شئیا لایساوی فلسا] یہ اصطلاحات کسی راوی کے متعلق استعمال ہو تو راوی ضعیف شمار ہوگا۔

5=[منکر الحدیث ' مضطرب الحدیث 'لا یحتج بہ 'واہ ' ضعفوہ] الفاظ بھی ضعیف راوی کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

6=[فیہ مقال ضعف ' غیر اوثق فیہ ' لیس بحجۃ ' لیس یحمدونہ' تعرف وتنکر ' فیہ ضعف 'لیس بعمدۃ]۔

یہ الفاظ بھی جرح کے لئے بولے گئے اس میں پہلے چار اقسام میں شمار رواۃ کی احادیث نہ صرف

مردود ہیں بلکہ شواھدو متابع کے لئے بھی نا قابل التفات ہیں۔(25)

صاحب جرح وتعدیل کی شرائط:

جرح اور تعدیل کا حکم لگانے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ عالم باعمل متقی صادق و امین ہو، نیز راویوں کے حالات اور جرح و تعدیل کے اسباب سے واقف ہو تعصب سے بالاتر ہو' جو شخص مندرجہ بالا اوصاف سے متصف نہ ہوگا' اس کا جرح و تعدیل کا حکم قابل قبول نہ ہوگا، تاج الدین السبکی :فرماتے ہیں' جرح و تعدیل کے اسباب سے ناواقف کا مطلق طور پر کوئی حکم قابل قبول نہیں یہی موقف بدر الدین ابن جماعۃ کا ہے۔(26)

أمیر محمد بن اسماعیل الیمانی کا بھی یہی موقف ہے' کہ اس شخص کی جرح کا کوئی اعتبار نہیں جو اس کے اسباب سے ناواقف ہو' جرح کے معاملہ میں ضروری ہے کہ صاحب جرح عادل و متیقظ ہو۔(27)

کتب ضعفاء کا تاریخی جائزہ :

راویان حدیث پر جرح و ضعف کا بیان عھد تابعین سے شروع ہو گیا تھا' البتہ جس قدر زمانہ عھد رسالت مآب ﷺ کا قرب تھا جرح بھی کم تھی' جیسا کہ محمد بن سیرین [المتوفی 110] کا بیان ہے' ابتداء میں تو سند کے متعلق سوال نہ ہوتا تھا' یوں ہی کسی نے حدیث رسول بیان کرنی شروع کی اور کہا قال رسول اللہ ﷺ تو حاضرین و سامعین ہماں تن گوش ہو کر بیان کی جانے والی حدیث کی سماعت فرماتے' اور بیان کردہ حدیث کو لم یخروا علیھا صما و عمیانا کے مصداق دل و دماغ میں محفوظ کر لیتے' ہاں جب فتنہ واقع ہوا تو حدیث بیان کرنے والے سے سوال ہوتا اس کی سند بیان کرو' اگر راوی اھل السنۃ سے ہوتا تو بیان کردہ حدیث قبول کی جاتی' اور اگر اھل بدعت سے ہوتا تو حدیث قبول نہ کی جاتی۔(28)

دوسری صدی کے اختتام اور تیسری صدی کے آغاز پر جب کتب حدیث مدون ہونا شروع ہوئیں اور کتب صحاح 'معاجم و مسانید و سنن و اجزاء جیسے مختلف اسالیب پر کتب حدیث

مرتب ہوئیں، تو ساتھ ہی ساتھ کتب اسماء الرجال بھی مرتب ہونا شروع ہوگئیں تھیں، اس میں سبقت کا سہرا بقول امام احمد بن حنبل امام الحفاظ یحی بن سعید القطان رحمه الله [المتوفی 198] ہجری کے سر ہے۔(29)

امام ابو عبد الله شمس الدین الذهبی نے یحی بن سعید القطان کے ترجمۃ میں لکھا ہے کہ ان کی کتاب 'الضعفاء' ہے، امام ابن حزم ودیگر ائمة اس کتاب سے نقل کرتے ہیں لیکن مجھے یہ کتاب نہیں ملی۔(30)

بعد ازاں امام یحی بن معین جو امام عبد الله بن مبارک 'سفیان بن عیینه' وکیع جیسے نقاد رواۃ کے شاگرد اور امیر المؤمنین فی الحدیث محمد بن اسماعیل البخاری 'امام مسلم بن الحجاج' ابو داؤد السجستانی جیسے محدثین کے استاد ہیں، امام علی بن المدینی امام یحی بن معین کے متعلق فرماتے ہیں، امام یحی بن معین پر علم الرجال کا اختتام ہے۔(31)

امام احمد بن حنبل کا اعتراف ہے کہ امام یحی بن معین کا اسماء الرجال کے متعلق علم و معرفت ہم سب سے زیادہ تھی۔(32)

علم الرجال میں ثقاهت کی نسبت ضعفاء کی معرفت زیادہ اہم ہے، اصل تو رواۃ کی تعدیل ہے تا وقتیکہ کسی راوی کا ضعیف ہونا ثابت نہ ہو۔

ضعفاء پر تالیفات کا تاریخی جائزہ:

ضعفاء رواۃ پر تیسری تا دسویں صدی ہجری تک لکھی جانے والی مشہور ترین کتب، جو آج بھی امت مسلمہ کے لئے مشعل راہ ہیں، کا زمنی ترتیب سے ذکر کرنے میں مندرجہ ذیل اسلوب اختیار کیا گیا ہے، پہلے مؤلف کی شہرت پھر ان کا نام بمع تاریخ وفات اور بعد میں کتاب کا نام۔

1-امام الحفاظ یحی بن سعید القطان رحمه الله [المتوفی ۱۹۸] کتاب 'الضعفاء' (33) لیکن مع الاسف الشدید یہ کتاب مفقود ہے۔

2–امام العصر حافظ یحی بن معین [المتوفی ۲۳۳] کی اسماء الرجال میں مندرجہ ذیل تالیفات ہیں۔

ا–التاریخ یہ کتاب تاریخ ابن معین کے عنوان سے 1399-1997 میں مصر ' القاھراۃ ' الھئیۃ العامۃ للکتاب سے طبع ہوئی۔

ب– معرفۃ الرجال " المکتبۃ الظاھریۃ میں اس کا مخطوط ہے۔

ج–معرفۃ الرجال و سؤالات ابراھیم بن الجنید' مکتبۃاحمد الثالث میں اس کا مخطوط ہے۔

د–کلام یحی بن معین فی الرجال ' = المجروحین مکتبۃ احمد الثالث میں اس کا مخطوط ہے۔(34)

ھ– کتاب الضعفاء (35)

3–المدینی 'علی بن عبد اللہ [المتوفی ۲۳٤] الضعفاء فی رجال الحدیث ' ابو عبد اللہ الحاکم کے بیان کے مطابق یہ کتاب دس[10] اجزاء پر مشتمل تھی۔(36)

4– البرقی 'ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ [المتوفی ۲٤۹] کتاب الضعفاء (37)

5–البخاری' ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل [المتوفی ۲٥٦] کتاب الضعفاء الصغیر (38) مطبوع

6–البخاری' ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل[المتوفی ۲٥٦] کتاب الضعفاء الکبیر (39)

7–الجوزجانی'ابراھیم بن یعقوب [المتوفی۲٥۹] احوال الرجال (40) مطبوع

8– ابو زرعۃ 'عبید اللہ بن عبد الکریم الرازی[المتوفی ۲٦٤] الضعفاء و المتروکون(41) مطبوع

9– ابو حاتم محمد بن ادریس الرازی '[المتوفی ۲۷۷] الضعفاء (42)

10–البرذعی'سعید بن عمرو [المتوفی ۲۹۲] الضعفاء و الکذابون و المتروکون من اصحاب الحدیث (43)

11–النسائی 'ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب [المتوفی ۳۰۳] کتاب الضعفاء (44) 1405-1985ں بیروت'مؤسسة الکتب الثقافیة سے کمال یوسف الحوت اور بوران الضناوی کی تحقیق سے پہلی مرتبہ شائع ہوئی'1407-1987 میں اسی اشاعت کا اعادة کیا گیا 'اور یہ کتاب 1406-1986 میں بیروت'دار المعرفة سے محمود ابراهیم زاید کی تحقیق سے کتاب الضعفاء امام محمد بن اسماعیل البخاری کے ہمراہ ایک ساتھ پہلی مرتبہ شائع ہوئی'اس کتاب کی اشاعت پاکستان 'لاهور'ادارہ ترجمان السنة سے چوتھی مرتبہ 1402-1982 میں کتاب التاریخ الصغیر ' و کتاب الضعفاء محمد بن اسماعیل البخاری کے ہمراہ ایک ساتھ ہوئی۔

12–الساجی 'ابو یحی زکریا بن بن یحی [المتوفی ۳۰۷] کتاب الضعفاء و المنسوبون الی البدعة من المحدثین (45)

13– ابن الجارود 'عبد الله [المتوفی ۳۰۷] کتاب الضعفاء (46)

14–الدولابی'محمد بن احمد بن حماد [المتوفی ۳۱۰] الضعفاء (47)

15– ابن خزیمة'محمد بن اسحاق [المتوفی ۳۱۱] الضعفاء (48)

16– العقیلی 'محمد بن عمرو بن موسی بن حماد [المتوفی ۳۲۲] کتاب الضعفاء الکبیر (49) 1404-984 میں بیروت'دار الکتب العلمیة سے ڈاکٹر عبد المعطی أمین قلعه جی کی تحقیق سے پہلی مرتبہ شائع ہوئی' کتاب کے قلمی نسخہ پر کتاب کا مکمل نام یوں ہے [کتاب الضعفاء و من نسب الی الکذب و وضع الحدیث و من غلب علی حدیثه الوهم و من یتهم فی بعض حدیثه و مجهول روی ما لایتابع علیه و صاحب بدعة یغلو فیها و یدعو الیها و ان کانت حاله فی الحدیث مستقیمة]

17- الجرجانی'عبد الملک بن محمد [المتوفی ۳۲۳]الضعفاء ' امام شمس الدین الذهبی کے قول کے مطابق یہ کتاب دس[10]اجزاء پر مشتمل ہے۔(50)

18- ابن السکن'ابو علی سعید بن عثمان بن السکن [المتوفی ۳۵۳]الضعفاء و المتروکون (51)

19- ابن حبان ابو حاتم'محمد بن حبان بن احمد[المتوفی ۳۵٤]کتاب المجروحین من المحدثین و الضعفاء و المتروکین'دار الکتب المصریه میں موجود قلمی نسخہ پر کتاب کا نام یوں ہے[معرفة المجروحین من المحدثین و الضعفاء و المتروکین] اور کتاب کے آخر میں امام ابن حبان کی عبارت کچھ یوں نقل ہے [قد أملینا ما حضرنا من ذکر الضعفاء و المتروکین و أضداد العدول من المجروحین](52)محمود ابراهیم زاید کی تحقیق سے پہلی مرتبہ شائع ہوئی'مطبوع کتاب پر ناشر اور تاریخ اشاعت کا ذکر نہیں۔

20-ابن عدی 'عبد الله بن احمد بن عدی [المتوفی ۳٦٥]الکامل فی ضعفاء الرجال (53) 1404-1984 میں بیروت'دار الفکر سے ناشر کی زیرنگرانی ماہرین کی کمیٹی کی تحقیق سے پہلی مرتبہ شائع ہوئی'اور پھر دوبارہ 1405-1985 میں اس طبع کا اعادۃ کیا گیا'اور اس کتاب کی اشاعت عراق'بغداد' مطبعة سلمان الأعظمی سے صبیحی البدری السامرائی کی تحقیق سے بھی ہوئی ہے'البتہ تاریخ اشاعت کا ذکر نہ ہے۔

21-ابو احمد الحاکم'محمد بن محمد بن احمد [المتوفی ۳۷۸] تسمية ضعفاء المحدثین(54)

22-ابن شاهین 'عمرو بن احمد [المتوفی ۳۸۵]تاریخ اسماء الضعفاء و الکذابین (55)مطبوع

23-الدارقطنی 'ابو الحسن علی بن عمر بن مهدی[المتوفی ۳۸۵]الضعفاء و

المتروکون (56)1400-980 میں بیروت'المکتب الاسلامی سے محمد بن لطفی الصباغ کی تحقیق سے پہلی مرتبہ شائع ہوئی'اور دوبارہ 1404-1984 میں الریاض'مکتبة المعارف سے موفق بن عبد الله بن عبد القادر کی تحقیق سے پہلی مرتبہ شائع ہوئی۔

24-الحاکم'محمد بن عبد الله [المتوفی ٤٠٥]المجروحین' کتاب المدخل الی الصحیحین کا ایک جزء ہے(57)

25-ابو نعیم الاصفہانی' أحمد بن عبد الله بن أحمد[لمتوفی ٤٣٠] الضعفاء" (58)1405-1984 میں المغرب 'دار البیضاء'دار الثقافة سے ڈاکٹر فاروق حمادة کی تحقیق سے پہلی مرتبہ شائع ہوئی۔

26- خطیب بغدادی'احمد بن علی [المتوفی ٤٦٣]الضعفاء (59)

27- المقدسی 'ابو الفضل بن طاهر [المتوفی٥٠٧]تکملة الکامل (60)

28-ابن الجوزی'ابو الفرج عبد الرحمن [المتوفی ٥٩٧]کتاب الضعفاء و المتروکون(61)1406-1986 میں بیروت'دار الکتب العلمیة سے ابو الفداء عبد الله القاضی کی تحقیق سے پہلی مرتبہ شائع ہوئی۔

29-الاشبیلی'ابو العباس احمد بن محمد [المتوفی٦٣٧]الحافل فی تکملة الکامل (62)

30-الذهبی'ابو عبد الله شمس الدین محمد بن احمد[المتوفی ٧٤٨]المغنی فی الضعفاء (63)نور الدین عتر کی تحقیق سے پہلی مرتبہ شائع ہوئی' کتاب پر ناشر اور سن اشاعت کا ذکر نہیں ہے۔

31-الذهبی'ابو عبد الله شمس الدین محمد بن احمد[المتوفی ٧٤٨]دیوان الضعفاء و المتروکین (64) مطبوع

32-الذهبی'ابو عبد الله شمس الدین محمد بن احمد[المتوفی ٧٤٨]میزان

الاعتدال فی نقد الرجال (65) 1963 میں علی محمد البجاوی کی تحقیق سے بیروت' دار المعرفة سے چار جلدوں میں شائع ہوئی۔

33-الدمیاطی 'احمد بن ایبک [المتوفی ۷٤۹]عمدة الفاضل فی اختصار الکامل(66)

34-ابن الترکمانی 'علاء الدین علی بن عثمان الماوردی [المتوفی ۷٥۰]الضعفاء و المتروکین(67)

35-العراقی 'حافظ زین الدین عبد الرحیم بن الحسین [المتوفی ۸۰٦]ذیل علی میزان الاعتدال(68)

36-الحلبی 'برهان الدین ابراهیم بن محمد [المتوفی ۸٤۱] نثل الهمیان فی معیار المیزان(69)

37-القریزی 'تقی الدین [المتوفی ۸٤٥]مختصر کتاب الکامل لابن عدی(70)

38-ابن حجر العسقلانی 'ابو الفضل احمد بن علی [المتوفی ۸٥۲]لسان المیزان(71)

39- السیوطی 'جلال الدبن عبد الرحمن بن ابی بکر [المتوفی ۹۱۱] کشف التلبیس عن قلب اهل التدلیس۔

40 -السیوطی 'جلال الدبن عبد الرحمن بن ابی بکر [المتوفی ۹۱۱] اسماء المدلسین.

41-السیوطی 'جلال الدبن عبد الرحمن بن ابی بکر [المتوفی ۹۱۱] اللمع فی اسماء من وضع (72)

منتخب تالیفات از کتب ضعفاء برائے تحقیقی مطالعہ:

کتاب الضعفاء الصغیر للبخاری

تعارف مؤلف:

نام ونسب:

محمد بن اسمعیل بن ابراھیم المغیرہ بن بردزبہ الجعفی البخاری(73)

ولادت:

باتفاق مراجع آپ کی ولادت نماز جمعہ کے بعد 13 شوال 194ھ میں روس کے شہر بخارا میں ہوئی۔(74)

تعلیم وتربیت:

آپ کے جدامجد بردزبہ فارسی النسل اور ایک زمین دار تھے'ان کے فرزندار جمند مغیرہ یمان الجعفی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے'اس طرح یہ خاندان حلقہ اسلام میں داخل ہوا'اسی نسبت سے امام بخاری کو جعفی بھی کہا جاتا ہے' آپ کے والدگرامی اسمعیل بن ابراھیم ایک ثقہ محدث تھے ابن حبان نے اپنی کتاب الثقات میں ان کا ذکر کچھ اس طرح فرمایا: کہ امام بخاری کے والد[اسمعیل بن ابراھیم بن المغیرۃ]حماد بن زید اورامام مالک بن انس کے شاگردوں میں سے ہیں'عراقیوں کے استاد ہیں۔(75)

امام محمد بن اسماعیل بخاری نے خود اپنے والد اسمعیل بن ابراھیم کا ذکر اپنی تالیف تاریخ کبیر میں فرمایا کہ میرے والد اسمعیل بن ابراھیم ' حماد بن زید اور عبد اللہ بن مبارک سے فیض یاب ہوئے' اور وقت وفات والدصاحب نے فرمایا' میرے مال میں حرام تو دور کی بات ہے حرام کا

شائبہ تک نہیں۔(76)

تاہم امام محمد بن اسماعبل البخاری بچپن ہی میں سایہ پدری سے محروم ہو گئے نیز چھوٹی ہی عمر میں بینائی بھی جاتی رہی والدہ محترمہ کی دعاؤں سے ایسی بینائی عطا ہوئی کہ اکثر کتب کے مسودے آپ نے چاندنی راتوں میں چاند کی روشنی میں تیار کئے' آپ اپنی والدہ اور بھائی کے ساتھ حج کے لئے تشریف لے گئے اور حصول علم کے لئے مکه المکرمة ہی قیام پزیر ہوئے۔

ذهانت وفطانت 'زهد وتقوی' حفظ وعلم میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا' آپ کے خود بیان کے مطابق سولہ [16] سال کی عمر میں عبد الله بن مبارک اور وکیع بن الجراح کی کتب حفظ کر چکے تھے' مزید براں فقط اٹھاراں [18] سال کی عمر میں قضایا الصحابه والتابعین تالیف کر چکے تھے' اور مدینه منوره میں روزہ رسول ﷺ کے پاس' "التاریخ الکبیر" کا مسودہ تیار کیا۔(77)

اساتذۃ:

امام محمد بن اسماعیل البخاری کے قول کے مطابق آپ نے 1080 مشائخ ومحدثین سے علم حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا امام محمد بن اسماعیل البخاری اپنے اساتذہ کو پانچ [5] طبقات میں تقسیم کرتے ہیں۔

1= آپ کے وہ اساتذہ جو تابعین کے شاگرد ہیں مثلا محمد بن عبد الله الانصاری حمید الطویل سے بیان کرتا ہے۔

2= وہ اساتذہ جو عصر تابعین میں سے ہیں' لیکن ثقات التابعین سے ان کا سماع نہیں۔

3= وہ اساتذہ جن کی ملاقات تابعین سے تو نہیں لیکن کبار تبع التابعین کے شاگرد ہیں' مثلا علی بن المدینی 'یحی بن معین' احمد بن حنبل وغیرهم۔

4= آپ کے ہم عصر دوست وساتھی جو حصول علم میں آپ سے سبقت لے گئے' یعنی آپ سے قبل اساتذہ سے علم حاصل کیا' مثلا محمد بن یحی الذهل' ابو حاتم الرازی وغیرهم۔

5= وہ اساتذہ جو آپ کے شاگردوں کے درجے میں ہیں، لیکن امام محمد بن اسماعیل البخاری نے ان سے بھی سیکھنے میں کوئی عار محسوس نہ کی' بلکہ ان کو اپنے اساتذہ میں شمار کیا اور فرمایا کہ محدث ہونے کے لئے انسان کو چھوٹے بڑے ہم عصر ہم زمانہ اور اپنے سے کم علم لوگوں سے علم سیکھنا چاہیے۔(78)

تلامذہ امام بخاری:

فربری کی روایت کے مطابق نوے ہزار (90.000) سے زائد افراد نے امام محمد بن اسماعیل البخاری سے علم حاصل کیا' چند ایک نامور شاگردوں کا ذکر مناسب رہیگا' مسلم بن الحجاج القشیری 'ابو بکر بن خزیمہ' محمد بن نصر المروزی' ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی 'ابو عیسی الترمذی 'ابو بکر البزار'ابو القاسم البغوی وغیرھم (79)

ثناء العلماء:

بہت کم لوگ ہوتے ہیں کہ جن کے دشمن بھی فضیلت کی گواہی دیں (الفضل ما شھدت بہ الاعداء) امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمة الله علیه کو نہ صرف اس زمانے کے لوگ بلکہ آج تک کے لوگ امیر المومنین فی الحدیث کے لقب سے یاد کرتے ہیں' آپ کے فضل وعلم' شان رفعت کے بارے میں ہر زمانے کے صاحب علم لوگوں نے بھرپور انداز میں مدحت کی' صرف امام محمد ابن خذیمة کا قول نقل کیا جاتا ہے [ما تحت أدیم السماء اعلم بالحدیث من البخاری]' روئے زمیں پر امام محمد بن اسماعیل البخاری سے علم حدیث کا بڑا علم نہ ہے' اور امام شمس الدین الذھبی نے امام محمد بن اسماعیل البخاری کے مناقب پر ایک ضخیم کتاب تالیف کی جس میں عجیب محیر العقول واقعات کا ذکر ہے۔(80)

تالیفات:

امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمة الله علیه تالیفات وتصنیفات کے میدان میں بھی کسی سے کم نہیں، تاہم آپ کی تالیفات حدیث، تفسیر، علم رجال و علل پر مشتمل ہیں چند ایک آپ کی تالیفات درج ذیل ہیں۔

1=الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول الله ﷺ وسننه و ایامه، جو جامع صحیح البخاری کے نام سے معروف اور کتب ستة میں پہلے نمبر پر ہے، اور اس کتاب کو باتفاق اهل السنة اصح الکتب بعد کتاب الله کے درجہ کا شرف حاصل ہے، اس منهج و اسلوب پر اس سے قبل کسی کتاب کا وجود نہ ہے۔

2=الادب المفرد

3=جزء رفع الیدین فی الصلاة

4=جزء القرآة خلف الامام

5=التاریخ الکبیر

6=التاریخ الاوسط

7=التاریخ الصغیر

8=خلق افعال العباد

9=الجامع الکبیر

10=المسند الکبیر

11=التفسیر الکبیر

12=کتاب الاشربه

13=کتاب الهبه

14=اسامی الصحابة

15=کتاب الوحدان

16=کتاب المبسوط

17=کتاب العلل

18=کتاب الکنی

19=کتاب الفوائد

20=کتاب الضعفاء

21=قضایا الصحابه و التابعین

22=بر الوالدین(81)

كتاب الضعفاء الصغير :

تعریف کتاب:

الضعفاء الصغير للبخاری یہ بہت ہی مختصر کتاب ہے اس میں کل ذکر کردہ رواۃ کی تعداد 419 ہے' اس کتاب کی ترتیب هيجائی ہے' باب الالف میں ان رواۃ کا ذکر ہے' جن کے نام الف سے شروع ہوتے ہیں' البتہ نام کے دوسرے اور تیسرے حرف میں ہیجائی ترتیب نہیں' مثلاً ابراهيم سے باب الف کا آغاز کیا ہے' اس کتاب کی متعدد بار اشاعت ہوئی۔

ا- 1982 میں چوتھی مرتبہ پاکستان' لاہور' اداہ ترجمان السنہ' سے اشاعت ہوئی' اس اشاعت میں امام محمد بن اسماعیل بخاری کی کتاب التاریخ الصغیر' اور امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب النسائی کی کتاب الضعفاء و المتروكين کو بھی شامل کیا گیا ہے' اور ان تمام کتب پر هندوستان کے دو علماء محمد شمس الحق عظیم آبادی' ومحمد محی الدین الہ آبادی کا حاشیہ ہے۔

ب- دوسری اشاعت 1406-1986 میں محمود ابراهيم زايد کی تحقیق سے پہلی مرتبہ بیروت' دار المعرفة سے ہوئی' اس اشاعت میں بھی امام ابو عبد الرحمن النسائی کی کتاب الضعفاء و المتروكين کو شامل کیا گیا' دوران تحقیق پہلی اشاعت کے حوالہ جات ہیں۔

باب الالف میں ذکر کردہ ہر ایک نام سے باب کا نام رکھا ہے مثلا باب من اسمه اسمعیل' باب من اسمه اسحق' باب من اسمه ایوب' باب من اسمه ابان' باب من اسمه اسد' باب اسمه اصرم۔(82)

جبکہ دیگر ابواب صرف حرف هيجائی سے مرتب ہیں مثلا باب الباء میں باء سے شروع ہونے والے تمام ناموں کا یکجاہ ذکر کیا ہے' ناموں میں ترتیب ہیجائی مفقود ہے مثلا باب الباء میں ذکر کردہ ناموں کی ترتیب کچھ اس طرح ہے' [بشر بن نمير' بشر بن حرب' بشر بن عماره' بشير بن ميمون'

بذیع'باذام] ۔(83)

اسلوب وممیّزات:

1= کتاب میں میں ذکر کردہ راوی کے متعلق بہت اختصار کو مدنظر رکھا گیا' راوی کے ساتھ ولدیت کا ذکر ہے'ایک استاد اور ایک شاگرد کا ذکر کیا گیا' اور اگر کنیت معروف ہے' تو اس کا ذکر کیا گیا ہے مثلاً جراح بن منہال کے ترجمے میں لکھا ہے اس کی کنیت ابو العطوف الجزری ہے الحکم بن عتبہ اس کے استاد ہیں جبکہ یزید بن ھارون اس کا شاگرد ہے' نیز اس بات کی وضاحت کی کہ یہ منکر الحدیث ہے۔(84)

2= راوی کے متعلق جرح کرتے ہوئے درج ذیل الفاظ استعمال کئے منکر الحدیث' فیہ نظر'متروک الحدیث' سکتوا عنہ۔(85)

3= متقدمین نقاد رجال کی بیان کردہ جرح کا بھی آپ نے ذکر کیا مثلاً محمد بن زیاد کے ترجمہ میں لکھا ہے(قال عمرو بن زرارہ کان محمد بن زیاد متھم بوضع الحدیث)۔(86)

4= راوی کے ذکر کے ساتھ راوی کے مسلک و مذھب کا بھی تذکرہ فرماتے جو راوی کے لئے باعث جرح ہو مثلاً حاجب کے لئے کہا(قال ابن عیینہ کان یری رای الایاضۃ)واضح ہو الاباضیۃ خوارج کا فرقہ ہے۔(87)

اور علی بن حصین کے متعلق کہا کان خارجیا۔(88)

5= کبھی کبھی راوی سے مروی حدیث کا ذکر بھی ملتا ہے جس پر کوئی متابع نہ ہو' مثلاً جرح بن نباتۃ قال رسول اللہ ﷺ لابی بکر وعمر وعثمان ھولاء الخلفاء من بعدی۔(89)

6= بعض رواۃ کی تاریخ وفات کا تذکرہ بھی ملتا ہے' مثلاً عبد اللہ بن جعفر بن نجیع کے ترجمہ میں ہے[مات سنۃ ثمان وسبعین ومائۃ]اس کی تاریخ وفات 178 ہے۔(90)

امام شمس الدین الذھبی نے بھی ان کی تاریخ وفات 178 ہی بیان کی ہے۔(91)

اسی طرح جابر بن یزید الجعفی کے ترجمہ میں ہے[قال ابو نعیم مات سنة ثمان وعشرین ومائة] اس کی وفات 128 میں ہوئی' اس کے ترجمہ میں امام شعبی کا قول ہے کہ انہوں نے جابر سے کہا[لاتموت حتی تکذب علی رسول الله ﷺ] ۔(92)

امام شمس الدین الذھبی نے اس کی وفات 167 بیان کی ہے۔(93)

7= کچھ ایسے بھی رواۃ درج ہیں جن کے متعلق کسی قسم کی کوئی جرح بیان نہیں کی گئی مثلاً عبد اللہ بن حکیم الجھنی کے متعلق صرف یہ لکھا ہے" کہ اس نے حضور اکرم ﷺ کے زمانے کو پایا' لیکن سماع ثابت نہیں۔(94)

اور عبد اللہ بن جعفر نجیح کے ترجمہ میں صرف یہ بتایا کہ یہ عبد اللہ بن دینار کے شاگرد ہیں اور ان کی وفات 178 میں ہوئی۔(95)

یہ امام محمد بن اسماعیل البخاری کے معروف استاد اور جرح وتعدیل کے بلند پایہ امام علی بن مدینی کے والد ہیں' ان کے متعلق خود امام علی بن مدینی کا قول ہے (ابی ضعیف) میرا والد ضعیف راوی ہے۔(96)

چونکہ یہ بالاتفاق ضعیف ہیں' ان کے متعلق خاموشی کسی شک وشبہ میں مبتلاء نہیں کرتی' اور یہ استاد کے والد محترم بھی ہیں' ممکن ہے امام محمد بن اسماعیل البخاری نے استاد کے والد ہونے کی بناء پر خاموشی اختیار کی' اور نام بمع ولدیت و تاریخ وفات کے ذکر سے متعین فرمادیا' یہ ادب کی بہترین مثال ہے۔

8= اگر راوی کے نام میں اختلاف ہو تو اس کے تعین میں کنیت' لقب' اور نام کا اختلاف بھی بیان فرمادیتے ہیں' مثلاً الحرث بن عبد اللہ کے متعلق فرمایا کہ یہ ابو زھیر الھمدانی الاعور الکوفی ہے اور اسے ابن علی بھی کہا جاتا ہے' اور بعض نے اس کا نام الحرث بن عبید بھی بیان کیا ہے۔(97)

اسی طرح الحسن بن أبی جعفر الجعفری البصری کے متعلق وضاحت فرمائی کہ اس کو الحسن بن عجلان الجعفری بھی کہا جاتا ہے۔

اور الحسن بن دینار کے متعلق بیان کیا کہ اس کو الحسن بن واصل اور ابو سعید البصری بھی کہا جاتا ہے۔(98)

9= کتاب میں کچھ صحابہ کے نام بھی ذکر کیے گئے ہیں مثلاحیی اللیثی'عبد اللہ والد علقمة المزنی'] اس کانام و نسب یوں ہے[عبد الله بن عمرو ابن هلال المزنی] اورعبد الله بن ابان اس کا نام عبد الله بن ثابت ہے] کاذکر ہے۔(99)

جب کہ صحابہ باتفاق اهل السنة سب کے سب عادل و ثقہ ہیں'تو کتاب الضعفاء میں ان کے ذکر کرنے کا مقصد اس صحابی سے روایت کردہ حدیث کے ضعیف ہونے کا بتانا ہے نہ کہ صحابی کوضعیف قرار دینا۔(100)

وفات:

تمام مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ علم نبوی کا سمندر'اجتہاد کا پہاڑ اور عظیم مصنف' امت مسلمة کیے لئے عظیم علمی ورثہ چھوڑ کر 256ھ میں اپنے رب کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے سمر قند کی ایک بستی خرتنک میں اپنی جان جان آفرین کے سپرد کردی۔(101)

کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی

تعارف مؤلف

نام ونسب:

ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسی بن حماد العقیلی (102)

ولادت:

کسی بھی مرجع میں آپ کی تاریخ ولادت کا ذکر نہیں۔

تعلیم وتربیت:

آپ کے نانا یزید بن محمد العقیلی وقت کے بہت بڑے عالم دین تھے، امام ابو جعفر العقیلی نے اپنی تعلیم کا آغاز اپنے نانا سے کیا اور الحرمین الشریفین کو مستقل قیام گاہ منتخب کیا، یوں دنیا بھر سے حج اور عمرے کے لئے آنے والے ائمہ ومحدثین سے علم حاصل کیا اور جلد عالم افق پر ایک عظیم حافظ ومحدث بن کر ابھرے، علم کے متلاشی آپ کے حلقہ درس میں جوق در جوق آنے لگے۔(103)

اساتذۃ:

آپ کے چند ایک معروف اساتذہ مندرجہ ذیل ہیں

1=محمدبن اسمعیل الصائغ — 2=ابو یحی بن ابو مسرّہ

3=محمد بن احمد الطائی — 4=یحی بن ایوب العلاف

5=محمد بن اسمعیل الترمذی — 6=اسحاق بن ابراهیم الدبری

7=علی بن عبد العزیز البغوی — 8=امام محمد بن خزیمہ

9محمد بن موسی البلخی(104)

تلامذہ:

آپ کے حرمین الشریفین میں مقیم ہونے کی بناپر ایک جم غفیر نے آپ سے استفادہ کیا تاہم چندایک معروف ائمہ ومحدثین شاگردوں کا ذکر ہوتا ہے۔

1=ابو الحسن محمد بن نافع الخزاعی

2=یوسف بن الدخیل المصری

3=ابو بکر ابن المقری

4=مسلم بن القاسم(105)

ثناءالعلماء:

آپ کے معاصرین ومتاخرین نے امام ابو جعفرعقیلی کی خدمات کوسراہتے ہوئے زبر دست الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا۔

محمد بن مسلم کا بیان ہے ایساعظیم الشان وبلندمرتبت شخصیت میں نے نہیں دیکھی' آپ کے پاس آنے والے محدث سے فرماتے اپنی کتاب سے پڑھکر سناو آپ زبانی اس کی غلطی کی تصحیح فرماتے' امام ابو جعفر عقیلی کا یہ طرز عمل دیکھ کر ہمیں ان کے امتحان کی ٹھانی' اور چندایک مرویات کوالٹ پلٹ کر کے امام ابو جعفر عقیلی کوسنائیں' تو آپ نے اسی وقت ہماری تمام غلطیوں کی اصلاح فرمائی' جس سے ہمیں بے حدخوشی ہوئی۔(106)

امام ابو الحسن نے درج ذیل الفاظ میں آپ کوخراج عقیدت پیش کیا[ابو جعفر ثقة جلیل القدر'عالم بالحدیث'مقدم فی الحفظ]۔(107)

امام شمس الدین ذہبی نے سلسلہ سند بیان کرتے ہوئے امام ابو جعفر العقیلی کا ذکرکیا اورمرفوع حدیث بیان کی[اذا اقیمت الصلاۃ فلا صلاۃ الا المکتوبه] (108)

تالیفات:

آپ کے متعلق یہ تو کہا گیا ہے کہ آپ کثیر التصانیف تھے' لیکن آپ کی تالیفات نایاب رہیں' کہیں اس عظیم علمی سرمائے کا سراغ نہ مل سکا' تاہم چند ایک جن کا تذکرہ متاخرین کی کتب میں ملتا ہے درج ذیل ہیں۔

1= کتاب الصحابة' امام ابن حجر العسقلانی نے الاصابة فی تمیز الصحابة میں جا بجا اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔(109)

2= کتاب الجرح و التعدیل

3= کتاب العلل خود مؤلف نے کتاب الضعفاء میں الهیثم بن الاشعث کے ترجمہ میں اس کا ذکر یوں فرمایا[سنأتیه علی تمامه فی کتاب العلل ان شاء الله] ۔(110)

4= کتاب الضعفاء الکبیر امام ابن حجر العسقلانی نے الاصابة فی تمیز الصحابة میں اس کا ذکر کیا۔(111)

کتاب الضعفاء الکبیر :

تعریف کتاب:

علامۃ محمد بن جعفر الکتانی نے اپنی مشہور زمانہ کتاب الرسالة المستطرفة لبیا ن مشھور کتب السنة المشرفة میں امام ابو جعفر عقیلی کی کتاب الضعفاء الکبیر کا ذکر کیا ہے۔(112)

کتاب الضعفاء العقیلی کے تین مخطوط دریافت ہوئے جن میں قدیم و مکمل مخطوط دمشق کے مکتبہ ظاهریه میں ہے' اور یہ مخطوط عبد الرحمن بن محمد بن اسحاق بن منده (متوفی 470) نے سپرد قلم کیا' اور صفحہ اول پر مولف تک سند بھی تحریر ہے' کہ یہ نسخہ محمد بن قاسم عن عبد المنعم بن حیان عن ابی الحسین الخزاعی عنه اور محمد بن نوح الاصبحانی عن یوسف بن احمد الصیدلانی عن العقیلی ۔(113)

کتاب کا دوسرا قلمی نسخہ جامعه برلن کے قسم المخطوطات میں ہے جو کہ بہت ناقص ہے' اس کا آغاز اسحاق بن بشر الکاهلی کے ترجمہ سے شروع ہوتا ہے جو کہ مطبوعہ نسخہ میں 101 نمبر پر ہے' یعنی اس نسخہ میں 114 رواۃ کا تذکرہ شروع میں ہی مفقود ہے۔

کتاب کا تیسرا نسخہ ایر لینڈ کے مکتبہ اتشتر میں موجود ہے جو آٹھویں صدی ہجری کا لکھا ہوا ہے یہ نسخہ بھی پہلے قلمی نسخے کا اختصار ہے۔(114)

معاصر محقق ڈاکٹر عبد المعطی امین قلعجی کی علم دوستی و لگن سے 1404-1983 میں بیروت' دار الکتب العلمیه سے عمدہ تحقیق سے منظر شہود پر آئی' محقق نے کتاب کے شروع میں علم ضعفاء الرجال پر ایک عالمانه ومحققانه مقدمه تالیف کیا' جس سے کتاب کے افادة و استفادة میں مزید چار چاند لگے اور ایک مفصل ضعفاء پر قدیم کتاب اہل علم کا مرجع بن گئی' امام ابن ذھبی نے اس کتاب کی ان الفاظ میں تعریف کی ضعفاء کی پہچان کے لئے امام ابو الحسن العقیلی کی کتاب بہت

مفید ہے۔[عقیلی له مصنف مفید فی معرفة الضعفاء]۔(115)

اسلوب وممیّزات:

1= کتاب کو حروف معجم پر مرتب کیا جیسا کے مخطوط پر کتاب کا نام درج ہے'' کتاب الضعفاء ومن نسب الی الکذب ووضع الحدیث ومن غلب علی حدیثه الوهم ومن یتهم فی بعض حدیثه ومجهول روی ما لایتابع علیه وصاحب بدعة یغلوا فیها ویدعوا الیها وان کانت حاله فی الحدیث مستقیمة مرتب علی حروف المعجم ''(116)

تاہم دیگر معاصرین کی طرح ایک حرف سے شروع ہونے والے نام تو یکجاہ ہیں' مگر ان میں داخلی هیجائی ترتیب مفقود ہے مثلاً حرف الف سے شروع ہونے والے نام حرف باء سے شروع ہونے والا ناموں سے قبل ہیں البتہ حرف الف سے شروع ہونے والے ناموں میں کوئی ترتیب هیجائی نہ ہے۔

باب الألف سے شروع ہونے والے چند ایک ناموں کو اس ترتیب سے ذکر کیا ہے۔

1=ابی بن عباس بن سهل الساعدی	2=اسامه بن زید اللیثی
3=اسامه بن زید بن اسلم	4=انس بن عبد الحمید
5= انیس بن خالد التمیمی	6=اسد بن عطاء
7=اسد بن عمرو البجلی	8=اسد بن وداعه شامی
9=اسد بن عبد الله البجلی	10=اسید بن الجمال
11=اشعث بن عبد الله	12=اشعث بن سعید
13=اشعث بن سوار	14=اشعث بن براز العجمی
15اشعث ابن عمحسن بن صالح	16=ایاس بن خلیفه
17=ایاس بن ابی ایاس	18=امیه بن سعید

19=ابان الرقاشی 20=ابان بن تغلب (117)

مذکورہ بیان کردہ اسماء میں یہ تو خیال رکھا گیا کہ باہم نام ایک ساتھ ذکر کئے گئے ہیں لیکن ذکر کردہ اسماء میں داخلی ترتیب ھیجائی مفقود ہے جیسا کہ ذکر کردہ اسماء سے ظاہر و واضح ہوتا ہے۔

2=کتاب میں مولف کے شدید موقف کی بنا پر کچھ ثقات، نابغہ عصر حفاظ کے نام بھی کتاب میں آ گئے ہیں جو خود علم الجرح وتعدیل میں امام نقاد رجال کا درجہ رکھتے ہیں اور رواۃ پر ان کی بیان کردہ جرح ایک مسلمہ حقیقت ہے مثلاً علی بن عبد اللہ بن جعفر المدینی جو کہ امام محمد بن اسماعیل البخاری کے استاد اور باتفاق ائمہ حدیث و رجال ثقہ و ثبت، امام الجرح والتعدیل و العلل ہیں، اس کتاب میں ان کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ [جنح الی ابن ابی داود الجھمیۃ وحدیثہ مستقیم ان شاء اللہ]۔(118)

امام علی بن مدینی وہ شخص ہے کہ جن کے بارے میں امام محمد بن اسماعیل بخاری نے فرمایا: [ما استصغرت نفسی بین یدی احد الا بین یدی علی بن المدینی] کہ علی بن مدینی کے علاوہ میں نے کسی کے سامنے اپنے آپ کو کمتر نہیں سمجھا۔(119)

امام شمس الدین ذھبی نے ابو جعفر عقیلی کے اس موقف پر شدید تنقید کرتے ہوئے فرمایا عقیلی تیری عقل کو کیا ہو گیا، کیا تجھے خبر ہے کہ کس کے متعلق بات کر رہا ہے؟ اور میزان الاعتدال فی نقد الرجال میں میں نے امام علی بن مدینی کا ذکر ان سے دفاع کے لئے کیا اور مزید اصولی بات واضح کی [انک لاتدری ان کل واحد من ھولاء اوثق منک بطبقات بل و اوثق من ثقات کثیرین لم توردھم فی کتابک ، فھذا مما لایرتاب فیه محدث وانا أشتھی أن تعرفنی من ھو الثقة الثبت الذی ما غلط و لا انفرد بما لایتابع علیه ،بل الثقة الحافظ اذا انفرد باحادیث کان ارفع له و اکمل لرتبته و ادل علی اعتنائه بعلم الأثر و ضبطه دون اقرانه لأشیاء ما عرفوھا] (120)

آپ کو علم نہیں کہ یہ تو آپ سے بھی کئی درجہ ثقہ ہیں' بلکہ ان بہت سے محدثین ثقات سے بھی ثقہ ہیں' جن کا تذکرہ آپ نے کتاب میں نہیں کیا' اور یہ ایسی بات ہے' جس میں کسی کو شک نہیں' اور میں پوچھتا ہوں' کہ وہ کونسا ثقہ و ثبت محدث ہے' جس نے غلطی نہ کی ہو' یا روایت بیان کرنے میں منفرد نہ ہو' بلکہ کسی حافظ و ثقہ کا حدیث کو تنہا بیان کرنا اس کی شان کو بلند کرتا ہے' کہ اس نے ہم عصروں سے زیادہ ضبط کا اہتمام کیا' جو بات دوسرے محدثین سے رہ گئی اس نے بیان کی' اور یہ مسلمہ اصول ہے[ان تفرد الثقه المتفق یعد صحیحا غریبا]۔(121)

3= امام ابو جعفر عقیلی کے شدید موقف کی وجہ سے معمولی جرح ثابت ہونے پر بھی راوی کو ضعفاء میں شمار کیا گیا' متاخرین نے ابو جعفر عقیلی کی جرح پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا' کہ یہ ان کی جرح ہے' دیگر کوئی ان سے اتفاق نہیں کرتا' اس کے لئے لفظ (لایتابع علیه) کا استعمال کیا ہے' کیونکہ خود ابو جعفر عقیلی نے بعض رواۃ کے متعلق یہ لفظ بطور جرح استعمال کیا ہے مثلاً[الحسن علی بن الشروی 'الحسن بن علی الهمدانی 'الحسن بن محمد عبید الله'الحسن بن یحی الحسنی] ان سب کے تراجم میں امام ابو جعفر عقیلی کا بیان ہے (لایتابع علیه)۔(122)

4= امام ابو جعفر عقیلی بعض اوقات رواۃ پر جرح میں ان رواۃ کی مرویات پر اعتماد کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جو خود متروک ہیں مثلاً عبد الرحمن السدی کے ترجمہ میں ہے' یہ داود بن ابی هند کا شاگرد ہے مجہول بھی ہے اس کی بیان کردہ حدیث کا متابع بھی کوئی نہیں' اور نہ ہی صحیح سند سے معروف ہے' اور پھر مزید وضاحت کے لئے ان سے منقول حدیث بیان کرتے ہوئے سند بیان کی جس میں جندل بن والق التغلبی' ابو علی الکوفی ہے' جس کے ترجمہ میں حافظ ابن حجر نے امام مسلم کا قول متروک اور امام بزار کا قول لیس بالقوی نقل کیا ہے۔(123)

5= ایک طرف امام ابو جعفر عقیلی نے امام علی بن المدینی کو ضعفاء رواۃ میں شمار کیا' جبکہ دوسری طرف رواۃ کے متعلق ان سے ذکر کردہ جرح کو نقل کرتے ہوئے انہیں ایک امام الجرح و التعدیل تسلیم کیا مثلاً عتاب بن بشیر الجزری کے ترجمہ میں علی بن مدینی کا قول نقل کیا ہے'

ضربنا علی حدیث عتاب بن بشیر۔(124)

عرعرة بن البرند بن نعمان الشامي البصری کے ترجمہ میں امام علی بن عبد الله مدینی کا قول[عرعرہ ابن البرند ضعیف]۔(125)

حافظ شمس الدین ذهبی نے صراحت کے ساتھ کہا ضعیف کہنے والے علی بن المدینی ہے۔(126)

6= یہ واحد اسماء الرجال پر تالیف ہے جس میں ائمة الجرح و التعدیل کے اقوال با سند مذکور ہیں مثلا قیس بن ربیع الکوفی کے متعلق جرح کرتے ہوئے امام ابو جعفرعقیلی اپنے استاد أدم بن موسی کا ذکر کرتے ہوئے سند بیان کرتے ہیں' حدثنی ادم بن موسی حدثنا محمد بن اسمعیل البخاری قال حدثنا علی بن المدینی قال کان وکیع یضعف قیس بن ربیع ۔(127)

اسی طرح ابو بشر عتاب بن حرب المزنی کے ترجمہ میں امام ابو جعفرعقیلی نے اپنے استاد عبد الله بن احمد النیساپوری کی سند سے یہ قول نقل کیا قال حدثنا محمد بن اسمعیل قال قال عمرو بن علی عتاب بن حرب المزنی ضعیف جدا (128)

اسی طرح امام یحیی بن معین کی جرح بیان کرتے ہوئے بھی اپنے استاد کا ذکر کرتے ہیں مثلا عتاب بن بشیر الجزری کے ترجمہ میں اپنے استاد محمد بن عثمان بن ابی شیبه کا ذکر ہے کہ یحی بن معین نے عتاب ین بشیر کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ یہ ضعیف ہے۔(129)

امام محمد بن اسماعیل البخاری کی رواۃ پر جرح بیان کرتے ہوئے بھی عموما اپنے استاد أدم بن موسی کا ذکر ہے مثلا عمرو بن عطیه العوفی کے ترجمہ ہے کہ آدم بن موسی نے مجھے بتایا کہ میں نے محمد بن اسمعیل البخاری سے سنا عمرو بن عطیه فی حدیثه نظر۔(130)

علی بن یزید الهانی کے ترجمہ ہے حدثنی آدم قال سمعت البخاری قال علی بن یزید ابو عبد الملک الهانی عن القاسم شامی منکر الحدیث۔ (131)

7= ذکر کردہ راوی کی پہچان وشناخت وتعین کے لئے راوی کے استاد کا کبھی کبھار ذکر کرتے جیسا کہ مثال مذکورہ میں ہے علی بن یزید قاسم شامی کا شاگرد ہے اسی طرح عیسی بن سلیم کے ترجمہ میں ہے کہ ابو وائل کا شاگرد ہے۔(132)

8= ذکر کردہ راوی کا عقیدہ اگر ایسا ہو کہ راوی کے لئے باعث جرح ہو تو بیان فرماتے مثلاً عمرو بن خالد الاسوار کے ترجمہ میں ہے [کان یذهب الی القدر والاعتزال ولایقیم الحدیث]۔(133)

9= راوی سے وارد سند ومتن کا ذکر کرتے ہوئے اس سند پر حکم بیان کرتے مثلاً عثمان بن خالد العثمانی کے ترجمہ میں درج ذیل سند اور متن نقل کیا ہے [حدثنا روح بن الفرج ومحمد بن علی واحمد بن محمد قالوا حدثنا ابو مروان محمد بن عثمان العثمانی قال حدثنی ابی قال حدثنا عبد الرحمن ابن زناد عن ابیه عن الاعرج عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ لکل نبی رفیق ورفیقی فیها عثمان]۔(134)

اس پر امام ابو جعفر عقیلی کا بیان ہے کہ [لا یعرف الا به] کہ یہ متن صرف اسی سند سے ذکر ہے۔(135)

10= امام ابو جعفر عقیلی عموماً رواۃ کے متعلق جرح مطلق ذکر کرتے ہیں، لیکن کسی راوی کے متعلق جرح مقید بھی بیان کرتے ہیں، کہ یہ اگر فلاں سے روایت کرے یا فلاں اس سے رویت بیان کرے تو اس کی روایت ضعیف ہوگی، مثلاً عبد الواحد الحجبی کے ترجمہ میں ہے کہ یہ اپنے والد اور وھب بن منبه کا شاگرد ہے، نقل روایات میں مشہور نہیں عبد العزیز بن یحی المدنی کی وجہ سے اس کی حدیث ضعیف ہوگی [یضعف فی حدیثه من اجل عبد العزیز بن یحی المدنی]۔(136)

اور بعد ازاں سند اور متن ذکر کرتے ہوئے فرمایا [ولا یتابع عبد العزیز علیه ثقة] کہ کوئی ثقہ عبد العزیز کی متابعت نہیں کرتا۔(137)

11= جہاں راوی کی شناخت کے لئے اس کے استاد وتلامذہ میں سے ایک دو معروف ومشہور کا ذکر کرتے، وہاں کبھی کبھار ذکر کردہ استاد یا شاگرد کے متعلق وارد جرح وتعدیل کا بھی ذکر کرتے مثلاً عمر بن

بزیع الازدی کے ترجمہ میں ہے کہ یہ حارث بن الحجاج ابو معمر کا شاگرد ہے اور یہ دونوں [استاذ شاگرد] مجہول ہیں۔(138)

اور عبد الواحد بن ابو عمرو الاسدی کے ترجمہ ہے کہ عطا کا شاگرد ہے اور اس کی سند میں دو راوی مجہول ہیں۔(139)

عمر بن اسعیل کے ترجمہ ہے کہ ھشام بن عروہ اور ابو ثمامہ کا شاگرد ہے اور یہ دونوں [استاد] مجہول ہیں۔(140)

12=امام ابو جعفر عقیلی نے رواۃ کے ضعف میں [لایتابع علیه] کا لفظ بہت کثرت سے استعمال کیا ہے مثلا اسحق بن نافع الجوھری کے ترجمہ میں [لایتابع ھذا الشیخ علیه احد] کہا۔ (141)

اس پر امام شمس الدین ذھبی نے نقد کرتے ہوئے فرمایا کہ کبار و صغار اصحاب رسول ﷺ میں سے کس قدر متفرد ہیں؟ تو کیا اس میں بھی کہا جائیگا [لایتابع علیه] اسی طرح تابعین میں سے بھی متفردین کی ایک متعدد بہ تعداد ہے اصول یہ ہے اگر ثقه متفرد ہو تو حدیث غریب کہلائیگی۔(142)

13=امام ابو جعفر عقیلی کے شدید موقف اور معمولی جرح کی وجہ سے راوی کو ضعیف شمار کیا جس سے بہت سارے ثقات بھی کتاب الضعفاء کی زینت بنے جیسا کہ علی بن المدینی جیسے ثقات کا ذکر ضعفاء میں ہوا۔(143)

اسی طرح اسحاق بن محمد بن اسمعیل الفروی کو ضعفاء میں شمار کیا (144) جبکہ صحیح بخاری، سنن ترمذی، سنن ابن ماجه میں اسحاق کی مرویات ہیں، ابو حاتم نے انہیں صدوق اور ابن حبان نے انہیں ثقات میں شمار کیا ہے۔(145)

اسی طرح حسان بن ابراهیم الکرمانی کو امام ابو جعفر عقیلی نے ضعفا میں درج کیا۔(146) جبکہ صحیحین میں اسکی مرویات ہیں۔

اسی طرح الحکم بن ابان العدنی ابو عیسی کو ضعفاء کی زینت بنایا۔(147) جبکہ اصحاب

سنن اربعه اورامام محمد بن اسماعیل البخاری نے جزء القراءۃ' ' امام مسلم نے صحیح مسلم میں اس کی مرویات قلم بند کی ہیں' مزید امام یحی ابن معین' امام ابو عبد الرحمن النسائی' امام ابو جعفر العجلی' اورابن حبان جیسے جلیل القدر ائمه نے اسے ثقات میں شمار کیا ہے۔(148)

14 = ذکر کردہ راوی سے باسند اس حدیث کا متن ذکر کرتے ہیں جس میں یہ راوی متفرد ہو اور دیگر رواۃ متابعت نہ کرتے ہوں' مثلاً الحسن بن رزین بصری کے ترجمہ میں فرمایا کہ مجهول فی روایته اور پھر باسند مروی حدیث کو یوں ذکر کیا[حدثنی محمد بن الحسین والخضر بن داود قالا حدثنا محمد بن احمد بن زید المزاری قال حدثنا عمرو بن عاصم قال حدثنا الحسن بن زرین قال حدثنا ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال یلتقی خضر والیاس فی کل موسم فاذا ارادا ان یتفرقا تفرقا علی هذه الکلمات' بسم الله ما شاء الله لا یسوق الخیر الا الله ولا یصرف السوء الا الله ما شاء الله' ما تکن من نعمة فمن الله ما شاء الله لا حول ولا قوة الا بالله فمن قالها اذا امسی آمن من الحرق والغرق والشرق حتی یصبح ومن قالها اذا اصبح ثلاث مرات آمن من الحرق والغرق والشرق حتی یمسی] یہ مرفوع ہے جبکہ دوسری سند موقوف ہے آخر میں امام ابو جعفر عقیلی نے فرمایا [لا یتابع علیه مسندا ولا موقوفا]۔ (149)

وفات:

ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسی بن حماد العقیلی 322ھ یا 323ھ کو مکة المکرمة میں یہ علم کا سورج غروب ہوا(150)

کتاب الضعفاء و المتروکون للدارقطنی

تعارف مؤلف:

نام ونسب:

الامام الحافظ ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مهدی بن مسعود بن النعمان بن دینار بن عبد الله الدار قطنی البغدادی (151)دار قطن بغداد ہی کا ایک محلّہ ہے جو کہ کرخ و نصر تینی کے مابین ہے۔(152)

ولادت:

امام ابو الحسن دار قطنی کی ولادت میں دوقول ہیں305یا306 میں ہوئی خود امام ابو الحسن دار قطنی کےقول کے مطابق 306 ہے' آپ نے فرمایاقاضی ابو العباس احمد بن محمد بن شریح کی وفات 306 میں ہوئی اور میری ولادت بھی اسی سن میں ہوئی۔(153)

تعلیم وتربیت:

آپ کے والد عمر بن احمدخودوقت کے کبار ثقات محدثین سے تھے' لہذا بچپن ہی ابو الحسن دار قطنی کی تعلیم و ترتبیت پرخاص توجہ فرمائی' بہت چھوٹی عمرمیں قرآن پاک حفظ کرلیا'نو[9] سال کی عمرمیں تایف شروع کردی' جبکہ اس عمرمیں عام بچےصرف حفظ ہی کر پاتے ہیں امام ابو الحسن دار قطنی کووالدمحترم کےسایہ پدری کےساتھ ساتھ ابو القاسم البغوی 'یحی بن محمد 'اور ابو بکر ابی داود جیسے بلند پایہ اساتذہ سےتعلیم کا شرف حاصل رہا' اور پھر بغداد جیسےعلمی شہرکے باسی ہونے کی بناپر 320 ہجری تک اهل بلد سےعلوم وفنون سےفیض یاب ہوتے ہی کوفه ' بصره جیسے علمی مراکز کارخ کیا' وہاں کے محدثین وائمه وقت کےسامنےزانوتلمذ ہوئے' اورعلم کی دولت سے مالا مال ہوئے' لیکن دل تھا کہ علم کی پیاس مزید محسوس کرر ہاتھاتو شام'مصر 'حجاز' کاسفرکیا

ان شہروں کی عظیم شخصیات سے علم کے موتی اپنے دامن میں بھر لئے ۔(154)

اساتذۃ:

ویسے تو آپ کے علمی رحلات سے یہ ثابت ہوتا ہے' کہ شائد ہی وقت کا کوئی امام ہوگا جس کی چوکھٹ پہ امام ابو الحسن دار قطنی نے حصول علم کے لئے دستک نہ دی ہو' تو یوں آپ کے اساتذہ کی تعداد سینکڑوں پہ محیط ہے' لیکن ان میں چند ایک کا بطور مثال ذکر کیا جاتا ہے۔

1=ابو اسحاق ' ابراهیم بن حماد بن اسحاق الازدی المتوفی 323

2=ابو اسحاق' ابراهیم بن عبد الصحمد بن موسی الهاشمی المتوفی325

3= ابو اسحاق'ابراهیم بن محمد بن علی البزار المتوفی 323

4=محدث مسند الوقت ابو بکر' احمد بن جعفر بن حمدان المتوفی 368

5=ابو الحسن احمد بن سعید سے امام ابو الحسن دار قطنی نے کتاب ضعفاء امام نسائی سماعت فرمائی[المتوفی 370]۔

6=ابو بکر 'احمد بن سلمان الحنبلی م348

7=ابو بکر'احمد بن عیسی الخواص م332

8=ابو بکر 'احمد بن کامل امام محمد بن جریر الطبری کا شاگرد ہے۔م305

9=ابو عبد الله'احمد بن محمد الصلحی م330

10=ابو سعید احمد بن محمد بن رمیح النخعی م357

11=ابو العباس' احمد بن محمد بن عجلان الکوفی م332

12=ابو ذر'احمد بن محمد بن محمد الباغندی م326

13=ابو طلحه احمد بن محمد بن عبد الکریم الغزاری البصری م322(155)

تلامذہ:

یوں تو ایک جم غفیر نے آپ کے حلقہ درس سے علمی استفادہ کیا' لیکن چند ایک نابغہ عصر شاگردوں کا ذکر مناسب ہے' جس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے' کہ امام ابو الحسن دار قطنی کس پایہ کے محدث تھے' کہ ائمہ وقت بھی ان سے سند حدیث لینے میں بجا طور پر فخر محسوس کرتے تھے۔

1= ابو منصور' ابراهیم بن الحسین الصیرفی جن کی وفات امام دارقطنی کی زندگی میں ہوئی

2=حافظ ابو مسعود ابراهیم بن محمد الدمشقی م401'

3=علامه شیخ الشافعیه' ابو سعد اسمعیل بن ابی بکر احمد بن ابراهیم الجرجانی م396

4=ابو الحسن' احمد بن محمد بن احمد العتیقی م441

5=ابو حامد' احمد بن محمد الاسفراینی م406

6=ابوذر' عبد بن احمد بن محمد بن عبد الله الهروی م434 امام ابو الحسن دار قطنی سے کتاب الضعفاء والمتروکین کے راوی ہیں۔

7=حافظ ابو محمد' عبد الغنی بن سعید الازدی المصری م409

8=ابو عبد الرحمن' محمد بن الحسین بن موسی النیسابوری م412(156)

ثناء العلماء:

امام ابو الحسن دار قطنی بلاشک علم حدیث ورجال وسیر وعلل میں منفرد تھے' لیکن علم حدیث ومعرفت علل میں اللہ نے انہیں خاص ملکہ عطاء فرمایا تھا' آپ کے معاصرین ومتاخرین نے آپ کی خدمات کو سراہتے ہوئے بھرپور انداز میں خراج تحسین پیش کیا' آپ کی تالیفات سے اس وقت سے لیکر تا حال اور قیامت تک امت مسلمہ مستفید ہوتی رہے گی اور یہ علم ان کے لئے صدقہ جاریہ ہوا' جن کا ثواب انتقال کے بعد ان کے نامہ اعمال میں لکھا جا رہا ہے۔

وقت کے مایہ ناز مورخ خطیب بغدادی نے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا[کان امام دار قطنی فرید عصره وقریع دهره وامام وقته انتهی الیه علم الاثر والمعرفة بعلل الحدیث واسماء الرجال واحوال الرجال مع الصضدق والامانة والفتوی والعدالة وقبول الشهادة وصحة الاعتقاد وسلامته المذهب والاطلاع بعلوم سوی الحدیث]' امام ابو الحسن دار قطنی دوردوراں' یکتائے زمانہ اوروقت کہ وہ امام ہیں' جن پر علم حدیث' علل حدیث' اسماء الرجال واحوال الرجال جیسے علوم کا اختتام ہیں۔(157)

ابو عبد الله الحاکم نے امام ابو الحسن دار قطنی کو ان الفاظ میں یاد کیا' کہ امام ابو الحسن دار قطنی 'حفظ' فهم' فراست' قرأت ونحو میں اپنی مثال آپ تھے' ان کا کوئی ہم پلہ نہ تھا[فاشهد انه لم یخلق علی ادیم الارض مثله]۔(158)

قاضی ابو لطیب الطبری نے آپ کو امیر المومنین فی الحدیث کا لقب دیا۔(159)

امام رجاء بن محمد المعدل نے امام ابو الحسن دار قطنی سے استفسار کیا هل رائیت مثل نفسک آپ کی کوئی مثال ہے تو فرمایا (فلا تذکوا انفسکم) امام رجاء کے اصرار پر کہا جس قدر علمی مواد میں نے جمع کیا میرا خیال ہے' کہ کسی اور کے پاس اتنا نہیں۔(160)

یکے بعد دیگرے دوسرے ائمہ ومجتهدین نے امام ابو الحسن دار قطنی کی مدحت کرنا اپنے لئے باعث شرف وبرکت خیال کیا چند ایک اقوال صرف مثالاً ذکر کئے ہیں۔

تالیفات:

جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ علمی مواد جتنا امام ابو الحسن دار قطنی نے جمع کیا شائد ہی کسی اور کے نصیب میں اتنی سعادت آئی ہو'اس لحاظ سے امام ابو الحسن دار قطنی کی تالیفات کی فہرست بہت طویل ہے' جن میں کچھ مخطوطات تو دستیاب ہوئے' لیکن اکثر حوادثات زمانہ کا شکار ہوئے' یوں یہ علمی ذخیرہ دفن ہوگیا جن کا تذکرہ سلف صالحین کی کتابوں میں ملتا ہے چند ایک تالیفات درج ذیل

ہیں۔

1= کتاب العلل یہ کتاب آپ کے شاگرد برقانی نے قلم بند کی امام ابو الحسن دار قطنی نے از بر لکھوائی اس پر امام شمس الدین الذهبی نے تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا اس کتاب کو دیکھ کر تو انسان حیرت و استغراب کے سمندر میں ڈوبتا چلا جاتا ہے' کہ امام دار قطنی کس گہرائی سے لکھتے تھے ۔(161)

مذکورہ کتاب 1405-1985 کو ریاض 'دار طیبة سے ڈاکٹر محفوظ الرحمن بن زین الدین السلفی کی تحقیق سے نو جلدوں میں شائع ہوئی۔

2=سنن دار قطنی 'مطبوع 1966 بیروت ' دار المعرفة/ تحقیق عبد الله هاشم یمان المدنی چار اجزاء پر مشتمل ہے۔

3=ذکر اسماء التابعین ومن بعدهم ممن صحت روایته من الثقات عند محمد بن اسمعیل البخاری ۔

4=غریب الحدیث

5=الغرائب والافراد

6=الالزامات علی صحیحی البخاری ومسلم

7=ذکر اسماء التابعین ومن بعدهم ممن صحت روایته عند مسلم

8=اسماء الصحابة التی اتفق فیها البخاری ومسلم وما انفرد به کل واحد منهما

9= رجال البخاری ومسلم

10=رسالة فی بیان ما اتفق علیه البخاری ومسلم ما انفرد به احدهما عن الاخر

11=ذکر قوم اخرج لهم البخاری ومسلم فی صحیحما وضعفهم

النسائی فی کتاب الضعفاء

12=الموتلف والمختلف

13=کتاب التتبع وهو ما اخرج علی الصحین وله علة

14=فضل الصحابة ومناقبهم

15=کتاب الاخوة والاخوات

16= الاحادیث الرباعیات

17= الضعفاء والمتروکین

18=الجرح والتعدیل

19=الذیل علی تاریخ الکبیر للبخاری

20=مقدمه کتاب الضعفاء والمتروکین من المحدثین

21=تعلیق واستدرکات للدار قطنی علی کتاب المجروحین لابن حبان (162)

كتاب الضعفاء و المتروكون

تعریف کتاب:

كتاب الضعفاء والمتروكين بھی دیگر قدیم اسلامی میراث کی طرح قلمی صورت میں طالب علموں کی دسترس سے دور رہی، اس کا ایک قلمی نسخہ المكتبة الظاهرية میں تھا، جبکہ دوسرا قلمی نسخہ مکتبہ آیا صوفیہ میں تھا یہ دونوں قلمی نسخے ایک دوسرے کی نقل ہیں۔(163)

1400-1980 میں بیروت، المكتب الاسلامی سے محمد بن لطفی الصباغ کی تحقیق سے پہلی مرتبہ شائع ہوئی، اور دوبارہ معاصر محقق طالب علم 1984-1404 میں الریاض، مکتبۃ المعارف سے موفق بن عبد الله بن عبد القادر کی تحقیق سے پہلی مرتبہ شائع ہوئی۔

یوں گم گشتہ یہ علمی ورثہ دنیا علم میں متعارف ہوا اور طالب علموں کو اس سے استفادہ کا موقع ملا۔

کتاب میں کل ذکر کردہ رواۃ کی تعداد محقق کے مطابق 631 ہے، کتاب کی طباعت میں صفحہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا پہلے حصے میں كتاب الضعفاء والمتروكين کا متن ہے، جبکہ کتاب پر علمی تحقیقی کام دو حاشیوں پر تقسیم کیا۔

حاشیہ اول:

اس میں درج ذیل امور کا ذکر ہے۔

1 = ذکر کردہ راوی کے متعلق کتب رجال میں اس راوی کے ترجمہ کے حوالہ جات اور ائمہ نقد وجرح کے اقوال درج ہیں۔

2 = کتاب ضعفاء میں ذکر کردہ رواۃ کے متعلق امام ابو الحسن دار قطنی کے وہ اقوال و آراء جن کا ذکر كتاب الضعفاء کے علاوہ دیگر مولفات ہیں درج ہیں۔

3 = كتاب الضعفاء میں نقل کردہ امام ابو الحسن دار قطنی کے قول کی دیگر مصادر سے توثیق کا ذکر ہے۔

4= حاشیہ اور متن میں ذکر کردہ راوی پر ایک ہی نمبر لگایا اور پھر اس کے متعلق اندراجات ہیں۔

حاشیہ دوم:

اس میں مندرجہ ذیل امور کا ذکر ہے۔

1= راوی کا مفصل نام بمع نسب'لقب'کنیت اور غریب الفاظ کا ضبط ہے۔

2= کتاب کے متن میں املائی اغلاط کی تصحیح کی گئی ہے۔

3= اعرابی غلطی کی تصحیح کی گئی ہے۔

4= ایک راوی کے ترجمہ میں اگر دوسرے راوی کا ادراج ہوا' تو دونوں کی وضاحت کرتے ہوئے دونوں کو الگ الگ کیا ہے۔

5= رواۃ کے بیان کردہ اساتذہ و تلامذہ کا مختصر تعارف ہے۔

6= ذکر کردہ راوی کی تاریخ وفات کنیت یا وطن میں اختلاف ہے' تو اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

کتاب کے آغاز میں امام ابو بکر البرقانی کا قول ہے' کہ میرے اور امام ابو الحسن دار قطنی کے شاگرد ابو منصور کے مابین طویل بحث و مباحثہ کے بعد ان رواۃ کو حروف معجم پر مرتب کیا گیا جن کے متروک ہونے پر اتفاق ہوا' محقق کے اس تحقیقی کام سے کتاب بہت مفید ہوئی نیز استفادہ سھل ہوا' جزاہ اللہ خیرا عن الاسلام و المسلمین۔

اسلوب و ممیّزات:

کتاب کو حروف ہجائی کی ترتیب سے ہم عصر متقدمین کے اسلوب پر مرتب کیا ہے' یعنی پوری کتاب میں راوی کے نام کے حرف اول سے ترتیب دی ہے' آغاز ان ناموں سے کیا ہے جو حرف الف سے شروع ہوتے ہیں' اور پھر وہ نام جو حرف باء سے شروع ہوتے ہیں' اسی طرح پوری کتاب کو یاء تک مرتب کیا ہے' ایک حرف سے شروع ہونے والے ناموں میں باہم ترتیب ہجائی کا التزام نہیں کیا گیا' مثلاً کتاب کا آغاز یوں ہے

[ابراھیم 'احمد 'اسحاق' ابان ' ایوب ' اشعث] نامی راویوں کا ذکر ہے۔(164)

ان کی ترتیب ہجائی یوں ہونی چاہیے تھی ابان'ابراھیم 'احمد 'اسحاق 'اشعث ' ایوب۔

1 = رواۃ کا تعارف نہایت اختصار کے ساتھ صرف نام وولدیت اور نسب کا ذکر کرتے ہوئے راوی کا تعین کیا ہے' مثلا احمد بن عبد اللہ الفریابانی۔(165)

اور اگر نام و نسب میں اختلاف ہو تو اس اختلاف کو بیان کرتے ہوئے وارد مختلف اقوال کا ذکر کرتے ہوئے ان اقوال میں ترجیح بیان کرتے ہیں مثلا عمر بن غیاث کے نام میں دوسرا قول عمرو بن غیاث ہے' تو اس میں عمر کو عمرو پر ترجیح دی ہے' کیوں کہ عمرو کا قول قیل سے بیان کیا ہے جو ضعف پر دلالت کرتا ہے۔(166)

2 = رواۃ کے تعین میں کہیں کہیں راوی کے استاد کا ذکر ملتا ہے مثلا احمد بن مھدان العبدی کے ترجمۃ میں اس کے استاد ثور بن یزید کا ذکر ہے۔(167)

3 = اکثر رواۃ کے متعلق جرح کا ذکر ہے مثلا احمد بن عبد اللہ الجوباری الھروی کے بارے کذاب کہا۔(168)

4 = جن رواۃ کے متعلق کوئی جرح نہیں ان کی معتد بہ تعداد کتاب میں موجود ہے' واضح رہے کہ امام ابو بکر البرقانی نے شروع کتاب میں اس بات کی وضاحت کی کہ اس کتاب میں صرف ان رواۃ کا ذکر ہوگا جن کے ضعیف ہونے میں میرے اور ابو منصور ابراھیم بن الحسین کے مابین اتفاق ہوا' لہذا کتاب میں جن رواۃ کے متعلق سکوت اختیار کیا گیا وہ ضعیف ہی شمار ہوں گے مثلا اسماعیل بن ابی اسحق 'ابو اسرائیل الملاتی'اسماعیل بن ابان الغنوی کوفی ابو اسحق'اسماعیل بن مسلم المکی۔(169)

5 = کتاب میں ان ثقات رواۃ کا بھی ذکر ہے جن کا کسی نہ کسی طور پر ضعیف راوی سے تعلق ہے' جو کہ کتاب کا مقصود بالذات اور وجہ تالیف نہ ہے' ان کا ذکر صرف ثقات کا ضعفاء سے تمیز وشناخت مقصود ہے' مثلا احمد بن داود بن عبد الغفار کا ترجمہ یوں بیان کیا[احمد بن داود بن عبد الغفار الحرانی

عن ابی مصعب متروک کذاب وجدّہ عبد الغفار بن داود من الثقات]۔(170)

اسی طرح عبد اللہ بن بسر الشامی کے ترجمہ میں ذکر کردہ عبد اللہ بن بشر اور ابو کبشہ' صحابی کا ذکر ہے' عبارت اس طرح ہے[عبد اللہ بن بسر الشامی'عن عبد اللہ بن بسر وابی کبشہ صحابیان وقیل ابی کبشہ عمر بن سعد]۔(171)

حافظ ابن حجر العسقلانی نے ابو کبشہ الانماری صحابی کے مختلف نام ذکر کیے ہیں' جن میں کوئی بھی عمر بن سعد نہ ہے' امام ابو الحسن الدار قطنی کو یا ان کے کسی شاگرد کو غلط فہمی ہوئی ہے۔

حافظ ابن حجر العسقلانی نے مختلف ائمہ کے مختلف اقوال کا کچھ اس طرح بیان کیا۔

ابن حبان نے ان کا نام سعید بن عمرو بیان کیا۔

دحیم کے حوالے سے خطیب بغدادی نے ان کا نام عمیر بیان کیا۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نے بھی عمیر بن سعد کہا۔

دیگر اقوال کے مطابق ان کا نام عمرو بن سعید 'عامر بن سعید'سلیم بن سعید بیان کئے جاتے ہیں۔(172)

6=اگر راوی متعدد نام سے معروف ہو' تو اس کا بھی ذکر کرتے' مثلاً عبد الرحمن بن اسحاق کا نام ان کے شاگرد ابراھیم بن طهمان نے عباد ذکر کیا ہے جبکہ بصریوں نے عبد الرحمن بن اسحق کہا۔(173)

اسی طرح فھد بن عوف کا نام زید بن عوف بھی ہے' اس میں راجح زید بن عوف ہے اس لئے اس کا ذکر حرف (ز) میں کیا نہ کہ حرف (فا) میں۔(174)

ایک شخصیت اگر متعدد نام سے ذکر ہو اور اس کی وضاحت سب نام ذکر کر کے نہ کی جائے تو تدلیس کا اندیشہ ہوتا ہے' اس لئے امام ابو الحسن الدار قطنی نے تدلیس کا دروازہ بند کیا مثلاً حمید بن

عطاء کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں' کہ اس کو ابن علی' اور ابن عامر المکتب بھی کہا جاتا ہے۔ (175)

یہ بظاہر تین ناموں سے تین شخصیات معلوم ہوتی ہیں' جبکہ یہ ایک ہی شخص کے مختلف نام ہیں۔

7= ایسے رواۃ کی بھی امام ابو الحسن الدار قطنی نے نشان دہی کی جن کو علم الرجال کی اصطلاح میں المتفق المفترق کہا جاتا ہے' یعنی ایسے راوی جو نام اور ولدیت میں ایک ہی ہیں لیکن درحقیقت وہ دو مختلف راوی ہوتے ہیں' مثلاً ابراھیم بن مهاجر اس نام کے دو راوی ہیں ایک ضعیف جبکہ دوسرا ثقہ ہے' ضعیف کی وضاحت یوں بیان کی ابراھیم بن مهاجر ابن سمار المدنی اور معتبر یعنی ثقہ راوی کی اس طرح وضاحت فرمائی ابراھیم بن مهاجر ابن جابر الکوفی یعتبر به یعنی باپ کے ساتھ دادا اور شہر کی نشان دہی کی۔ (176)

اسی طرح سلیمان بن سفیان نام کے دو راوی ہیں' امام شمس الدین ذهبی جیسے نقاد رجال کو بھی اشتباہ ہوا اور فرمایا کہ میرا خیال ہے یہ ایک ہی شخص ہے۔ (177)

امام ابو الحسن الدار قطنی نے ان کی نسبت بیان کر کے واضح کیا' کہ یہ دو مختلف راوی ہیں اور دونوں ہی ضعیف ہیں ایک کے متعلق فرمایا سلمان بن سفیان مدینی' ابو سفیان عن عبد الله بن دینار و بلال بن یحی سمع منه ابو عامر العقدی و معتمر بن سلیمان (178)

سلمان بن سفیان ابو سفیان مدینی ہے' جس کے اساتذہ میں عبد الله بن دینار اور بلال بن یحی اور شاگردوں میں ابو عامر العقدی اور معتمر بن سلمان ہے' دوسرے کے متعلق وضاحت یوں فرمائی [سلیمان بن سفیان الجهنی مدائینی عن قیس بن ربیع عن ورقاء] سلمان بن سفیان مدائن سے جهنی قبیلہ کا ہے یہ قیس بن ربیع اور ورقاء کا شاگرد ہے' یوں ان دونوں کی نسبت اور اساتذہ و تلامذہ کے ذکر کرنے سے واضح ہوا کہ یہ دو الگ الگ راوی ہیں۔ (179)

8= کسی راوی کی پہچان و تمیز میں اساتذہ و تلامذہ و نسبت کا ذکر بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے' خصوصاً اگر راوی کا دوسرے راوی سے طبقہ' نام و ولدیت میں ہم آہنگی و اشتراک ہو۔

امام ابو الحسن الدار قطنی رحمہ اللہ نے کتاب الضعفاء میں اکثر رواۃ کے اساتذہ میں سے ایک یا دو' اور اسی طرح تلامذۃ میں سے ایک یا دو کا ذکر کیا ہے' اور بعض اوقات ان ذکر کردہ اساتذۃ و تلامذۃ کے متعلق ثقۃ/ضعیف ہونے کا حکم بیان کیا ہے' مثلاً عبد الرحمن بن یذید بن تمیم کے اساتذۃ میں امام ابن شہاب زھری اور اسماعیل بن عبید اللہ بن ابی المھاجر الدمشقی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ثقۃ ہیں۔(180)

اسی طرح برکہ بن یعلی کے ترجمہ میں اس کے دو اساتذہ ابو سوید العبیدی اور ابن عمر کا ذکر کرتے ہوئے ان دونوں اساتذہ کو مجھول قرار دیا ہے۔[برکہ بن یعلی عن ابی سوید العبدی عن ابن عمر مجھولان]۔(181)

9=امام ابو الحسن الدار قطنی نے کتاب میں ذکر کردہ عموماً رواۃ کے متعلق جرح و تعدیل کا عام ذکر کیا' لیکن بعض اوقات کسی راوی کے متعلق جرح مقید و تعدیل مقید کا بھی ذکر کیا' مثلاً جابر بن یزید الجعفی کے متعلق فرمایا اگر یہ ائمہ و معتبرین سے روایت کرتے تو قابل قبول ہوگی الفاظ کچھ اس طرح ہیں۔[ان اعتبر لہ بحدیث یعد صالحا اذا کان عن الائمۃ]۔(182)

اسی طرح کسی کے ثقہ شاگرد کی قید سے راوی معتبر قرار دیا جاتا ہے مثلاً [عمارہ بن جوین ابو ھارون العبیدی] کے ترجمہ میں ہے[یصلح ان یعتبر لہ بما یرویہ عنہ الثوری و الحمادان] ۔ (183)

یعنی امام سفیان ثوری 'حماد بن سلمہ اور حماد ین زید بن درھم کی اس سے روایت کردہ احادیث میں یہ راوی معتبر ہوگا۔

وفات امام دارقطنی:

اللہ کی رحمت وتوفیق سے عمر بھر علم نبوی کی خدمات ودفاع میں بھرپور کردار ادا کرتے رہے۔

یہ بندہ خدا عظیم علمی ورثہ امت مسلمہ کے سپرد کرتے ہوئے بروز بدھ ماہ ذوالحج 385 ہجری کو اپنے خالق حقیقی سے ملاقات کے لئے سفر آخرت پر رخصت ہوا' یوں علم نبوت کا سپاہی امام کرخی کے پہلو میں باب الدیر قبرستان میں دفنا دیا گیا۔(184)

کتاب میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذھبی

تعارف مؤلف:

نام ونسب:

الحافظ الامام' محدث العصر' خاتمة الحفاظ' مؤرخ الاسلام' فرد الدهر' القائم بأعباء هذه الصناعة' ابو عبد الله شمس الدين محمد بن احمد بن عثمان بن قائماز 'التركمانی' الدمشقی الذهبی۔ (185)

ولادت:

ابو عبد الله شمس الدين الذهبی کی ولادت دمشق کے محلہ بکفر میں 673ھ میں ہوئی۔ (186)

تعلیم وتربیت:

حصول علم کے لئے ابو عبد الله شمس الدين الذهبی نے بلاد اسلام کے ہر علمی شہر کو اپنا مستقر بنایا مثلاً دمشق' بعلبک' اسکندریہ' حلب' حمص' حماة' الکرک' طرابلس' المعرة' الرملة' مصر' بلبیس' نابلس' اور مکہ مکرمہ' مدینة منورة قابل ذکر ہیں۔ (187)

اساتذۃ:

امام ابو عبد الله شمس الدين الذهبی نے آپنے اساتذہ کو معجم الشیوخ [المعجم الکبیر] میں قلم بند کیا' اس کتاب میں کل ذکر کردہ اساتذہ کی تعداد [1040] ایک ہزار چالیس ہے' یہ کتاب 1988 بمطابق 1408ھ میں دو جلدوں شائع ہوئی' ان میں چند ایک اساتذہ کا ذکر جن کی تعلیم وتربیت کا اثر امام شمس الدين محمد بن احمد الذهبی کی شخصیت پر نمایاں تھا درج ذیل ہیں۔

1= عمر بن القواس　　　2= احمد بن هبة الله

3=یوسف بن احمد القمولی	4=عبد الخالق بن علوان

5=زینب بنت عمر بن کندی	6= احمد بن اسحاق الابرقوھی

7=عیسی بن عبد المنعم بن شهاب

8=شیخ الاسلام محمد بن علی ابن دقیق العید

9= ابو محمد عبد المومن بن خلف الدمیاطی

10=ابو العباس بن الظاهری

11=ابو الحسن علی بن احمد الغراقی

12=ابو الحسن یحی بن احمد بن الصواف

13=العماد ابن بدران (188)

تلامذہ ذہبی:

ابو عبد الله شمس الدین الذهبی نے تدریس وتعلیم کے لئے دمشق کا انتخاب کیا انحاء عالم سے جوق در جوق متلاشی علم آپ کی مجلس میں شریک ہوتے، اور آپ سے استفادہ کرنے والے چند ایک بہت ہی نامور تلامذہ کا ذکر ہوتا ہے۔

1-ابو المحاسن محمد بن علی الحسینی، اما م شمس الدین الذهبی کی کتاب تذکرة الحفاظ پر حاشیہ قلم بند کیا، جو کہ مطبوع ہے۔

2- ابو النصر ،عبد الوهاب بن تقی الدین المعروف تاج الدین السبکی

3-الامام صلاح الصفدی

4- ابو الفداء اسماعیل بن کثیر

5- احمد بن شاکر الکتبی (189)

ثناء العلماء:

امام شمس الدین محمد بن احمد الذهبی کا وہ دور ہے جب ملت اسلامیہ پر مغلوں کا غلبہ وتسلط بڑھ رہا تھا' اور اسلامی تہذیب وتمدن کے خدوخال تبدیل ہورہے تھے' اور ملت اسلامیہ کے تشخص اور اسلامی علمی سرمایہ کو مٹایا جارہا تھا' اس کٹھن اور مشکل وقت میں امام شمس الدین الذهبی 'شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم ا بن تیمیه' حافظ یوسف ابن الزکی المزی 'اور ابن القیم الجوزیه جیسے جلیل القدر ائمه ملت اسلامیه کے علمی سرمایہ اور تہذیبی تشخص وتمدنی روایات کی پاس داری کررہے تھے' ان میں سے ہر ایک مکمل علمی موسوعہ تھا۔

امام شمس الدین الذهبی کی علمی خدمات کو دیکھتے ہوئے ہم عصر شیوخ عظام اور حفاظ کرام اور بعد میں آپ کی تالیفات سے مستفید ہونے والے مشائخ ذی علم وورع وتقوی آپ کو دادِ تحسین دیے بغیر نہ رہ سکے جن میں چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

آپ کے شاگرد رشید امام تاج الدین السبکی کا فرمان ہے [ہمارے استاد ابو عبد الله شمس الدین محمد بن احمد الذهبی ایک صاحب بصیرت شخصیت تھے' جن کی مثال ناممکن ہے' علمی مشکلات کی تحلیلات میں مرجع تھے' موجودات و منقولات کے حافظ تھے' جرح و تعدیل کے امام تھے' گویا پوری ملت اسلامیہ آپ کے سامنے ایک میدان میں کھڑی ہے' اور دیکھ دیکھ کر لوگوں کے متعلق بتا رہے ہیں۔(190)

امام صلاح الدین الصفدی نے امام شمس الدین الذهبی کو بایں الفاظ خراج تحسین پیش کیا ہے [أخذت و قرأت علیه من تصانیفه و لم أجد عنه جمودة المحدثین 'ولا کودنة النقلة 'بل هو فقیه النظر له دربة بأقوال الناس ومذاهب السلف 'وارباب المقالات]۔(191)

امام ابو الفداء اسماعیل بن کثیر نے امام شمس الدین الذهبی کی وفات پر یہ الفاظ

فرمائے کہ آج [قد ختم به شيوخ الحديث و حفاظه]شیوخ الحدیث اور خفاظ حدیث کا آخری شخص بھی فوت ہو گیا ہے۔(192)

امام شمس الدین الذھبی کے لئے خراج تحسین کا امام علامة احمد بن شاکر الکتبی نے یوں اظہار فرمایا[حافظ لايجاری ،ولاحظ لایباری ،اتقن الحديث و رجاله ،ونظر علله و احواله ،وعرف تراجم الناس وأبان الابهام فی تواریخهم والالباس،جمع الکثیر ،و نفع الجم الغفیر ،واكثر من التصنيف ووفر بلاختصار و مؤنة التطويل فی التأليف]۔(193)

تالیفات:

امام شمس الدین الذھبی کی تالیفات یوں تو علوم شریعت کے تمام موضوعات پر ہیں، لیکن نقد حدیث، اسماء الرجال ، ضعفاء و ثقات و صحابه ،قرأت، علل الحديث ،تاریخ الاسلام، زھد و تقوی ، سابقہ مؤلفین کی کتب پر علمی وتنقیدی تبصرے جیسے اہم موضوعات بہت نمایاں رہے، آپ کی تالیفات میں سے چند ایک جو بہت ہی متداول ومعروف ہیں مندرجہ ذیل ہیں۔

1=تلخيص مستدرک الحاکم، امام ابو عبد الله الحاکم چونکہ متساھلین میں شمار ہوتے ہیں، اور مستدرک علی الصحیحین میں ان کی تساھلی کی وجہ سے ضعیف ،منکر ، موضوع جیسی مرویات کا اندراج بھی ہو گیا، امام شمس الدین الذھبی نے کتاب پر تنقیدی تبصرہ کرتے ہوئے ان تمام ضعیف و منکر و موضوع احادیث کی نشان دہی فرمائی۔(194)

2=المقتنی فی سرد الکنی(195)

3=العذاب المسلسل فی الحديث المسلسل(196)

4=التاریخ الکبیر اس کے 36 اجزاء میں سے صرف پانچ [5] اجزاء کی اشاعت ممکن ہوئی۔(197)

5=التاريخ الاوسط

6= التاریخ الصغیر

7=سیر اعلام النبلاء مطبوع ہے تاریخ الاسلام کی تلخیص ہے۔(198)

8=تذکرۃ الحفاظ مطبوع ہے۔

9=طبقات القرآء

10=مختصر تھذیب الکمال

11=الکاشف مطبوع

12=التجرید فی اسماء الصحابہ مطبوع

13=المغنی فی الضعفاء مطبوع

14=مشتبہ الاسماء النسبہ (199)

15=مختصر الاطراف

16=مختصر سنن البیھقی

17=مختصر المحلی لابن حزم(200)

18=دول الاسلام دواجزاء پر مشتمل ہے۔

19=المشتبہ فی الاسماء الانساب والکنی والالقاب

20=العبر فی خبر من غبر

21=الرواۃ الثقات

22=الکبائر

23=میزان الاعتدال فی نقد الرجال

24=المختصر المحتاج الیہ من تاریخ الدبیسی (201)

کتاب میزان الاعتدال فی نقد الرجال

تعریف کتاب:

کتاب میزان الاعتدال فی نقد الرجال بھی دیگر اسلامی علمی سرمایہ کی طرح قلمی شکل میں مصر کی لائبریری دار الکتب المصریہ کے کسی گوشہ میں محفوظ تھی، ھندوستان کے اھل علم و دانش نے توفیق باری تعالیٰ سے دائرۃ المعارف العثمانیہ سے اس کی اشاعت کا شرف حاصل کیا، بعد ازاں 1963 میں دوبارہ محقق علی محمد البجاوی کی علمی تعلیقات و تصحیحات سے بیروت، دار المعرفۃ نے اس کی اشاعت فرمائی، جو ایک قابل ستائش عمل ہے۔

محقق نے کتاب کے آغاز میں دریافت شدہ قلمی نسخہ جات کے عکس بھی شامل کیے، اور کتاب کے آخر میں اس کی وضاحت ہے، کہ یہ قلمی نسخہ جات مصر کے کتب خانہ دار الکتب المصریہ میں ہیں" اور ہندوستان سے اشاعت شدہ نسخہ کا اعتراف اور اس سے استفادۃ کا ذکر کیا ہے، مزید تحقیق و تقابل میں قلمی نسخہ جات کے ساتھ ساتھ اس مطبوعہ نسخہ کو بھی شامل کیا گیا ہے، یہ اشاعت چار [4] اجزاء پر مشتمل ہے۔ (202)

1995 میں بیروت، دار الکتب العلمیۃ سے محقق الشیخ علی محمد معوض اور الشیخ عادل احمد عبد الموجود کی تحقیق سے آٹھ [8] مجلدات میں شائع ہوا۔

اسلوب و ممیّزات:

1 = کتاب کا دائرہ کار متعین کرتے ہوئے امام ابو عبد اللہ شمس الدین الذھبی نے فرمایا کہ میری اس کتاب میں مندرجہ ذیل اقسام کے رواۃ کا تذکرہ ہوگا۔

1 = الکذابین، الوضاعین، المتعمدین قاتلھم اللہ

2 = الکذابین جنھوں نے اپنے کسی شیخ سے سماعت کا دعوی کیا لیکن وہ جھوٹے تھے، عام اصطلاح میں انھیں مدلسین کہا جاتا ہے۔

3= المتھمین بالوضع جن پر وضع الحدیث یعنی اپنی طرف سے تیار کردہ احادیث کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کرنا۔

4= وہ رواۃ جو حدیث نبوی میں تو جھوٹ نہیں بولتے لیکن عام گفتگو میں جھوٹ بولتے ہوں۔

5= ایسے متروکین رواۃ جن کی کثرت اغلاط سے ان کی مرویات متروک ہوئیں۔

6= ایسے حفاظ جو دینی احکام وفرائض میں سستی اور ان کی صفت عدالت میں وہن ہوا۔

7= کمزور حافظہ والے محدثین جن کی اغلاط واوہام ہوں اور ان کی مرویات شواھد واعتبارات میں قابل قبول ہوں، جبکہ حلت وحرمت میں ان کی مرویات متروک ہوں۔

8= ایسے شیوخ ومحدثین جو مستور الحال ہوں، ان میں لین ہو، ثقہ اور متقن کے رتبہ سے کمتر ہوں۔

9= وہ مجہول رواۃ جن پر امام ابو حاتم نے مجہول ہونے کا حکم لگایا ہو۔

10= بدعتی ثقات واثبات یا ایسے ثقات جن پر صاحب الجرح والتعدیل کی تنقید قابل التفاط نہ ہو، یعنی ذاتی عناد و حسد کیوجہ سے جمہور رجال کی مخالفت کرتا ہو۔

11= بدعت کبری وصغری کا مرتکب۔(203)

2= کتاب میزان الاعتدال کو آٹھ [8] حصوں میں تقسیم کیا گیا۔

1= کتاب شروع سے آخر تک حروف ہجائی کی ترتیب سے مرتب کی گئی ہے، جس سے مطلوب راوی تک وصول بہت ہی سہل ہے، اور یہ ترتیب راوی کے نام کے ساتھ باپ ودادا کے حروف میں بھی ترتیب ہجائی کا خیال رکھا گیا ہے، کتاب کا آغاز ابان بن اسحاق سے کیا ہے۔(204)

اولا ان رواۃ کا ذکر ہے جو نام سے معروف ہیں [وہ مرد ہوں یا خواتین] ان کی تعداد الف تا یا 9926 ہے۔

اور ان سب کو ایک ساتھ [ا، ب، ت] کی ترتیب سے ذکر کیا ہے مثلا [ج] میں جسر بن فرقد کے بعد جسرۃ بنت دجاجۃ عن عائشہ کا ذکر ہے۔(205)

2=ان رواۃ کا ذکر ہے جو کنیت سے معروف ہیں یعنی جن شروع میں [ابو] مثلا ابو فلاں یا امّ] مثلا ام فلاں ہے' بعد میں رواۃ کو معجم کی ترتیب سے الف تا یا مرتب کیا ان کی تعداد 828 ہے۔

3=کنیت کی دوسری قسم جو کہ والد کے نام سے معروف ہے' کہ فلاں کا بیٹا یا بیٹی بعد میں ذکر کردہ اسماء کو معجم کی ترتیب سے مرتب کیا ان کی تعداد 96 ہے۔

اور اس کے آخر میں [فصل من ذلک] کے عنوان سے ان رواۃ کا ذکر ہے جو چچا کے نام سے معروف ہے یعنی [ابن اخ فلاں] ان کی تعداد 7 ہے۔

4=اس میں ان رواۃ کا ذکر ہے جو کسی بھی نسبت سے معروف ہیں ان کی ہیڈنگ [الفصل فی الانساب] ہے ان کی تعداد 54 ہے۔

5=اس میں ان رواۃ کا ذکر ہے جو مجھول الاسم ہیں' یعنی ان کو [عن جده' عن رجل' عن خاله وغیره] سے بیان کیا گیا ہے ان کی تعداد 18 ہے۔

6=مجہول خواتین کا ذکر ہے ان کی تعداد 71 ہے۔

7=ان خواتین کا ذکر جو کنیت سے معروف ہوئیں مثلا [ام ابان 'یا بنت اوزاع] مثلا وغیرہ ان کی تعداد 33 ہے۔

8=وہ خواتین جو ام کی بجائے [والدة فلاں] سے معروف ہیں مثلا جیسے [والدة داود بن صالح التمار عن عائشة وعنها ابنها] بجائے ام داود کے ان کی تعداد 15 ہے۔

اور یوں کل ذکر کردہ رواۃ کی تعداد 11053 ہے۔

3=کتاب میں ذکر کردہ راوی اگر کتب ستہ سے ہے' تو اس کتاب کا رمز یعنی اشارہ دیا گیا اگر تمام کتب ستہ میں موجود ہے تو اس کے لئے [ع] اگر السنن الاربعة [سنن أبی داؤد' سنن الترمذی' سنن النسائی' سنن ابن ماجة] کا راوی ہے تو اس کے لئے [عو] کا رمز ہے' وگرنہ عموما جو کتاب کا رمز معروف ہے اس کا ذکر کیا گیا ہے۔(206)

مثلا ابراهیم بن سوید کا ذکر کرتے ہوئے [م' اور عو] کا اشارہ دیا' کہ اس راوی کی مرویات

السنن الاربعة اور صحیح مسلم میں ہیں۔(207)

اسی طرح ابراهیم بن سوید المدنی کے ترجمہ میں [خ اور د] کا اشارہ ہے اس کا مطلب ہے کہ یہ راوی صحیح بخاری اور سنن ابی داود کا ہے۔(208)

اسی طرح اسماعیل بن زیاد میں [قد] کے اشارہ سے مراد یہ ابن ماجه قزوینی کا راوی ہے (209)۔

4= کتاب میں ایسے رواۃ کا بھی ذکر ملتا ہے جو صاحب عدل و ثقاهت ہیں اور بہت معمولی جرح کی بناپر متقدمین نے [ابن عدی 'امام بخاری ابن الجوزی' وغیرہ] نے ان کا شمار ضعفاء میں کیا 'صاحب کتاب کا موقف ہے کہ میں نے صرف اعتراض سے بچاؤ کے لئے ان کا ذکر کیا ہے' میرے ذکر کرنے سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ میرے نزدیک بھی وہ ضعیف ہیں' مثلاً اویس بن عامر التمیمی کے ترجمہ میں امام ابو عبد الله شمس الدین الذهبی کا بیان ہے [لولا ان البخاری ذکر أویسا فی الضعفاء لما ذکرته أصلا] اگر امام محمد بن اسماعیل البخاری نے اویس بن عامر کو ضعفاء میں ذکر نہ کیا ہوتا تو میں ہرگز نہ کرتا۔(210)

5= بعض متقدمین کی کتب میں ضعفاء رواۃ کے ذکر کے ساتھ صحابہ کا ذکر بھی ہے جن سے ان ضعفاء راویوں نے روایت کی میں نے اس کتاب میں سے صحابہ کا نام خارج کر دیا' کیونکہ صحابہ کے عدل و ثقاهت پر اتفاق ہے تو پھر ضعفاء کے ساتھ صحابہ کا ذکر چہ معنی دارد؟

اسی طرح جلیل القدر ائمہ اسلام جن کے متبعین کی ایک بہت بڑی تعداد ہے مثلاً امام ابو حنیفہؒ' نعمان بن ثابت الکوفی امام محمد بن ادریس الشافعیؒ 'امام مالک بن انس 'امام محمد بن اسماعیل البخاریؒ ایسی ہستیوں کا ذکر کتاب الضعفاء میں نہ ہوگا۔ (211)

6= ذکر کردہ راوی کے متعلق متقدمین اصحاب الجرح و التعدیل کی آراء واقوال بدون سند ذکر کرتے ہیں' مثلاً ابراهیم بن البراء بن النظر بن انس بن مالک الانصاری کے ترجمہ میں ابن عدی کا قول [ضعیف جدا] عقیلی کا قول [ذکر حدیثا منکرا] اور ابن حبان کا قول [یحدث عن

الثقات بالموضوعات] ذکر کیا۔(212)

7=راوی کے تعین میں اس کے اساتذہ و تلامذہ کا ذکر دیگر مصنفین کی طرح کیا مثلا[احمد بن سلمان بن الحسن بن اسرائیل بن یونس ابو بکر النجاد الفقیہ الحنبلی المشھور عن ھلال بن العلاء وأبی قلابة وخلق و روی عنه ابن مردویة' وأبو علی بن شاذان' و عبد الملک بن بشران و خلق کثیر]۔(213)

8=سابقہ کتب ضعفاء پر ناقدانہ تبصرہ بھی کتاب میں ہے[مثلا ابان بن یزید العطار]کے ترجمہ ہے کہ ابو الفرج ابن الجوزی نے اس راوی کو ضعفاء میں ذکر کیا ہے' اوران ائمہ کے اقوال سے صرف نظر کی ہے جنہوں نے اسے ثقہ کہا ہے اور ابن الجوزی کی کتاب کا نقص ہے' کہ جرح کا ذکر ہے اور توثیق پر خاموشی۔(214)

9=ایک راوی اگر مختلف ناموں یا نام اور کنیت سے معروف ہے تو ایسے رواۃ کو ہر دو جگہ پر ذکر کیا ہے اور دوسری جگہ اس کا حوالہ دیا کہ فلاں جگہ مذکور ہے' مثلا ابان بن عبد الله اس کا نام ابان الرقی بھی ہے ابان الرقی کے نام کو لکھ کر فرمایا[قد مر فی ابان بن عبد الله]اس کا ذکر ابان بن عبد الله میں گزر چکا ہے۔(215)

اسی طرح احمد بن سلمة کے ترجمہ میں فرمایا[قلت:ھذا ھو السمرقندی الذی مر آنفا](216)

10=تو راوی کے نام کے بعد اگر[صح] کی علامت ہو تو اس سے مراد اس راوی کو ثقہ تصور کیا گیا ہے' مثلا ابان بن یذید کے بعد کتاب میں[صح' خ'م'د] کی علامات ہیں جن کا مقصود یہ ہے

ا= یہ راوی ثقہ ہے۔

۲=اس سے بخاری 'مسلم اور أبو داؤد نے روایت بیان کی ہے۔

اس راوی کے متعلق فرمایا[حافظ'صدوق'امام] ابن عدی اور ابن الجوزی نے اسے ضعفاء میں شامل کیا اور ابن عدی نے یہ بھی کہا[حسن الحدیث 'متماسک'یکتب حدیثه'عامتها

مستقیمة،أرجو انه من أهل الصدق]۔

اس پر امام ابو عبد الله شمس الدین الذهبی نے تبصرة کرتے ہوئے فرمایا

[قلت :بل هو ثقة ،حجة،ناهیک ان احمد بن حنبل ذکره فقال کان ثبتا فی کل المشائخ وقال ابن معین و النسائی ثقة]۔

اور اگر ابن عدی و ابن الجوزی نے اس کا ذکر ضعفاء میں نہ کیا ہوتا تو میں ہرگز نہ کرتا (217)۔

اسی طرح حبیب بن ابی ثابت کے ترجمہ میں ہے [من ثقات التابعین] اس کا شمار ثقہ تابعین میں ہوتا ہے ،ابن عون نے اسے ضعیف کہا ہے، اور جرح یہ بیان کی کہ اسے کم دیکھائی دیتا تھا، جب کہ یحی بن معین اور ایک جماعت نے ثقہ کہا ہے، اور بعد میں لفظ قلت سے اپنا تبصرة یوں نقل کیا ہے [وثقه یحی بن معین ،و جماعة و احتج به کل من افرد الصحاح بلا تردّد، و غایة ما قال فیه ابن عون :کان أعور، وهذا وصف لا جرح ،ولولا لن الدولابی و غیره ذکروه لما ذکرت](218)

حافظ ابن حجر العسقلانی کا فرمان ہے، کہ امام ابو عبد الله شمس الدین الذهبی کو کتاب میزان الاعتدال کے مقدمہ میں اس کی وضاحت کرنی چاہیے تھی کہ اگر راوی کے نام کے بعد [صح] کی علامت ہو تو اس سے میری مراد اس راوی کی ثقاہت بیان کرنی ہے، کیونکہ یہ رمز بکثرت کتاب میں ذکر کی گئی ہے۔(219)

11= کسی راوی کی نسبت یا کنیت یا رشتہ داری کے بیان سے کسی راوی سے اختلاط ہوتا ہو تو اس کی وضاحت فرمادی مثلا اسمعیل موسی الفزاری الکوفی ابن بنت السدی سے السدی الکبری اسمعیل بن عبد الرحمن الکوفی السدی سے اشتباہ ممکن تھا، کیونکہ دونوں ہمعصر تھے تو اس کی وضاحت یوں فرمائی کہ معروف السدی سے اس کی کوئی رشتہ داری نہ ہے۔(220)

12= کتاب میں کچھ ایسے ثقات کا بھی ذکر ہے جو ضعفاء کے ہم نام تھے تو ان میں تفریق بتانا مقصود ہے، تاکہ نام سے غلطی نہ ہو مثلا ایک راوی کا نام [اسماعیل بن امیة] اور دوسرے کا نام بھی یہی ہے، ان میں

سے ایک ثقہ اور دوسرا ضعیف ہے' کتاب میں دونوں کا ذکر کر کے ان میں تفریق بیان کی کہ ایک القرشی ہے جو ضعیف ہے اور دوسرا الأموی ہے جو مجمع علی ثقته ہے۔(221)

12 = اگر کسی راوی کی عالی سند ہے تو اس میں کا ذکر بھی کتاب میں کیا گیا ہے' مثلا اسماعیل بن نجیح البجلی الکوفی کے ترجمہ میں [انتھی الیہ علو الاسناد بأصبھان] اصفہان میں سب سے عالی سند اس کی تھی۔(222)

13 = کتاب میں عموما متقدمین نقاد رجال کے نام سے کسی راوی پر جرح کا ذکر کیا گیا ہے' کہ فلان کا یہ قول ہے لیکن کبھی کبھار کسی ناقد کی کتاب کا ذکر بھی کیا ہے مثلا الحسین بن عبد الرحمن کے ترجمہ میں ہے' یہ شائد الاحتیاطی ہے' اور پھر فرمایا [قال الخطیب فی تاریخه] کہ خطیب بغدادی نے اپنی کتاب تاریخ بغداد میں اس کا نام یوں بیان کیا ہے [الحسین بن عبد الرحمن بن عباد بن الھیثم' ابو علی الاحتیاطی']۔(223)

وفات:

تمام مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ علم نبوی کا سمندر' اجتہاد کا پہاڑ اور عظیم مصنف' امت مسلمۃ کیے لئے عظیم علمی ورثہ چھوڑ کر دمشق میں بروز پیر تین ذوالقعدۃ 748ھ میں اپنے رب کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ اللھم اغفر له و ارفع درجته فی المھدیین۔(224)

حوالہ جات

1=القرآن الكريم =٢٨:٤

2=الزاوی'الطاهر احمد' ترتيب القاموس المحيط'بيروت'دار الكتب العلمية ١٣٩٩-١٩٧٩ ص ٢٦-٢٧ ج٣

3= ابن صلاح 'عثمان بن عبد الرحمان'م ٦٤٢ 'مقدمة ابن صلاح فی علوم الحديث' بيروت دار الكتب العلمية ١٩٧٨ ص ٢٠

4= ابن صلاح 'مقدمة ابن صلاح فی علوم الحديث' محولا باله ص ٥٠

5=الاعظمی'دكتور محمدضياء الرحمن'دراسات فی الجرح و التعديل'الهند'الجامعة السلفية'١٤٠٣-١٩٨٣ اولی ص ١٢٨-١٦٠

6= الذهبی' محمد بن آحمد م٧٤٨'ميزان الاعتدال فی نقد الرجال 'بيروت' دار المعرفة ١٩٦٣ ص ٦ ج١

7=ابن حجر العسقلانی 'أحمد بن علی م ٨٥٢ 'تهذيب التهذيب' بيروت' دار الفكر ١٩٨٤ اولی ص ٣٣٤ ج ٤

8= البخاری' محمد بن اسماعيل م ٢٥٦'التاريخ الكبير' بيروت'دارالفكر '/تحقيق السيد هاشم الندوی' ص ٨٧ ج١

9=ابن حجر العسقلانی 'تهذيب التهذيب' محولا باله ص ١٦٤ ج٥

10=السخاوی 'محمد بن عبد الرحمان' م ٩٠٢' فتح المغيث شرح ألفية الحديث' المدينة المنورة 'المكتبة السلفية ثانية ١٩٦٨ ص ٣٤٥ ج١

11=ابن حجر العسقلانی' أحمد بن علی'٨٥٢ 'لسان الميزان 'بيروت 'مؤسسة الأعلی للمطبوعات١٩٨٦ ص ١٣ ج١

12=الذهبی'میزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا باله ص ۳۸ ج۱

13=الذهبی'میزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا باله ص ۷۰ ج۱

14=الذهبی'میزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا باله ص ۳۳۹ ج۳

15=السخاوی' فتح المغیث شرح ألفیة الحدیث' محولا باله ص۳٤٦ ج۱

16=ابن حجر' العسقلانی أحمد بن علی'م ۸۵۲ 'هدی الساری مقدمة فتح الباری شرح صحیح البخاری 'بیروت' دار المعرفة'۱۳۷۹ / تحقیق فواد عبد الباقی ص ۸۳٤

17=ابن حجر' العسقلانی'هدی الساری مقدمة فتح الباری محولا باله ص ٤۳۷

18=ابن شاهین'ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان [المتوفی ۲۹۷]تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم'بیروت'دار الکتب العلمیة '۱۹۸٦-۱٤۰٦/تحقیق دکتور عبد المعطی امین قلعه جی ' ص ۲۹٤

19= العقیلی 'ابو جعفر'محمد بن عمرو بن موسی بن حماد م ۳۲۲ 'کتاب الضعفاء الکبیر'بیروت'دار الکتب العلمیة'۱٤۰٤-۱۹۸٤ الاولی/تحقیق الدکتور عبد المعطی أمین قلعه جی ص۸۸ ج٤

20=الذهبی'ابو عبد الله محمد بن احمد بن عثمان م ۷٤۸'المنتقی من منهاج السنة فی نقض کلام اهل الرفض و الاعتزال'الریاض'مؤسسة سلیمان بن عبد العزیز الراجحی الخیریة'۱٤۲٤ ص ۲٤

21= ابن صلاح 'عثمان بن عبد الرحمان 'مقدمة ابن صلاح فی علوم الحدیث' بیروت دار الکتب العلمیة ۱۹۷۸ ص ۱۹۳

22=السخاوی 'محمد بن عبد الرحمان ' فتح المغیث شرح ألفیة الحدیث ' المدینة المنورة 'المکتبة السلفیة ثانیة ۱۹٦۸ ص ۳۲۵ ج۳

23= العقیلی 'کتاب الضعفاء الکبیر' محولا بالہ ص ۱۸۰ ج ۱

24=العقیلی 'کتاب الضعفاء الکبیر' محولا بالہ ص۱۹۵ ج۱

25=العقیلی 'کتاب الضعفاء الکبیر' محولا بالہ ص ۴۹-۵۰ ج۱

26=السبکی' تاج الدین' قاعدة فی الجرح و التعدیل 'بیروت' مکتبة النهضة ۱۹۸۴ ص ۴۶

27=الیمانی 'أمیر محمد بن اسماعیل' اسبال المطر علی قصب السکر' ملتان' جمعیة النشر و التألیف الاثریة 'ص۱۵۹

28=القشیری' مسلم بن حجاج م ۲۶۱' مقدمة صحیح مسلم' القاهرة ' دارالحدیث ۱۹۹۱ الاولی ص

29= الذهبی'میزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا بالہ ص۱ ج۱

30=الذهبی' محمد بن أحمد م۷۴۸'سیر اعلام النبلاء ' بیروت ' مؤسسة الرسالة' ۱۴۱۳تاسعة ص ۱۸۳ ج۹

31=الذهبی' شمس الدین محمد بن آحمد م۷۴۸کتاب تذکرة الحفاظ' بیروت' دار احیاء التراث العربی ۱۳۷۴ص ۳۴۰ ج۲

32=الذهبی' کتاب تذکرة الحفاظ' محولا بالہ ص ۳۴۰ ج۲

33=الذهبی''سیر اعلام النبلاء ' محولا بالہ ص ۱۸۳ ج۹

34=سزکین' محمود'تاریخ التراث العربی'الریاض 'جامعة الامام محمد بن سعود الاسلامیة '۱۹۸۳ /ترجمة حجازی 'محمود فهمی ص ۲۹۲ ج ۱

35=السخاوی 'محمد بن عبد الرحمان ' فتح المغیث شرح ألفیة الحدیث ' المدینة المنورة 'المکتبة السلفیة ثانیة ۱۹۶۸ ص ۳۱۴ ج۳

36= الحاکم ابو عبد الله' محمد بن عبد الله م۴۰۵' معرفة علوم الحدیث 'بیروت

دار الکتب العلمية ۱۹۷۷=۱۳۹۷ تحقیق سید معظم حسین ص ۷۱

37= الدکتورالعمری ‘اکرم ضیاء ‘بحوث فی تاریخ السنة المشرفة ‘بدون ذکر الناشر ص ۹۱

38= مطبوع از پاکستان‘لاہور‘ادارۃ ترجمان السنة‘ ۱۹۸۲-۱۴۰۲ چوتھی مرتبہ۔

39= الدکتورالعمری ‘بحوث فی تاریخ السنة المشرفة ‘محولا باله ص ۹۱

40=مطبوع

41=مطبوع

42=الذہبی‘شمس الدین محمد بن احمد م ۷۴۸‘المغنی فی الضعفاء ‘ بدون ذکر الناشر و التاریخ/تحقیق نور الدین عتر ‘ص٤ ج١

43=الدکتورالعمری ‘بحوث فی تاریخ السنة المشرفة ‘محولا باله ص ۹۱

44= 1985-1405 میں بیروت‘مؤسسة الکتب الثقافية سے کمال یوسف الحوت اور بوران الضناوی کی تحقیق سے پہلی مرتبہ شائع ہوئی‘1987-1407 میں اسی اشاعت کا اعادۃ کیا گیا‘اور یہ کتاب 1986-1406 میں بیروت‘دار المعرفة سے محمود ابراهيم زايد کی تحقیق سے کتاب الضعفاء امام محمد بن اسماعیل البخاری کے ہمراہ ایک ساتھ پہلی مرتبہ شائع ہوئی‘اس کتاب کی اشاعت پاکستان ‘لاهور ‘اداره ترجمان السنة سے چوتھی مرتبہ 1982-1402 میں کتاب التاریخ الصغیر ‘ و کتاب الضعفاء محمد بن اسماعیل البخاری کے ہمراہ ایک ساتھ ہوئی۔

45= الزہرانی‘محمد بن مطر‘علم الرجال نشأته و تطوره‘ المملکة العربية السعودية ‘الریاض‘دار الهجرة للنشر و التوزیع ۱۴۱۷-۱۹۹۶‘ اولی ص ۱۴۰

46= الزہرانی‘علم الرجال نشأته و تطوره‘ محولا باله ص ۱۴۰

47=الدکتور العمری 'بحوث فی تاریخ السنة المشرفة 'محولا باله ص ۹۲

48=الذهبی 'المغنی فی الضعفاء' محولا باله ص ٤ ج ١

49= العقیلی 'ابو جعفر محمد بن عمربن موسی م۳۲۲ 'کتاب الضعفاء الکبیر 'مطبوع از بیروت 'دار الکتب العلمیة ' ١٤٠٤ -١٩٨٤ الاولی/تحقیق الدکتور عبد المعطی أمین قلعه جی

50=الذهبی' کتاب تذکرة الحفاظ' محولا باله ص٨١٧ ج٣

51=السخاوی' فتح المغیث شرح ألفیة الحدیث ' ص ٣١٥ ج٣

52= محمود ابراهیم زاید کی تحقیق سے پہلی مرتبہ شائع ہوئی 'مطبوع کتاب پر ناشر اور تاریخ اشاعت کا ذکر نہیں۔

53= ١٤٠٤ - ١٩٨٤ میں بیروت 'دار الفکر سے ناشر کی زیر نگرانی ماہرین کی کمیٹی کی تحقیق سے پہلی مرتبہ شائع ہوئی۔

54= الزهرانی 'علم الرجال نشأته و تطوره' محولا باله ص ١٤١

55=مطبوع

56=مطبوع از ١٤٠٠ - ١٩٨٠ میں بیروت 'المکتب الاسلامی سے محمد بن لطفی الصباغ کی تحقیق سے پہلی مرتبہ شائع ہوئی 'اور دوبارہ ١٤٠٤ - ١٩٨٤ میں الریاض 'مکتبة المعارف سے موفق بن عبد الله بن عبد القادر کی تحقیق سے شائع ہوئی۔

57= الزهرانی 'علم الرجال نشأته و تطوره' محولا باله ص ١٤١

58=١٤٠٥-١٩٨٤ میں المغرب 'دار البیضاء 'دار الثقافة سے ڈاکٹر فاروق حمادة کی تحقیق سے پہلی مرتبہ شائع ہوئی۔

59=الدکتور العمری 'بحوث فی تاریخ السنة المشرفة 'محولا باله ص ٩٤

60=ایضا

61=١٠٤٦-١٩٨٦ میں بیروت'دار الکتب العلمیة سے ابو الفداء عبد اللہ القاضی کی تحقیق سے پہلی مرتبہ شائع ہوئی۔

62=السیوطی' عبد الرحمن بن ابی بکر م ٩١١ 'طبقات الحفاظ 'بیروت' دار الکتب العلمیة ١٤٠٣ ص ٤٩٨

63=نور الدین عتر کی تحقیق سے پہلی مرتبہ شائع ہوئی' کتاب پر ناشر اور سن اشاعت کا ذکر نہیں ہے

64=مطبوع

65=١٩٦٣ میں علی محمد البجاوی کی تحقیق سے بیروت'دار المعرفة سے چار جلدوں میں شائع ہوئی۔

66=سزکین'تاریخ التراث العربی' محولا بالہ ص ٤٩٢ ج١

67=الکتانی' محمد بن جعفر م ١٣٤٥ 'الرسالة المستطرفة 'بیروت' دار البشائر الاسلامیة '١٩٨٦ص١٤٦

68=ایضا

69=ایضا

70=سزکین'تاریخ التراث العربی' محولا بالہ ص ٤٩٢ ج١

71=مطبوع از 'بیروت 'مؤسسة الأعلی للمطبوعات١٩٨٦

72=الزرکلی'خیرالدین بن محمود بن محمد بن علی بن فارس م١٣٩٦- ١٩٧٦ 'الأعلام قاموس تراجم لأشهر الرجال و النساء من العرب و المستعربین و المستشرقین' بیروت 'دار العلم للملایین ١٩٨٩ ثامنة ص ٣٠١ ج٣

73=الذهبی' کتاب تذکرة الحفاظ' محولا بالہ ص٥٥٥ ج٢

74=ابن حجر' العسقلانی' هدی الساری مقدمة فتح الباری محولا بالہ ص ٥٠١

75= ابن حبان ' ابو حاتم محمد بن حبانبن احمد [م٣٥٤]کتاب الثقات

'الهند'حيدرآباددكن'مطبعة المعارف العثمانية'١٩٧٣-١٣٩٣ ص٩٨ ج٨

76=ابن حجر' العسقلانی' هدی الساری مقدمة فتح الباري محولا باله ص ٥٠٢

77=ابن حجر' العسقلانی' هدی الساری مقدمة فتح الباري محولا باله ص ٥٠٢

78=ابن حجر' العسقلانی' هدی الساری مقدمة فتح الباري محولا باله ص ٥٠٣

79=ابن حجر' العسقلانی' هدی الساری مقدمة فتح الباري محولا باله ص ٥١٧

80=الذهبی' كتاب تذكرة الحفاظ' محولا باله ص ٥٥٥ ج٢

81=الزركلی'خيرالدين 'الأعلام محولا باله ص٣٤ ج٦

82=البخاری' محمد بن اسماعيل م ٢٥٦'كتاب الضعفاء الصغير' باكستان'لاهور'

ادارة ترجمان السنة ١٩٨٢-١٤٠٢ الرابعة ص٢٥١-٢٥٢

83=البخاری 'كتاب الضعفاء الصغير' محولا باله ص ٢٥٤

84=البخاری 'كتاب الضعفاء الصغير' محولا باله ص٢٥٥

85=البخاری 'كتاب الضعفاء الصغير' محولا باله ص٢٥٦

86=البخاری 'كتاب الضعفاء الصغير' محولا باله ص٢٧٤

87=البخاری 'كتاب الضعفاء الصغير' محولا باله ص٢٥٨

88=البخاری 'كتاب الضعفاء الصغير' محولا باله ص ٧٠

89=البخاری 'كتاب الضعفاء الصغير' محولا باله ص٢٥٨

90=البخاری 'كتاب الضعفاء الصغير' محولا باله ص٢٦٥

91=الذهبی'ميزان الاعتدال فی نقد الرجال ' محولا باله ص ٤٠٣ ج٢

92=البخاری 'كتاب الضعفاء الصغير' محولا باله ص٢٥٥

93=الذهبی'ميزان الاعتدال فی نقد الرجال ' محولا باله ص٣٨٧ ج١

94=البخاری 'كتاب الضعفاء الصغير' محولا باله ص٢٦٥

95=البخاری 'کتاب الضعفاء الصغیر' محولا بالہ ص٢٦٥

96=الذهبی'میزان الاعتدال فی نقد الرجال ' محولا باله ص ٤٠١ ج٢

97=البخاری 'کتاب الضعفاء الصغیر' محولا بالہ ص٢٦٥

98=البخاری 'کتاب الضعفاء الصغیر' محولا بالہ ص٢٥٦

99=البخاری 'کتاب الضعفاء الصغیر' محولا بالہ ص٢٥٨

100=ابن الأثیر'ابو الحسن عزالدین علی بن مکرم 'اسد الغابة فی معرفة الصحابة'

بیروت'دار احیاء التراث العربی 'ص ٨٠ ج٢

101=الزرکلی' 'الأعلام محولا باله ص٣٤ ج٦

102=الکتانی 'الرسالة المستطرفة' محولا باله ص١٤٤

103=الذهبی' کتاب تذکرة الحفاظ' محولا باله ص ٨٣٣ج٣

104=ایضا

105=ایضا

106=السیوطی 'طبقات الحفاظ 'محولا باله ص٣٤٦

107=الذهبی' کتاب تذکرة الحفاظ' محولا باله ص٨٣٤ج٣

108=ایضا

109=ابن حجر'احمد بن علی م٨٥٢ 'الاصابة فی تمییز الصحابة'بیروت' دار الفکر'

٢٠٠١-١٤٢١ الاولی/تحقیق صدقی جمیل العطارص١٩٩-٢١٨' ٥٠٢ ج١

110=العقیلی 'کتاب الضعفاء الکبیر' محولا باله ص٣٥١ ج٤

111=ابن حجرالعسقلانی' 'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٢٥١ ج٤

112=الکتانی 'الرسالة المستطرفة' محولا باله ص ١٤٤

113= قلعه جی' الدکتور عبد المعطی أمین' مقدمة کتاب الضعفاء الکبیر' بیروت'

دار الكتب العلمية ' ١٤٠٤-١٩٨٤ الاولى ص ٤ ج١

114= قلعه جی' مقدمة كتاب الضعفاء الكبير' محولا باله ص ٤٧ ج١

115=الذهبی' ميزان الاعتدال فی نقد الرجال ' محولا باله ص ٢ ج١

116=قلعه جی' مقدمة كتاب الضعفاء الكبير' محولا باله ص ٤٧ ج١

117=قلعه جی' مقدمة كتاب الضعفاء الكبير' محولا باله ص ١٦-٣٦ ج١

118= العقيلی 'كتاب الضعفاء الكبير' محولا باله ص٢٣٥ ج٣

119=الذهبی' ميزان الاعتدال فی نقد الرجال ' محولا باله ص ١٤٠ ج٣

120=ایضا

121=ایضا

122= العقيلی 'كتاب الضعفاء الكبير' محولا باله ص ٢٣٤'٢٣٥'٢٤٣'٢٤٤ ج١

123=ابن حجر العسقلانی 'تهذيب التهذيب ' محولا باله ص ١٠٢ ج٢

124=العقيلی 'كتاب الضعفاء الكبير' محولا باله ص ٣٣١ ج٣

125=العقيلی 'كتاب الضعفاء الكبير' محولا باله ص ٤٣٠ ج٣

126=الذهبی' ميزان الاعتدال فی نقد الرجال ' محولا باله ص ٦٣ ج٣

127=العقيلی 'كتاب الضعفاء الكبير' محولا باله ص ٣٦٩ ج٣

128=العقيلی 'كتاب الضعفاء الكبير' محولا باله ص ٣٣١ ج٣

129=العقيلی 'كتاب الضعفاء الكبير' محولا باله ص ٣٣١ ج٣

130=العقيلی 'كتاب الضعفاء الكبير' محولا باله ص ٢٩٠ ج٣

131=العقيلی 'كتاب الضعفاء الكبير' محولا باله ص ٢٥٤ ج٣

132=العقيلی 'كتاب الضعفاء الكبير' محولا باله ص ٣٨٢ ج٣

133=العقيلی 'كتاب الضعفاء الكبير' محولا باله ص ٢٩٠ ج٢

134=العقیلی 'کتاب الضعفاء الکبیر' محولا بالہ ص ۱۹۹ ج۳

135=العقیلی 'کتاب الضعفاء الکبیر' محولا بالہ ص ۲۰۰ ج۳

136=العقیلی 'کتاب الضعفاء الکبیر' محولا بالہ ص ٥٦ ج۳

137=العقیلی 'کتاب الضعفاء الکبیر' محولا بالہ ص ٥۷ ج۳

138=العقیلی 'کتاب الضعفاء الکبیر' محولا بالہ ص ۱۰ ج۳

139=العقیلی 'کتاب الضعفاء الکبیر' محولا بالہ ص ٥٦ ج۳

140=العقیلی 'کتاب الضعفاء الکبیر' محولا بالہ ص ۱٤۹ ج۳

141=العقیلی 'کتاب الضعفاء الکبیر' محولا بالہ ص ۱۰٦ ج۱

142=الذھبی 'میزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا بالہ ص ۱٤۰ ج۳

143=العقیلی 'کتاب الضعفاء الکبیر' محولا بالہ ص ۱٤۰ ج۳

14 4 =العقیلی 'کتاب الضعفاء الکبیر' محولا بالہ ص ۱۰٦ ج۱

145=ابن شاھین 'تاریخ الثقات ممن نقل عنھم العلم' محولا بالہ' ص ۱۱٤ ج۸

146=ابن شاھین 'تاریخ الثقات ممن نقل عنھم العلم' محولا بالہ' ص۲٥٥ ج۱

147=ایضا

148=الذھبی 'میزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا بالہ ص ٥٦۹ ج۱

149=العقیلی 'کتاب الضعفاء الکبیر' محولا بالہ ص ۲۲٤-۲۲٥ ج۱

150=السیوطی 'طبقات الحفاظ 'محولا بالہ ص۳٤٦

151= الخطیب البغدادی 'ابو بکر احمد بن علی 'م٤٦۳' تاریخ بغداد/مدینۃ السلام منذ تأسیسھا حتی نھایۃ سنۃ ٤٦۳' بیروت' دار الکتب العلمیۃ' ص۳٤ ج۱۲

152=الحموی' یاقوت بن عبد اللہ م٦۲٦ 'معجم البلدان' بیروت' دار الفکر ص ٤۲۲ ج۲

153=الذہبی' کتاب تذکرة الحفاظ' محولا بالہ ص ۹۹۱ ج۳

154=الذہبی'سیر اعلام النبلاء ' محولا بالہ ص ۵۲۰ ج ۱۰

155=الذہبی' کتاب تذکرة الحفاظ' محولا بالہ ص ۹۹۱ ج۳

156=ایضا

157= الخطیب البغدادی' تاریخ بغداد/مدینة السلام منذ تأسیسها حتی نهایة سنة ٤٦٣ ' محولا بالہ ص٣٤ ج١٢

158=الذہبی' کتاب تذکرة الحفاظ' محولا بالہ ص۹۹۲ ج۳

159=ایضا

160=ایضا

161=الذہبی' کتاب تذکرة الحفاظ' محولا بالہ ص ۹۹۳ ج۳

162=سزکین'تاریخ التراث العربی' محولا بالہ ص ٥١١-٥١٤-٥١٥-٥١٦ ج١

163=الدارقطنی 'ابو الحسن علی بن عمر بن مہدی م ۳۸۵'الضعفاء و المتروکون' الریاض'مکتبة المعارف ١٤٠٤ – ١٩٨٤ /تحقیق موفق بن عبد الله بن عبد القادر ص ٥٦

164=الدارقطنی 'الضعفاء و المتروکون'محولا بالہ ص٩٥-١٥٥

165=الدارقطنی 'الضعفاء و المتروکون'محولا بالہ ص ١١٤

166=الدارقطنی 'الضعفاء و المتروکون'محولا بالہ ص٢٩٦

167=الدارقطنی 'الضعفاء و المتروکون'محولا بالہ ص ١١٥

168=الدارقطنی 'الضعفاء و المتروکون'محولا بالہ ص ١١٤

169=الدارقطنی 'الضعفاء و المتروکون'محولا بالہ ص١٣٣-١٣٤

170=الدارقطنی 'الضعفاء و المتروکون'محولا بالہ ص١١٩

171 =الدارقطنی 'الضعفاء و المتروکون'محولا باله ص٢٦٢

172=ابن حجرالعسقلانی' 'الاصابة فی تمییز الصحابة' محولا باله ص٢٢٣-٢٢٤ ج٦

173=الدارقطنی 'الضعفاء و المتروکون'محولا باله ص٢٧٦-٢٧٧

174=الدارقطنی 'الضعفاء و المتروکون'محولا باله ص٢١٦

175=الدارقطنی 'الضعفاء و المتروکون'محولا باله ص١٨٣

176=الدارقطنی 'الضعفاء و المتروکون'محولا باله ص١٠٧

177=الذهبی'میزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا باله ص ٢٠٩ ج٢

178=الدارقطنی 'الضعفاء و المتروکون'محولا باله ص٢٢٧-٢٢٨

179=الدارقطنی 'الضعفاء و المتروکون'محولا باله ص٢٢٧-٢٢٨

180=الدارقطنی 'الضعفاء و المتروکون'محولا باله ص٢٧٤

181=الدارقطنی 'الضعفاء و المتروکون'محولا باله ص١٦٥

182=الدارقطنی 'الضعفاء و المتروکون'محولا باله ص١٦٩

183=الدارقطنی 'الضعفاء و المتروکون'محولا باله ص٢٩٩

184= الخطیب البغدادی' تاریخ بغداد/مدینة السلام منذ تأسیسها حتی نهایة سنة ٤٦٣' محولا باله ص٤٠ ج١٢

185=السیوطی 'طبقات الحفاظ 'محولا باله ص ٥١٧

186=الحافظ العراقی'ابو الفضل عبد الرحیم بن الحسین'م ٨٠٦' ذیل میزان الاعتدال' المملکة العربیة السعودیة'مکةالمکرمة' جامعة أم القرای 'مرکز البحث العلمی و احیاء التراث الاسلامی'کلیة الشریعة و الدراسات الاسلامیة'١٤٠٦ الاولی/تحقیق عبد القیم عبد رب النبی 'ص١٠

187= محمد شکور بن محمود الحاجی أمریر المیادینی' مقدمة المحقق'ذکر اسماء من تکلم فیه و هو موثق للذهبی'الاردن'الزرقاء'مکتبة المنار '١٤٠٦-١٩٨٦ الاولی ص ١١

188=الذهبی' شمس الدین محمد بن احمد م ٧٤٨'معجم الشیخ/المعجم الکبیر المملکة العربیة السعودیة'الطائف'مکتبة الصدیق'١٤٠٨-١٩٨٨ الاولی'/تحقیق دکتور محمد الحبیب الهیلة

189= محمد المیادینی' مقدمة المحقق'ذکر اسماء من تکلم فیه و هو موثق للذهبی ص ١٦

190=تاج الدین عبد الوهاب السبکی' طبقات الشافعیة الکبری'بیروت' دار المعرفة ١٣٨٣-١٩٦٤'الاولی/تحقیق عبد الفتاح محمد ص٢١٦-٢١٧

191= ابن تغری' النجوم الزاهراة'مصر'دار الکتب المصریة'١٩٣٣ الاولی ص ١٨٢ ج١٠

192=ابن کثیر'اسماعیل بن عمر الدمشقی م ٧٧٤'البدایة و النهایة'بیروت' دار المعرفة ١٩٧٧' ص ١٨٢ ج١٠

193=الکتبی احمد بن شاکر' فوات الوفیات' مصر'مطبعة السعادة'١٩٥١ ص١٨٣ ج٢

194=الکتانی 'الرسالة المستطرفة' محولا باله ص ٢١

195=الکتانی 'الرسالة المستطرفة' محولا باله ص ١٢١

196=الکتانی 'الرسالة المستطرفة' محولا باله ص ٨٢

197=الکتانی 'الرسالة المستطرفة' محولا باله ص ١٣٥

198=ایضا

199=الكتانی 'الرسالة المستطرفة' محولا باله ص ١١٨

200=السيوطی 'طبقات الحفاظ' محولا باله ص٥١٨

201=الزركلی 'خيرالدين 'الأعلام محولا باله ص ٣٢٦ ج٥

202= البجاوی 'علی محمد 'تقديم ميزان الاعتدال فی نقد الرجال' 'بيروت'

دار المعرفة ١٩٦٣ص–ی ج١

203=الـذهبی' محمد بن أحمد م٧٤٨ ' مـقـدمة ميزان الاعتدال فی نقد الرجال 'بيروت' دار

المعرفة ١٩٦٣ص٣ ج١

204=الذهبی' محمد بن أحمد م٧٤٨'ميزان الاعتدال فی نقد الرجال 'بيروت'

دار المعرفة ١٩٦٣ص ٥ ج١

205=الذهبی' ميزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا باله ص٣٩٩ ج١

206=الذهبی' ميزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا باله ص٢ ج١

207=الذهبی' ميزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا باله ص٣٧ ج١

208=الذهبی' ميزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا باله ص٣٧ ج١

209=الذهبی' ميزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا باله ص٢٣٠ ج١

210=الذهبی' ميزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا باله ص٢٧٩ ج١

211=الذهبی' ميزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا باله ص٣٠٢ ج١

212=الذهبی' ميزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا باله ص٢٢٠ ج١

213=الذهبی' ميزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا باله ص١٠١ ج١

214=الذهبی' ميزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا باله ص١٦ ج١

215=الذهبی' ميزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا باله ص١٦ ج١

216=الذهبی' ميزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا باله ص١٠١ ج١

217=الذهبی' میزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا باله ص١٦ ج١

218=الذهبی' میزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا باله ص٤٥١ ج١

219=ابن حجر العسقلانی' أحمد بن علی م ٨٥٢' لسان المیزان' بیروت' مؤسسة الأعلی للمطبوعات١٩٨٦ ص ٩ ج١

220=الذهبی' میزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا باله ص٢٥١ ج١

221=الذهبی' میزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا باله ص٢٢٢ ج١

222=الذهبی' میزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا باله ص٢٣٩ ج١

223=الذهبی' میزان الاعتدال فی نقد الرجال' محولا باله ص ٥٣٩ ج١

224=السیوطی' طبقات الحفاظ' محولا باله ص ٥١٨

باب پنجم

کتب مخصوصة کے رواۃ پر مشتمل کتب

بلا شک حدیث نبوی ﷺ و قرآن مجید دلائل احکام میں مساوی درجہ کے حامل ہیں' جس طرح قرآنی آیات سے ثابت احکام واجب الاتباع ہیں' اسی طرح احادیث نبویہ سے منصوص و مستنبط احکام بھی وجوب اطاعت میں وہی درجہ رکھتے ہیں' اور یہ دونوں شکل وصورت میں محفوظ رہنے سے ہی دین اسلام محفوظ و محصون ہے۔

قرآن مجید جو کہ شریعت کا اولین مصدر و ماخذ ہے' اس کی حفاظت کا ذمہ تو اللہ نے ان الفاظ میں بیان کیا [لاتحرک به لسانک لتعجل به☆ ان علینا جمعه وقرآنه ☆واذا قرأناه فاتبع قرآنه☆ ثم ان علینا بیانه] (1) اے نبی' اس وحی کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دو' اس کو یاد کرا دینا اور پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے' لھذا جب ہم اسے پڑھ رہے ہوں اس وقت تم اس کی قرأت کو غور سے سنتے رہو' پھر اس کا مطلب سمجھا دینا بھی ہمارے ہی ذمہ ہے۔

دوسری آیت میں فرمایا [انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون](2) اس ذکر [قرآن] کو ہم نے نازل کیا ہے' اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

ظاہری اسباب میں قرآن کو اللہ تعالی نے اپنے الفاظ میں نازل فرما کر تحفظ دیا' کہ اللہ جیسی کلام مخلوق خدا کی بساط سے خارج ہے' اس کی توثیق یوں فرمائی [وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهدائکم من دون الله ان کنتم صدقین ☆ ان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس و الحجارة أعدت للکافرین](3) اور اگر تمہیں اس امر میں شک ہے کہ یہ کتاب جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے' یہ ہماری ہے یا نہیں' تو اس کے مانند ایک ہی سورت بنا لاؤ' اپنے سارے ہم نواؤں کو بلا لو' ایک اللہ کو چھوڑ کر باقی جس جس کی چاہو مدد لے لو' اگر تم سچے ہو تو یہ کام کر کے دکھاؤ' لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا' اور یقیناً کبھی نہیں کر سکتے' تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن بنیں گے انسان اور پتھر' جو مہیا کی گئی ہے منکرین حق کے لیے۔

چونکہ قرآن کے الفاظ و مفہوم دونوں اللہ رب العالمین کے ہیں، اس لئے اس جیسی کلام تو خارج از امکان ہے، اور مزید یہ کہ نزول قرآن کے ساتھ ساتھ اس کی کتابت بھی ہو رہی تھی۔

حدیث نبوی ﷺ جو کہ تشریع اسلامی کا دوسرا ماخذ و مصدر ہے، اس میں اگر چہ مفہوم و مطالب تو منزل من اللہ ہیں ارشاد ربانی ہے [وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی](4) وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا، یہ تو وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے۔

البتہ اس وحی کے مفہوم کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے الفاظ میں بیان کیا، تو حدیث، کلام رسول اللہ ﷺ ہے۔

اس کی حفاظت بھی حفظ و کتابت ہر دو طریقہ سے آغاز ہی سے شروع کی گئی تھی، ایسے بہت سے شواھد موجود ہیں، کہ آپ ﷺ کے حکم سے کچھ احکام قلم بند کیے گئے، مثلاً ابو شاہ نے آپ کے صحابہ سے خطبہ فتح مکہ کے لکھنے کا کہا تو انحضرت نے حکم دیا [اکتبوا لابی شاہ](5)

آپ ﷺ نے مواخات مدینہ اور مسلمانوں اور یہود مدینہ کے مابین معاہدات تحریر کروائے صلح حدیبیہ کا صلح نامہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا، اور مکاتیب نبوی سے آپ ﷺ کے جملہ خطوط طبع ہو چکے ہیں۔

صحابہ میں سے چند ایک افراد کا ذکر مناسب ہے جن کے صحائف پائے جاتے ہیں۔

1=صحیفہ سعد بن عبادۃ 2= صحیفہ عبد اللہ بن ابی اوفی

3=رسالہ سمرۃ بن جندب [قال ابن سیرین فی رسالۃ سمرۃ بن جندب الی بنیہ علم کثیر](6)

4= کتاب ابی رافع مولی النبی ﷺ

5= کتاب ابی ھریرہ ڈاکٹر حمید اللہ کی تحقیق سے طبع ہوا ہے۔

6=صحیفہ ابو موسی الاشعری

7=صحیفہ جابر بن عبد اللہ

8=الصحیفه الصادقه

9=صحیفه ابو سلمه نبیط بت شریط الاشجعی

10=صحیفه همام بن منبه(7)

اسی طرح تابعین نے بھی کثیر تعداد میں احادیث کو جمع و تحریر کرنے کا اہتمام کیا اور قلمی نسخہ جات کی شکل میں حدیث نبوی ﷺ کو محفوظ کیا چند ایک تابعین کا ذکر ضروری ہے۔

عبد العزیز بن مروان والی مصر نے کثیر بن مرہ [وہ تابعی ہے جس کی ستر [70] بدریوں سے ملاقات ہے] کو لکھا' کہ ابو ہریرہ کی مرویات کے علاوہ دیگر صحابہ کی مرویات کو جمع کیا جائے' کیونکہ ابی ھریرہ کی مریات اس کے پاس جمع تھیں۔(8)

کثیر بن مرہ کی وفات پر عمر بن عبد العزیز بن مروان نے مدینہ منورۃ کے گورنر ابو بکر بن حزم کو احادیث رسول اللہ ﷺ کی کتابت کا حکم جاری کرتے ہوئے فرمایا احادیث رسول اللہ ﷺ کو قلم بند کیا جائے خاصۃ عمرہ بنت عبد الرحمن الانصاری کی مرویات کیونکہ علماء کی وفات سے علم کے ختم ہونے کا اندیشہ ہے۔(9)

اسی طرح عمر بن عبد العزیز نے دیگر صوبہ جات کے گورنروں کو بھی احادیث رسول اللہ ﷺ کے جمع و تدوین کے احکامات جاری کئے تاہم ان مجموعہ ہائے احادیث رسول اللہ ﷺ کے وصول ہونے سے قبل خلیفہ عمر بن عبد العزیز وفات پا گئے۔(10)

البتہ مسلم بن شہاب الزہری التابعی [متوفی 124] نے احادیث رسول اللہ ﷺ کا ایک مجموعہ تیار کر کے خلیفہ وقت عمر بن عبد العزیز کی خدمت میں پیش کیا' عمر بن عبد العزیز نے اس کے متعدد قلمی نسخہ جات تیار کروا کر مختلف شہروں میں ارسال کئے' اور پھر دوسری صدی ہجری میں تدوین حدیث کا کام بھرپور انداز میں شروع ہوا' چند ایک معروف ہستیاں جن کی تالیفات دریافت ہوئیں درج ذیل ہیں۔

1=سہیل بن ابی صالح [المتوفی 138]نسخہ سہیل بن ابی صالح کے نام سے مخطوط ہے۔(11)

2معمر بن راشد [المتوفی 153]ان کی المسند دس[10] اجزا پر مشتمل ہے، جس میں آخری پانچ اجزاء ترکیا میں قلمی نسخہ کی صورت میں ہیں۔

3=امام مالک بن انس م179 آپ کی تالیف موطا امام مالک مطبوع متداول ہے۔

4=عبد اللہ بن مبارک آپ کی تالیفات سے کتاب الزھد' کتاب الرقاق'اور کتاب الجہاد مطبوع ہیں۔

5=عبد اللہ بن وھب آپ کی کتاب جامع ابن وھب کے نام سے المعہد الفرنسی سے طبع ہوئی۔

6=سفیان بن عیینہ آپ کی مرویات کے کچھ اوراق سعودی عرب میں شیخ سلمان بن صالح بن بسام کے کتب خانہ میں ہیں۔(12)

7=وکیع بن الجراح' آپ کی کتاب'' کتاب الزھد''اور دیگر مرویات کے کچھ قلمی اوراق دستیاب ہوے۔(13)

8=عبد الرزاق بن ھمام آپ کی کتاب مصنف عبد الرزاق کے نام سے مطبوع ہے۔

9=سعید بن منصور سنن سعید بن منصور کے نام سے مطبوع ہے۔

10=ابن ابی شیبہ ' مصنف ابن ابی شیبہ سے مطبوع ہے۔

دوسری صدی میں تالیفات 'مصنف'سنن'موطاء اور جامع کے عنوانات سے مرتب ہوئیں ان میں احادیث کے ساتھ ساتھ اقوال صحابہ وفتاوی تابعین کو بھی شامل کیا گیا۔

تیسری صدی میں جوں جوں وسائل دستیاب ہوتے گئے' تصنیف و تالیف مزید پروان چڑھتی گئی 'ایسی تالیفات وجود میں آئیں جن میں صرف احادیث رسول اللہ ﷺ ہی تھیں' البتہ ان کی ترتیب

مسانید کی صورت میں تھیں کہ ایک صحابی کی جملہ روایات ایک جگہ جمع کردی گئیں' چند ایک مطبوع مسانید درج ذیل ہیں۔

1=مسند ابو داود الطیالسی[مطبوع ہے۔

2=مسند عبد الله بن الزبیر الحمیدی[مطبوع ہے۔

3=مسند احمد بن حنبل[مطبوع ہے۔

لیکن ان مسانید سے استفادہ مشکل تھا' کیونکہ حدیث کا راوی صحابی کا علم ہو تو اس کی جملہ مرویات میں سے مطلوبہ حدیث کو تلاش کرنا ہوگا۔

اسی اثناء میں امام محمد بن اسمعیل البخاری نے الجامع الصحیح تالیف کی' جس میں صرف صحیح مستند احادیث کو جمع کیا گیا' اور کتاب کو ابواب فقهیه پر مرتب کیا' انہیں دنوں ان کے ہمعصر امام مسلم بن حجاج القشیری نے صحیح مسلم مرتب کی' ان دونوں کے مراجع و مصادر اگرچہ متقدمین کی تالیفات تھیں' تاہم ان سے استفادہ کرنا سہل ہوا' یوں امت مسلمہ پر ان کا بہت بڑا احسان ہوا۔

ان کی اتباع میں ان کے ہمعصر بعض دوسرے محدثین نے بھی سنن کو ابواب فقهیه پر مرتب کیا جن میں سنن ابی داود 'سنن ترمذی' سنن نسائی' اور سنن ابن ماجه ان تمام کتب کو جو قبولیت کا درجہ ملا' جو کہ کتب سته کے نام سے موسوم آج بھی یاد کیا جاتا ہے۔(14)

جب یہ مجموعہ ہائے احادیث تیار ہوگئے' تو ناقدین و اصحاب الجرح و التعدیل نے اپنی تالیفات میں ان کے جملہ رواۃ و رجال کو موضوع بحث بنایا' کہ ان میں درج مرویات کے راویان پر جرح و تعدیل بیان کی جائے' اور ان کتب میں ذکر کردہ احادیث پر صحت و ضعف کا حکم لگایا جا سکے' لہذا مناسب ہے کہ ان کتب کا تاریخی جائزہ پیش کیا جائے' کہ امت کے علماء نے کس قدر ان کتب کو اہمیت دی' اور ان پر علمی و تحقیقی کام کیا' اور اس باب کے آخر میں چند ایک منتخب تالیفات کا علمی و تحقیقی جائزہ پیش کیا جائیگا ان شاء اللہ۔

کتب مخصوصة پر تالیفات کا تاریخی جائزہ:

کتب مخصوصة کے رجال و رواۃ پر تالیف کا سلسلہ یقیناً کتب کے ظہور کے بعد ہی ممکن تھا' لہذا اس خاص انداز پر تالیف کا آغاز امام قرطبی نے کیا' سب سے پہلی حدیث کی کتاب وجود میں آنے والی- موطأ امام مالک [المتوفی 179] کے رواۃ پر تالیف فرمائی' اور پھر تو یہ سلسلہ ایسا چل نکلا کہ کتب صحاح ستة اور ان کے مؤلفین امت کا مرجع بن گئے۔

اور ان کے رواۃ نقد و بحث کا میدان تھے' درج ذیل ان کتب کی ایک مختصر روئداد پیش کی جاتی ہے' جس میں پہلے مؤلف کی شہرت بمع نام تاریخ وفات اور پھر کتاب' اور اگر کتاب مطبوع ہے تو ناشر بمع مقام طباعت و تاریخ اشاعت کا ذکر ہوگا ان شاء اللہ۔

1- القرطبی' ابو زکریا یحی بن زکریا بن مزن [المتوفی ٢٥٩] التعریف برجال الموطأ۔

2- القشیری' مسلم بن حجاج [المتوفی ٢٦١] رجال عروۃ۔

3- محمد بن وضاح [المتوفی ٢٨٧] تسمیة رجال عبد اللہ بن وهب۔

4- ابن عدی' الجرجانی' ابو احمد عبد اللہ [المتوفی ٣٦٥] أسامی من روی عنهم البخاری فی جامعه' 1414 ہجری میں پہلی مرتبہ ڈاکٹر عامر حسن صبری کی تحقیق سے بیروت' دار البشائر الاسلامیة سے شائع ہوئی۔

5- الدار قطنی' ابو الحسن علی بن عمر [المتوفی ٣٨٥] ذکر قوم ممن أخرج لهم البخاری و مسلم فی صحیحیهما و ضعفهم النسائی فی کتاب الضعفاء۔

6- الدار قطنی' ابو الحسن علی بن عمر [المتوفی ٣٨٥] اسماء الصحابة التی اتفق فیها البخاری و مسلم و ما انفرد به کل منهما ۔

7-الدار قطنی' علی بن عمر[المتوفی ۳۸۵] رجال البخاری و مسلم ۔

8- الدار قطنی 'ابو الحسن علی بن عمر [المتوفی ۳۸۵]ذکر اسماء من اشتمل علیه کتاب الجامع الصحیح لمحمد بن اسماعیل البخاری من التابعین فمن بعدهم الی شیوخه ۔

9- ابو نصر احمد بن محمد بن الحسن [المتوفی ۳۹۸] الجمع بین رجال الصحیحین ۔

10- الکلاباذی' احمد بن محمد بن الحسن[المتوفی۳۹۸] الهدایة و الارشاد فی معرفة أهل الثقة و السداد الذین أخرج لهم البخاری فی جامعه۔

11- حافظ ابی عبد الله الحاکم النیسابوری[المتوفی ۴۰۵] تسمیة من أخرجهم الامامان البخاری و مسلم و ما انفردبه کل واحد منهما ' مرکز الخدمات و الابحاث الثقافیة نے 1407ہجری میں جناب کمال یوسف الحوت کی تحقیق سے بیروت'دار الجنان سے شائع کی۔جزاء هم الله خیرا۔

12- حافظ ابی عبد الله الحاکم النیسابوری[المتوفی ۴۰۵] رجال البخاری و مسلم۔

13-التمیمی'محمد بن یحی الحذاء[المتوفی۴۱۶] التعریف برجال الموطأ۔

14-اللالکائی'هبة الله بن الحسن[المتوفی ۴۱۸]رجال البخاری و مسلم۔

15-البرقانی 'الخوارزمی'ابو بکر احمد بن محمد بن احمد ابن غالب [المتوفی۴۲۵] شیوخ البخاری و مسلم و أبی داؤد و الترمذی و النسائی فی مصنفاتهم من الصحابة و التابعین الی شیوخهم۔

16- الأصبهانی 'احمد بن علی بن منجویه [التوفی ۴۲۸]رجال صحیح مسلم' 1407-1987 میں پہلی مرتبہ عبد الله اللیثی کی تحقیق سے بیروت'دار المعرفة

سے شائع ہوئی۔

17–الباجی ' سلیمان بن خلف[المتوفی ٤٧٤] التعدیل و التجریح لمن خرج له البخاری فی الجامع الصحیح ۔ 1406-1986 میں پہلی مرتبہ ڈاکٹر ابو لبابة حسین کی تحقیق سے سعودی عرب'الریاض'دار اللواء للنشر والتوزیع سے شائع ہوئی۔

18– الجبائی'ابو علی الحسین بن محمد [المتوفی ٤٩٨]تسمیة شیوخ أبی داؤد فی سننه۔

19– الجبائی'ابو علی الحسین بن محمد [المتوفی ٤٩٨]تسمیة شیوخ النسائی فی سننه۔

20–ابن القیسرانی'ابو الفضل محمد بن طاهر[المتوفی ٥٠٧]الجمع بین رجال الصحیحین۔

21–ابن اکفانی 'ابو محمد هبة الله بن احمد [المتوفی ٥٢٤]رجال موطأ۔

22–ابن اکفانی 'ابو محمد هبة الله بن احمد [المتوفی ٥٢٤] تسمیة من روی الموطأ عن مالک۔

23–ابن عساکر' ابو القاسم علی بن الحسن[المتوفی ٥٧١]المعجم المشتمل علی ذکر اسماء شیوخ الائمة النبل۔

24–المقدسی'ابو محمد عبد الغنی بن عبد الواحد[المتوفی ٦٠٠] الکمال فی اسماء الرجال۔

25–ابن النقطة'ابو بکر محمد بن عبد الغنی [المتوفی ٦٢٩]التقیید بمعرفة رواة السنن و المسانید۔ 1408-1988 میں پہلی مرتبہ کمال یوسف الحوت کی تحقیق سے بیروت' دار الکتب العلمیة سے شائع ہوئی۔

26–ابن خلفون'محمد بن اسماعيل [المتوفى ٦٣٦]المعلم بأساء شيوخ البخارى و مسلم' ۔

27–ابن خلفون'محمد بن اسماعيل [المتوفى ٦٣٦]اسماء شيوخ مالک بن أنس الأصبحى'۔

28–ابن خلفون'محمد بن اسماعيل [المتوفى ٦٣٦] رفع التمارى فى من تكلم فيه من رجال البخارى ۔

29–ابن خلفون'محمد بن اسماعيل [المتوفى ٦٣٦]'التعريف بأسماء أصحاب النبى ﷺ المخرج حديثهم فى كتاب للبخارى و المسند و الصحيح لمسلم بن الحجاج' ۔

30–ابن خلفون'محمد بن اسماعيل [المتوفى ٦٣٦]شيوخ أبى داؤد السجستانى۔

31–ابن خلفون'محمد بن اسماعيل [المتوفى ٦٣٦]شيوخ أبى عيسى الترمذى۔(15)

32–ابن النجار'البغدادى'ابو عبد الله محمد بن محمود ابن الحسن بن هبة الله[المتوفى ٦٤٣]الكمال فى معرفة الرجال۔

33–الجهنى'ابومحمد عبد الله بن محمد ابن اسد' تسمية شيوخ النسائى۔

34–الانصارى'الدورقى'ابو عبد الله محمد بن احمد بن عبد العزيز بن محمد بن معاوية'شيوخ ابى عيسى الترمذى فى سننه۔

35–السلامى'جلال الدين رافع بن أبى هجراس [المتوفى ٧١٨]تهذيب الكمال فى اسماء الرجال۔

36– ابو الحجاج المزی' حافظ جمال الدین یوسف بن الزکی عبد الرحمن [المتوفی ۷٤۲] تھذیب الکمال فی اسماء الرجال' 1400-1980 میں پہلی مرتبہ ڈاکٹر بشار عواد معروف کی تحقیق سے بیروت' مؤسسة الرسالة سے شائع ہوئی۔

37– الدمشقی الصالحی'ابو عبد الله محمد بن احمد [المتوفی ۷٤٤] طبقات علماء الحدیث' 1409-1989 میں پہلی مرتبہ اکرم البوشی کی تحقیق سے بیروت' مؤسسة الرسالة سے شائع ہوئی۔

38–الذھبی'شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان[المتوفی ۷٤۸] تذھیب التھذیب۔

39–الذھبی'شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان[المتوفی ۷٤۸] الکاشف عن رجال الکتب الستة۔

40–الذھبی'شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان[المتوفی ۷٤۸] معجم الشیوخ المعجم الطبرانی' 1408-1988 میں پہلی مرتبہ ڈاکٹر محمد الحبیب الھیلة کی تحقیق سے سعودی عرب'طائف 'مکتبة الصدیق سے شائع ہوئی۔

41–الذھبی'شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان[المتوفی ۷٤۸] تسمیة رجال مسلم الذین انفرد بھم عن البخاری۔

42–الذھبی'شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان[المتوفی ۷٤۸] المجرد من تھذیب الکمال۔

43–الذھبی'شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان[المتوفی ۷٤۸] المقتضب من تھذیب الکمال۔(16)

44–العسکری'احمد بن سعد [المتوفی ۷۵۰]مختصر التهذیب "تهذیب الکمال للمزی"۔ (17)

45– مغلطائی'علاء الدین ابو عبد الله[المتوفی ۷۶۲]اکمال تهذیب الکمال فی اسماء الرجال۔(18)

46–الکردی'الهکاری' ابو الحسن شهاب الدین احمد بن احمد بن احمد الحسین بن موسی[۷۶۳]رجال السنن الاربعة۔

47–الکردی'الهکاری' ابو الحسن شهاب الدین احمد بن احمد بن احمد الحسین بن موسی[۷۶۳] رجال البخاری و مسلم۔

48–الکردی'الهکاری' ابو الحسن شهاب الدین احمد بن احمد بن احمد الحسین بن موسی[۷۶۳] الجمع بین رجال الصحیحین۔

49–ابو المحاسن'شمس الدین محمد بن علی بن الحسن ابن حمزة الحسینی' [المتوفی ۷۶۵] التذکرة فی رجال العشرة ' فاضل مؤلف نے اس علمی تالیف میں کتب ستة کے راویان کے ساتھ ساتھ ائمة اربعه[امام مالک'امام ابو حنیفة'امام الشافعی 'امام احمد بن حنبل] کی تالیفات[المؤطأ امام مالک' مسند ابی حنیفة'مسند امام الشافعی ' مسند احمد بن حنبل] کے راویان کو بھی شامل کتاب کیا جس سے متاب کے افادۃ میں یقیناً بہت اضافہ ہوا ۔(☆)

50–ابو المحاسن'شمس الدین محمد بن علی بن الحسن ابن حمزة الحسینی' [المتوفی ۷۶۵] الاکمال لرجال احمد ' الاکمال للحسینی کے نام سے معروف ہے'1409-1989 میں کراتشی 'جامعة الدراسات الاسلامیة سے ڈاکٹر عبد المعطی امین قلعه جی کی تحقیق سے طبع ہوئی۔

51–البعلبکی'عماء الدین اسماعیل بن محمد بن لردس[المتوفی ٧٨٦] بغیة الاریب فی اختصار التہذیب۔(19)

52–ابن الملقن'سراج الدین عمر بن علی الانصاری[المتوفی ٨٠٤] اکمال تہذیب الکمال فی اسماء الرجال' اس میں کتب الستة کے رواة کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل کتب کے رواة کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

1–مسند احمد 2–صحیح ابن خزیمة

3–صحیح ابن حبان 4–المستدرک علی الصحیحین للحاکم

5–سنن الدارقطنی 6–السنن للبیہقی

53–البلقینی'سراج الدین عمر بن رسلان[المتوفی ٨٠٥]الجمع بین رجال الصحیحین۔

54–حافظ عراقی'ابو الفضل عبد الرحیم [المتوفی ٨٠٦]الذیل علی المیزان۔ (20)

55–ابو زرعة العراقی'احمد بن عبد الرحیم [المتوفی ٨٢٦]ذیل الکاشف ۔

56–الفاسی'تقی الدین محمد بن احمد [المتوفی ٨٣٢]ذیل التقیید۔

57–الحلبی'برہان الدین[المتوفی ٨٤١]نہایة السول فی رواة الستة الاصول۔

58–ابن قاضی'شہبة الاسدی[المتوفی ٨٥١]مختصر تہذیب الکمال۔(21)

59–ابن حجر العسقلانی'شہاب الدین احمد بن علی [المتوفی ٨٥٢]تعجیل المنفعة بزوائد رجال الائمة الاربعة ۔

60–ابن حجر العسقلانی'شہاب الدین احمد بن علی [المتوفی ٨٥٢]الایثار بمعرفة رواة الاثار لمحمد بن حسن الشیبانی' 1413ھ میں سید کسروی حسن کی تحقیق سے پہلی مرتبہ بیروت'دار الکتب العلمیة سے شائع ہوئی ۔]

61–ابن حجر العسقلانی‘شهاب الدین احمد بن علی [المتوفی ۸۵۲] کتاب تهذیب التهذیب۔مطبوع ہے

62–ابن حجر العسقلانی‘شهاب الدین احمد بن علی [المتوفی ۸۵۲]تقریب التهذیب‘ 1395-1975 میں دوسری مرتبة عبد الوهاب عبد اللطیف کی تحقیق سے بیروت‘دار المعرفة سے شائع ہوئی۔اور 1413-1993 میں پہلی مرتبہ مصطفی عبد القادر عطأ کی تحقیق سے بیروت‘دار الکتب العلمیة سے شائع ہوئی۔

63–العینی‘بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسی بن احمد بن حسین[المتوفی ۸۵۵]مغانی الاخیار فی رجال معانی الاثار۔

64–ابن فهد الهاشمی‘تقی الدین ابو الفضل[المتوفی ۸۷۱]نهایة التقریب و تکمیل التهذیب بالتهذیب۔(22)

65 – ابن قطلوبغا‘قاسم[المتوفی ۸۷۹]الایثار فی رجال معانی الاثار۔

66–السیوطی‘حافظ جلال الدین عبد الرحمن [المتوفی ۹۱۱] زوائد الرجال الی تهذیب الکمال۔

67–السیوطی‘حافظ جلال الدین عبد الرحمن [المتوفی ۹۱۱] اسعاف المبطا‘ برجال الموطأ‘ مطبوع ازپاکستان ‘ملتان‘نشر السنة ۔

68–الخزرجی‘احمد بن عبد الله[المتوفی بعد ۹۲۳]خلاصة التذهیب۔

تهذيب الكمال فی اسماء الرجال للمزی

تعارف مولف:

نام ونسب:

الامام العالم الحبر الحافظ الاوحد محدث الشام جمال الدين ابو الحجاجد يوسف بن الزكی عبد الرحمن بن يوسف القفاعی 'الكلبی'الدمشقی 'الشافعی۔(23)

ولادت:

آپ کی ولادت شام کے معروف علمی شہر حلب میں 654 میں ہوئی۔(24)

تعلیم وتربیت:

آپ کی تعلیم کا آغاز مزہ' دمشق سے ہوا' مزہ ایک سرسبز وشاداب باغات سے آباد بستی ہے' جو دمشق سے تقریباً پانچ [5] میل کے فاصلے پر ہے' اس بستی میں معروف صحابی رسول ﷺ دحیہ کلبی کی قبر مبارک ہے' اسے مزہ کلب بھی کہتے ہیں۔(25)

یہ وہ دورانیہ ہے' جب شام کے علاقہ میں سلطنت ایوبیہ کا زوال اور سلطنت بحریہ کا زور بڑھ رہا تھا' جس نے بغداد میں خلافت عباسیہ کا خاتمہ کرنے والے مغلی سیلاب کے آگے بند ھ باندھا' اور عین جالوت کے مقام پر مغلوں کو بدترین شکست دی اور فلسطین و شام سے ان کا صفایا کیا۔

دوسری طرف سلطان رکن الدین ابو الفتوح بیبرس کو حکمران منتخب کیا گیا' جس کی قیادت میں ارض شام و شامی ساحلی علاقوں سے صلیبی غاصبین سے ارض عرب و اسلام کو آزادی نصیب ہوئی' جس نے سلطان صلاح الدین ایوبی کی تاریخ دہرائی۔(26)

تیسری جانب سلطان صلاح الدین خلیل کی قیادت میں ملت اسلامیہ کے مجاہدین عکا کی طرف جہاد فی سبیل اللہ کے لئے جمع ہو رہے تھے' جن میں ملت کے اکابر محدثین و مجتہدین

وفقہاء وقرأء سب شامل تھے' اورلوگوں کو جہاد کی بھرپور ترغیب دے رہے تھے' اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے شام کے شہر عکا 'صور' حصید' بیروت صلبی تسلط سے آزاد ہوکر اسلامی سلطنت میں شامل ہو گئے۔(27)

یوں بلاد شام 'بیروت 'دمشق 'فلسطین اکابر محدثین رجال علم کا مستوطن بن گیا' ان میں امام جمال الدین یوسف بن عبد الرحمن المزی کا نام بھی شامل ہے' جنہوں نے حلب' سوریا کو خیر باد کہ کردمشق کی سر سبز وشاداب بستی مزہ کوحصول علم ومعرفت کے لئے اپنا وطن بنالیا۔

واضح ہوکہ امام جمال الدین یوسف المزی کا خاندان علمی نہ تھا' جس کی بناء پر آپ نے اپنی تعلیم کا آغاز بڑی عمر میں یعنی اکیس [21] سال کی عمر میں تعلیم قرآن مجید کی تعلیم سے علم دین کی تعلیم کا آغاز کیا' تاہم خداداد صلاحیتوں کی بناء پر اہل علم میں وہ مقام بنایا' کہ وقت کے ائمہ وجھابذہ بھی آپ سے سند حدیث' اور آپ کی شاگردی پر فخر کرتے نظر آتے ہیں۔

آپ نے علم حدیث کا آغاز بھی وقت کے امام محدث و فقیہ زین الدین احمد بن ابی الخیر سلامة بن ابراھیم الدمشقی سے کیا' آپ سے حافظ جمال الدین المزی نے امام ابو نعیم کی کتاب' حلیة الاولیاء' ودیگر کتب احادیث کی تعلیم حاصل کی۔(27)

آپ نے طلب علم کے لئے جن شہروں کا سفر کیا ان میں بلاد شام میں سے قدس 'حمص 'حماۃ' حلب اور بلاد مصر میں سے قاھراہ' اسکندریہ' بلبس جبکہ حجاز میں حرمین شریفین کا سفر مبارک بھی کیا' علم کے ساتھ ساتھ حرمین کی فیوض وبرکات سے دامن بھرا۔

اساتذہ:

یوں تو آپ کے اساتذہ کی ایک کثیر تعداد ہے، جن سے آپ نے مختلف علوم و فنون کی تعلیم حاصل کی امام شمس الدین الذھبی نے اپنی کتاب تاریخ اسلام میں اکثریت کا ذکر کیا، اور فرمایا کہ امام حافظ جمال الدین المزی کے اساتذہ کی تعداد ایک ہزار [1.000] سے بھی متجاوز ہے، یہاں چند ایک نمایاں اور وقت کے ائمہ کا ذکر ہوتا ہے۔

1=حافظ صدر الدین سحنون

2=ابو العباس احمد بن ابو الخیر سلامه

3=الشیخ محی الدین النووی

4= شیخ الاسلام ابو العباس احمد بن عبد الحلیم المعروف بابن تیمیة

5= محدث العصر ابو محمد القاسم بن محمد البرزالی

6= شیخ الاسلام شمس ا لدین ابو عبد الله محمد بن احمد الذھبی (28)

تلامذہ:

امام جمال الدین المزی کی علمی شہرت دنیا اسلام کے کونے کونے سے طالب علموں کو محدث العصر کی زیارت اور حصول سند حدیث کا شوق کھینچ کر آپ کے قدموں میں لا رہا تھا، چونکہ آپ دار الحدیث الاشرفیہ کے شیخ الحدیث کے منصب پر پچاس [50] سال تک فائز رہے، شائد ہی کوئی شامی، مصری، حجازی عالم ہوگا جو آپ سے مستفید نہ ہوا ہوگا۔(29)

تاہم کچھ ایسے نامور فقہاء و مجتہدین کے نام درج کئے جاتے ہیں، جو آپ کے استاد بھی ہیں لیکن آپ کی شاگردی بھی اختیار کی۔

1=شیخ الاسلام امام عبد الحلیم ابن تیمیه الحرانی

2=ابو بکر البزارلی

3= شمس الدین ابو عبد الله محمد بن احمدالذهبی

4=علامه تقی الدین السبکی

5=شمس الدین ابو عبد الله بن عبد الهادی

6=صلاح الدین خلیل بن کیکلادی

7=تقی الدین ابن رافع السلامی

8=شیخ عماد الدین اسمعیل بم کثیر المعروف بابن کثیر

9=ابن سید الناس المعمر الیعمری (30)

ثناء العلماء:

حقیقت یہ ہے کہ امام جمال الدین المزی کی علمی خدمات اور دین اسلام کے لیے کی جانے والی علمی جھود اس قدر زیادہ ہیں بقول جلال الدین سیوطی کے اھل علم فن حدیث و رجال میں حافظ یوسف المزی کی تالیفات کے محتاج رہیں گے۔(31)

علم نبوی کے اس عظیم سپوت کی تعریف میں کچھ کہنا یقینا سورج کو چراغ دیکھانے کے مترادف ہے لیکن پھر بھی آپ کے دور کے چند ایک اہل علم کا خراج تحسین منقول ہے۔

آپ کے شاگرد رشید اور وقت کے امام شیخ فتح الدین ابن سید الناس الیعمری نے فرمایا [وجدت بدمشق من اهل العلم الامام المقدم و الحافظ الذی فاق من تأخر من أقرانه و من تقدم أبا الحجاج المزی بحر هذا العلم الزاخر و حبره القائل من راه: کم ترک الأوائل للأواخر 'احفظ الناس للتراجم' وأعلم الناس بالرواة من أعارب و أعاجم' لایخص بمعرفته مصرا دون مصرو لاینفرد علمه بأهل عصر دون عصر 'وهو فی اللغة ایضا امام 'فکنت أحرص علی فوائده لأحرز منها ما أحرز وهو الذی حدانی علی رؤیة شیخ الاسلام ابن تیمیة ' رحمه الله]۔(32)

میں نے دمشق کے اہل علم طبقہ سے امام حافظ ابو الحجاج مزی کو اپنے ہم عصر تمام علماء پر مقدم پایا' ٹھاٹھیں مارتا علمی سمندر تھا' جس نے بھی آپ کو دیکھا بلا اختیار پکار اٹھا' دیگر اہل علم کے لئے اب کیا باقی بچا ہے؟ تراجم کے حفظ میں سب سے زیادہ حافظ' عرب و عجم کے رواۃ کے متعلق بہت زیادہ صاحب علم' جس کا علم ایک شہر کے رواۃ یا ایک دور کے رجال تک محدود نہ تھا' عربی زبان میں امامت کے درجہ پر فائض ہیں' میں تو ان کے علمی جواہرات جمع کرنے کے لئے حاضر ہوا' اور بقدر استطاعت جمع کر سکا' اور انہوں نے مجھے شیخ الاسلام ابن تیمیة کی راہ دیکھائی۔

امام شمس الدین ذهبی کا قول ہے' جو آپ کے ہمعصر بھی استاو بھی اور شاگرد بھی ہیں[شیخنا الامام العالم الحبر الحافظ الاوحد محدث الشام اما معرفة الرجال فهو حامل لوائها والقائم بأعبائها لم تر العیون مثله]

امام ابن حمزة' شمس الدین' محمد بن علی الحسینی نے اپنے جذبات کا ان الفاظ میں اظہار فرمایا[کان جمال الدین تبحر فی علم الحدیث رأسا فی اللغة العربیة والتصریف له مشارکة جید فی الفقه وغیره ذا حظ من زهد وتعفف ویقنع بالیسیر وقد شهد له بالامامة جمیع الطوائف واثنی علیه الموافق والمخالف]۔(33)

ابو سعید العلائی نے آپ کی دینی خدمات کے اعتراف میں ایک کتاب بعنوان' سلوان التعزی بالحافظ ابی الحجاج المزی مرتب کی ہے۔(34)

تالیفات:

امام جمال الدین المزی کے بارے میں امام شمس الدین ذهبی نے فرمایا کہ آپ عظیم مولف و محقق تھے' لیکن آپ کی دو تالیفات بہت معروف ہوئیں حقیقت میں یہ دونوں عظیم علمی موسوعات ہیں۔

1-تهذیب الکمال فی اسماء الرجال جو دو صد پچاس[250]اجزاء پر مشتمل اسماء الرجال کا عظیم علمی موسوعه ہے جس پر تحقیق مطالعہ پیش کیا جائے گا۔

2=تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف یہ بہت بڑا حدیث [متن ورجال] پر مشتمل علمی موسوعہ اسی (80) سے زائد اجزاء پر مشتمل ہے۔

تخریج احادیث میں عظیم و محیط موسوعہ ہے' اس میں کل ذکر کردہ احادیث کی تعداد 19595 ہے یہ دونوں کتب اس وقت مطبوع اور متداول ہیں' مذکورہ کتاب 1386-1966 میں پہلی مرتبہ الھند' بمبائی 'بھیونڈی سے شائع ہوئی' اور دوبارہ مصر 'القاہرہ 'دار الکتاب الاسلامی نے 1414-1993 میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کی' ذالک فضل اللہ یُتیہ من یشاء۔

3= المنتقی من الاحادیث

4=الکنی المختصر من تھذیب الکمال۔(35)

تهذيب الكمال في اسماء الرجال للمزی

اس باب کے آغاز میں تدوین حدیث پر ایک اجمالی خاکہ پیش کیا گیا، جس سے یہ بات واضح ہوئی کہ دوسری صدی کے آخر اور تیسری صدی کے شروع میں کتب احادیث وجود میں آئیں، تو کچھ مولفین نے اپنی تالیفات میں نہایت جاں فشانی سے صحاح احادیث کو ابواب فقهیه پر مرتب کیا، اور یہ کتب ائمہ اسلام کی توثیق سے قبول عام ہوئیں، نیز بعد میں آنے والے ادوار میں ائمہ و محدثین و فقہاء و ائمہ نقد و جرح کی ترکیز بھی ان پر تھی، تو ان کتب کی احادیث کے راویان خصوصا بحث تحقیق کے زمرۃ میں آئے۔

پانچویں صدی میں حافظ ابن عساکر نے اپنی تالیف [المعجم المشتمل علی ذکر اسماء شیوخ الأئمة النبل] میں کتب ستة کے مؤلفین [بخاری، مسلم، ابو داود، نسائی، ترمذی، ابن ماجه] کے صرف اساتذه کا ذکر کیا اور ان کے متعلق ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال و فیصلہ جات قلم بند کئے۔

چھٹی صدی میں حافظ عبد الغنی المقدسی نے الکمال فی اسماء ارجال کے نام سے کتب ستة کے مولفین کے نہ صرف اساتذه بلکہ تمام راویان کا ذکر کیا، اور اس میں صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ حدیث کو بھی شامل کیا، حافظ جمال الدین یوسف بن عبد الرحمان المزی نے مذکورہ کتاب کا بغور مطالعہ کیا تو ایک کثیر رواۃ کی تعداد سامنے آئی، جن کا ذکر کتاب میں ہونا چاہیے تھا، لیکن کتاب میں ان کا ذکر نہ ہے۔(36)

اس نقص کے ساتھ ساتھ حافظ جمال الدین مزی نے کتاب کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے کتب ستہ کے مولفین کی دیگر تالیفات کے راویان کو بھی شامل تالیف کیا، اور ان کی تعداد ایک ہزار سات صد [1007] تک پہنچ گئی۔

حافظ جمال الدین المزی نے اپنی کتاب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال میں حافظ عبد الغنی المقدسی کی کتاب الکمال فی اسماء الرجال کے نقص کو دور کیا، اور صحاح ستہ کے مولفین کی دیگر متعلقہ تالیفات کے راویان کو بھی شامل کتاب کیا، اس طرح یہ کتاب شامل اور بہت مفید ثابت ہوئی۔

عہد قریب میں ملت اسلامیۃ میں علم بیداری اور وسائل کی فراوانی نے بہت سے قیمتی جواہر جو عام طالب علموں کی دسترس سے بہت دور تھے، اور خال خال علماء ہی ان علمی تالیفات کا ذکر کرتے اور استفادۃ کرتے تھے، زیور طباعت سے محقق اور عمدۃ اشاعت سے منظر شہود پر آئے، اور عام و خاص صاحب علم ان سے مستفید ہونے لگا۔

مذکورہ کتاب بھی معاصر محقق پروفیسر ڈاکٹر بشار عواد معروف کی علمی و عمدۃ تحقیق و تعلیق سے 1400-مطابق 1980 میں بیروت 'مؤسسۃ الرسالۃ نے پہلی مرتبہ اشاعت کا شرف حاصل کیا، مطبوعہ کتاب 35 جلدوں پر مشتمل ہے، اور یوں یہ عظیم و ضخیم علمی ورثہ قلمی صورت سے اشاعتی شکل میں ظاہر و عام ہوا، یقیناً محقق و ناشر خراج تحسین کے حق دار ہیں، [جزائھم اللہ عنا و عن الاسلام و المسلمین خیرا]

کتاب کے قلمی نسخہ جات:

امت مسلمۃ کی خوش نصیبی ہے کہ اس عظیم علم الرجال کی تالیف کا وہ قلمی نسخہ جو خود مؤلف کا تحریر کردہ ہے دریافت ہوا، اور مزید امام جمال الدین یوسف المزی کے شاگردوں نے اس کتاب کے متعدد قلمی نسخہ جات تیار کیے تھے، جن میں سے کچھ دریافت ہوئے اور کچھ امت اسلامیۃ کے دیگر علمی ورثہ کی طرح حوادث زمانہ کی نظر ہو گیا، اور شائد ہی کوئی نفیس و صاحب ذوق حضرات کا کتب خانہ ہوگا، جس میں امام جمال الدین یوسف المزی کی اس گراں قدر تالیف کا کچھ نہ کچھ حصہ قلمی شکل میں نہ ہو۔

دریافت شدہ قلمی نسخہ جات کی تفصیل یوں ہے۔

۱-فاضل مؤلف کتاب حافظ امام جمال الدین المزی کاقلمی نسخہ مصر 'دار الکتب المصریہ میں ہے۔

۲-ابو عبد اللہ محمد بن ابراھیم المعروف بابن المھندس الصالحی امام شمس الدین الذھبی کے بیان کے مطابق اس شاگرد نے دو[2]قلمی نسخے تیار کیے'(37)

معاصر فاضل محقق نے مختلف کتب خانوں سے اس علمی کتاب کے جومختلف قلمی نسخہ جات حاصل کیے ان کی تصویر کتاب کے شروع میں شامل اشاعت کیا ہے۔(38)

کتاب متأخرین کا مصدر:

بلاشک کتاب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال نے سابق تمام تالیفات علم رجال پر سبقت حاصل کی'اور تہذیب الکمال فی اسماء الرجال کے منظر پر آنے سے معاصرین و متأخرن علماء کرام کی آنکھوں کا تارااور موضوع عام وخاص بن گئی۔

چونکہ کتاب کے جامع و مانع اور سہل الاستفادۃ ہونے میں بھی کوئی شک نہ ہے' بلکہ اس کتاب کے وجود میں آنے سے حافظ عبد الغنی المقدسی کی کتاب الکمال فی اسماء الرجال جوخوداس کتاب[تہذیب الکمال فی اسماء الرجال] کی بنیاد واساس ہے'منظر شہود سے پردہ غائب میں چلی گئی' کیوں کہ وہ تمام خوبیاں جو الکمال فی اسماء الرجال میں تھیں' کتاب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال میں مزید علمی اضافہ سے جمع تھیں'اور معاصرین و متأخرین علماء کرام نے تہذیب الکمال کو ہی اپنی علمی و تحقیقی میدان کے لیے کافی سمجھا۔

آپ کے شاگردوں اور بعد کے جھابذہ نقاد رجال وبارز شخصیات علم حدیث نے اس کتاب سے نہ صرف استفادۃ کیا' بلکہ اس کتاب پر علمی کام بھی سپردِ قلم کرنا اپنی سعادت خیال کیا۔

درج ذیل میں ان علمی تالیفات کا ذکر کیا جاتا ہے' جوکہ کتاب تہذیب الکما ل فی اسماء

الرجال کے پیش نظر تالیف کی گئیں۔

1-مؤلف کے شاگرد رشید امام العصر ابو محمد رافع بن هجرس نے کتاب 'الکنی المختصر من تهذیب الکمال فی اسماء الرجال سپردِ قلم کی۔

2-امام العصر قدوة نقاد الرجال شمس الدین محمد ان الذهبی نے کتاب 'تاریخ الاسلام میں کتاب تهذیب الکمال سے بھرپور استفادہ کیا اور تهذیب الکمال میں ذکر کرده معتند به تراجم کو شامل کتاب کیا اور مزید چار [4] گراں قدر تالیفات تهذیب الکمال فی اسماء الرجال پر سپردِ قلم کیں۔

3-تذهیب التهذیب اس میں رواۃ کے نام 'تاریخ وفات اور مختصر ائمة جرح و تعدیل سے اقوال قلم بند کیے۔(39)

4-الکاشف فی معرفة من له روایة فی الکتب الستة' اس میں صرف ان راویان حدیث کا ذکر ہے' جن کی مرویات صرف کتب ستة میں ہیں' یہ کتاب مطبوع و متداول ہے۔

5-المجرد من تهذیب الکمال' یہ کتاب بھی راویان کتب ستة پر مشتمل ہے' البتہ اس کی ترتیب هیجائی نہیں' امام شمس الدین محمد الذهبی نے اس کتاب کو طبقات پر مرتب کیا ہے' اور اس میں ذکر کردہ راویان کو دس [10] طبقات میں تقسیم کیا ہے' اور ہر طبقہ میں ذکر کردہ حفاظ و ائمه حدیث کو ترتیب هیجائی سے ذکر کیا ہے۔(40)

6-المقتضب من تهذیب الکمال' اس علمی کتاب میں امام شمس الدین الذهبی نے ان راویان جمع کیا ہے' جو کہ کتب ستة کے علاوہ کتب ستة کے مؤلفین کی دیگر تالیفات میں ذکر کردہ مرویات کے راوی ہیں۔(41)

7-ابو العباس احمد بن سعد الاندرشی' نے کتاب تهذیب الکمال کا قلمی نسخه تیار کیا اور اس کا اختصار بھی تیار کیا' امام جلال الدین سیوطی نے اس مختصر کا ذکر کیا' اور اس پر حاشیه بھی قلم بند کیا ہے۔(42)

8-ابو عبد اللہ علاء الدین مغلطائی بن قلیج نے اکمال تہذیب الکما ل فی اسماء الرجال نامی کتاب مرتب کی جو تا حال قلمی شکل میں پائی جاتی ہے' اور اس کی تصویر فاضل محقق تہذیب الکمال کے ہاں موجود ہے۔(43)

9-ابو المحاسن شمس الدین محمد بن علی الحسینی' نے التذکرۃ فی رجال العشرۃ کے نام سے کتاب سپرد قلم کی' جس میں کتاب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال کا اختصار اور کتاب کو مزید مفید بنانے کے لیے ائمۃ اربعۃ کی درج ذیل کتب کی مرویات کے راویان کو شامل کتاب کیا ہے۔

ا--مسند امام احمد بن حنبل

ب--مسند الامام الشافعی

ج--مسند الامام ابو حنیفۃ نعمام بن ثابت الکوفی

د--مؤطا امام مالک بن انس (44)

10-حافظ ابن کثیر' اسمعیل بن عمر القرشی نے کتاب التکمیل فی الجرح و التعدیل و معرفۃ الثقات و الضعفاء و المجاھیل مرتب کی جس میں امام حافظ یوسف المزی کی شہرہ آفاق کتاب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال اور امام علم رجال شمس الدین الذہبی کے تالیف میزان الاعتدال فی نقد الرجال کو یکجاہ کرنے کی بلیغ سعی کی ہے' اور علم الجرح و التعدیل کے قیمتی اضافات سے کتاب کو نہائیت مفید بنایا۔(45)

11-عماد الدین اسماعیل بن محمد البعلبکی نے اپنی کتاب 'بغیۃ الاریب فی اختصار التھذیب میں کتاب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال میں راویان حدیث پر ائمۃ نقد کی جرح و تعدیل کو بہت ہی اختصار سے پیش کرنے کی سعی کی ہے' نیز کتاب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال میں ذکر کردہ اسانید کو حذف کر دیا ہے۔(46)

12-سراج الدین ابو علی عمر بن علی المعروف بابن الملقن' نے کتاب اکمال تہذیب الکمال فی اسماء الرجال نامی کتاب میں حافظ یوسف المزی کی کتاب تہذیب الکمال کا اختصار اور کتاب کو مزید مفید اور جامع بنانے کی غرض سے درج ذیل کتب صحاح کی مرویات کے راویان کو شامل کتاب کیا ہے۔

ا-مسند امام احمد بن حنبل

ب-صحیح ابن خذیمة

ج-صحیح ابن حبان

د-مستدرک علی الصحیحین امام ابو عبد الله حاکم نیشاپوری

ہ-سنن الدراقطنی

و-سنن البیهقی (47)

13-برهان الدین ابراهیم بن محمد الحلبی نے نهایة السول فی رواة الستة الأصول نامی کتاب مرتب کی' اس علمی کتاب کا قلمی نسخه جو مؤلف کی تحریر سے ہے ہندوستان کے شہر رام پور کی رضا لائبریری میں موجود ہے۔(48)

14-تقی الدین ابو بکر بن احمد نے بھی تهذیب الکمال نامی کتاب سپرد کرنے کی سعادت حاصل کی۔(49)

15-امام العصر شیخ الاسلام حافظ شهاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی نے معرکة الآراء کتاب تهذیب التهذیب مرتب فرمائی' یہ کتاب 1327 ہجری میں 12 جلدوں میں اصل کتاب اور دو جلدوں میں فہارس کے ساتھ ہندوستان سے 1327-1909 شائع ہوئی۔

16-حافظ ابن حجر العسقلانی نے نہایت ہی اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کتاب تقریب التهذیب مرتب کی جس میں راوی کا نام' درجہ توثیق اور علامات کا بیان ہے۔ یہ کتاب بھی متداول و مطبوع اور نہائیت ہی مفید ہے۔

17 -ابن فهد'ابو الفضل محمد بن محمد الهاشمی نے حافظ ابن حجر العسقلانی کی تالیف تهذيب التهذيب اور امام شمس الدين الذهبی کی تالیف تذهيب التهذيب کو یکجاہ کرنے کی ایک بہت ہی عمدہ کوشش کی ہے اور کتاب کو نهاية التقريب و تكميل التهذيب بالتذهيب نام سے موسوم کیا ہے۔

امام عبد الرحمن السخاوی نے اس کتاب کو بہت عمدۃ' مفید اور گراں قدر علمی تالیف قرار دیا ہے۔(50)

ممیّزات کتاب:

1- کتاب کے آغاز میں شیخ الاسلام حافظ الكتاب و السنة ناقد علم الرجال و علل الحديث جمال الدين يوسف المزی نے ایک دقیق مختصر اور جامع مقدمہ سپردِ قلم کیا۔

جس میں درج ذیل نقاط کی وضاحت فرمائی۔

ا- قرآن مجید فرقان حمید کی آیات اور احادیث رسول الله ﷺ کی نصوص کو علی وجه النزول محفوظ و محصون رکھنا ہی ملت اسلامية کی بقاء و تحفظ کا ضامن ہے' اس پر مدلل گفتگو فرمائی۔(51)

ب- کتب ستة کے مؤلفین کی تالیف کردہ کتب حدیث و آثار کا تعارف' ان کا مقبول عام ہونا' ان کتب حدیث کی اهمیت و افادیت و جامعیت' اور علماء علم الكتاب و السنة کی ترکیز سے ان کتب کے راویان کی معرفت و پہچان' اور ان کے متعلق ائمة ملت اسلامية و ناقدين رجال سے منقول جرح و تعدیل کی وضاحت اور ان کتب کی مرویات کے راویان کا ثقہ و ضعیف' صحاب عدل و ضبط ہونے علم بہت زیادۃ اہمیت اختیار کر گیا۔

کتب ستة کے مؤلفین کی تالیفات ذهبية کے راویان حدیث و أثار پر حافظ و امام و ماہر علم رجال عبد الغنی المقدسی کی تالیف "الكمال فی اسماء الرجال" پر فاضلانہ

تبصرۃ اور کتاب میں مزید اضافۃ کی ضرورت و اھمیت کو اُجاگر کیا' جو مذکورہ کتاب کے لیے وجہ تالف ہے۔(52)

2- کتب ستۃ کے مؤلفین کی دیگر وہ علمی تالیفات جن کو گرچہ وہ قبول عام تو نصیب نہ ہوا' جو ان کتب ستۃ کو حاصل ہے' تاہم افادۃ سے خالی نہ ہیں' لھذا فاضل مؤلف' تھذیب الکمال فی اسماء الرجال' نے ان کتب ستۃ کے مؤلفین کی ان تالیفات کے راویان کو کتاب میں شامل کیا' جن کا تعلق کتب ستۃ سے ہے' اور ان میں ذکر کردہ مرویات کے راویان کے متعلق علم الجرح و التعدیل کا بیان فائدۃ سے خالی نہ ہے' یہ حافظ المقدسی کی کتاب الکمال فی اسماء الرجال پر ایک بہت بڑا علمی اضافہ ہے۔

3- فاضل مؤلف نے ان راویان کو جن کا ذکر الکمال فی اسماء الرجال میں ہے' ان کو دیگر راویان سے تمیز و شناخت اور پہچان کے لیے وقت بیان راوی کا نام 'ولدیت سرخ سیاھی سے قلم بند کیا' اور اضافہ شدۃ راویان کا صرف نام سرخ سیاھی سے تحریر کیا جب کہ والد کا نام عام سیاہی سے تحریر کیا تا کہ دونوں اقسام کے راویان میں دیکھتے ہی فرق معلوم ہو کہ یہ کتب ستۃ کا راوی اور یہ کتب ستۃ کے مؤلفین کی دیگر تالیفات کا راوی ہے۔(53)

لیکن حالیہ مطبوع کتاب میں یہ اسلوب شامل اشاعت نہیں کیا گیا' اگر اس طرز تحریر کو بھی اشاعت میں شامل کیا جاتا تو یقیناً اس کا علم رجال کے طالب علم کو فائدۃ ہوتا۔

4- کتب ستۃ کے مؤلفین کی جن دیگر تالیفات کے راویان کو شامل کتاب کیا گیا ہے درج ذیل ہیں'

امام محمد بن اسماعیل البخاری کی درج ذیل کتب کے راویان کو شامل کتاب کیا گیا ہے۔

۱- کتاب القرأۃ خلف الامام

۲- کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ

٣ - كتاب الأدب المفرد

٤ - كتاب خلق افعال العباد

٥ - معلقات البخارى فى الجامع الصحيح

امام مسلم بن حجاج القشیری کی درج ذیل کتاب کے راویان کو شامل کتاب کیا گیا ہے۔

١ - مقدمة صحيح مسلم

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث السجستانی کی درج ذیل کتب کے راویان کو شامل کتاب کیا گیا ہے۔

١ - كتاب المراسيل

٢ - كتاب الرد على اهل القدر

٣ - كتاب الناسخ و المنسوخ

٤ - کتاب التفرد' اس کتاب میں ان مرویات کو جمع کیا ہے جو صرف ایک شہر والے بیان کرتے ہیں۔

٥ - كتاب فضائل الأنصار

٦ - کتاب مسائل احمد بن حنبل' اس کتاب میں ان سوالات کا ذکر ہے جو امام احمد بن حنبل کے فرزند امام عبد اللہ نے اپنے والد سے دریافت فرمائے۔

٧ - كتاب مسند امام مالك بن أنس

امام محمد بن عیسی الترمذی کی درج ذیل کتاب کے راویان کو شامل کتاب کیا گیا ہے۔

١ - كتاب الشمائل

امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی کی درج ذیل کتب کے راویان کو شامل کتاب کیا گیا ہے۔

١- کتاب عمل یوم و لیلة

٢- کتاب خصائص امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی الله عنه

٣- کتاب مسند علی رضی الله عنه

٤- کتاب مسند حدیث مالک بن انس

ابن ماجه' ابو عبد الله محمد بن یذید القزوینی کی درج ذیل کتاب کے راویان کو شامل کتاب کیا گیا ہے۔

١- کتاب التفسیر

5-دوران تالیف کتاب ذکر کردہ راوی کے متعلق حافظ جمال الدین المزی نے خاص رموز و علامات کا ذکر کیا ہے' اوران علامات کے ذریعہ سے واضح کیا ہے' کہ اس راوی کی مرویات کس کتاب میں بیان کی گی ہیں' لہذا کتاب کا مکمل نام ذکر کرنے کی بجائے علامات کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے' اور اگر راوی کی مرویات مختلف کتب میں بیان کی گی ہیں تو بعض کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے' اسقصاء نہیں کیونکہ اس کا چنداں فائدہ نہ ہے' درج ذیل میں ان علامات کا ذکر کیا جاتا ہے۔جن کی کل تعداد ستائیس [27] ہے۔

رمز	کتاب کا مکمل نام
ع	تمام کتب ستة[صحیح بخاری 'صحیح مسلم'سنن ابو داؤد ' سنن ترمذی'سنن نسائی' سنن ابن ماجه]
٤	سنن اربعة ['سنن ابو داؤد 'سنن ترمذی'سنن نسائی' سنن ابن ماجه]
خ	صحیح بخاری
خت	معلقات صحیح بخاری
ز	کتاب القرأة خلف الامام

ی کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ

بخ کتاب الأدب

عخ کتاب افعال العباد

م صحیح مسلم

مق مقدمۃ صحیح مسلم

د سنن أبو داؤد

مد کتاب المراسیل

قد کتاب الرد علی اھل القدر

خد کتاب الناسخ و المنسوخ

ف کتاب التفرد

صد کتاب فضائل الانصار

ل کتاب المسائل

کد کتاب مسند حدیث مالک بن انس

ت سنن الترمذی

تم کتاب الشمائل

س سنن النسائی

سی کتاب عمل یوم و لیلۃ

ص کتاب خصائص امیر المؤمنین علی بن ابی طالب

عس مسند علی بن ابی طالب

کن مسند مالک بن انس

ق سنن ابن ماجہ

فق كتاب التفسير (54)

6-فاضل مؤلف نے ان ذکر کردہ علامات کو بھی ہر راوی کے شروع میں سرخ سیاہی سے تحریر کیا ہے تا کہ دیکھتے ہی یہ معلوم ہو جائے کہ ذکر کیے جانے والے راوی کی مرویات کس کتاب میں ہیں' اور اگر ضرورت محسوس کی تو ترجمہ کے آخر میں بھی اس کا ذکر کیا ہے۔(55)

7-فاضل مؤلف نے کتاب میں درج تمام راویان کے تراجم کے بیان میں درج ذیل ترتیب سے معلومات کا ذکر کیا ہے۔

1-بیان کردہ راوی کا تعدادی نمبر ذکر کیا ہے' جس سے کتاب میں شامل رواۃ کی کل تعداد کا علم ہوگا۔

2-ترجمہ کے آغاز میں کوسین [ ] میں ان علامات و رموز کا ذکر ہے' جن سے راوی کے متعلق یہ معلومات حاصل ہوں گی' کہ اس راوی کی بیان کردہ مرویات کتب ستة کے مؤلفین میں سے کس مؤلف کی کون سی تالیف میں اس راوی کی مرویات بیان کی گی ہیں۔

3-راوی کا مکمل نام بمع ولدیت' کنیت و نسبت و شہرت کا ذکر کیا ہے۔

4-راوی کے اساتذہ کا ذکر کیا ہے۔

5-ترجمہ شدۃ راوی کے تلامذۃ کا ذکر کیا ہے۔

6-اس راوی کے متعلق ائمة الجرح و التعدیل کے اقوال کا ذکر کیا ہے۔

7-آخر میں ترجمة شدۃ راوی کے سن وفات کا ذکر ہے۔

8- کتاب کے آغاز میں سیرت رسول الله ﷺ پر ایک مکمل فصل کا ذکر کیا جس میں درج ذیل عنوات و معلومات کا بہت ہی اختصار سے ذکر کیا گیا ہے۔

1-آپ کا سلسلہ نسب۔(56)

2-والدۃ ماجدۃ کا تذکرۃ ہے' جس میں آپ کی ولادت باسعادت اور رضاعت و پرورش کا ذکر خیر ہے۔(57)

3-اسماء النبی کا ذکر ہے۔(58)

4-حضرت خدیجه بنت خویلد سے شادی کا ذکر ہے۔(59)

5-نبوت وہجرت کا مختصر بیان کا ذکر ہے۔(60)

6-اولاد النبی کا ذکر ہے۔(61)

7-آپ ﷺ کے حج وعمرۃ کا ذکر ہے۔(62)

8-غزوات' اس میں بیان کیا کہ معروف روایات کے مطابق آپ کل پچیس [25] غزوات میں شریک ہوئے' جن میں سے نو[9] جنگ ہوئی۔(63)

9-آپ ﷺ کے قاصدین و کاتبین کا ذکر ہے۔(64)

10-آپ ﷺ کے چچاؤں اوران کی ہمشیرگان کا بیان ہے' ان میں سے ام حکیم بنت عبد المطلب حضرت عثمان بن عفان رضی الله عنه کی والدہ ہیں۔(65)

11-آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کا بیان ہے۔(66)

12-آپ ﷺ کے خادمین کا ذکر ہے' جن میں عبد الله بن مسعود کو آپ کے نعلین مبارکین اٹھانے کا شرف حاصل ہے۔(67)

13-آپ ﷺ کے غلاموں اور لونڈیوں کا ذکر ہے' جن میں چار [4] غلام اور پانچ [5] لونڈیاں تھیں۔(68)

14-آپ ﷺ کے جانور' اسلحہ و دیگر اثاثہ جات کا ذکر ہے' آپ ﷺ کے ایک خچر کا نام دلدل تھا۔(69)

15-آپ ﷺ کے شمائل' اخلاق وعادات وصفات کا ذکر ہے۔(70)

16-معجزات نبوی ﷺ کا ذکر ہے۔(71)

17-باب الألف سے جملة راویان کا ذکر شروع کیا' اوران شخصیات کے اسماء گرامی سے آغاز کیا' جن کے نام میں نام نبی سے لفظی مشابہت ہے' یعنی احمد نامی حضرات کو دیگر رواۃ سے قبل تبرکا باسم النبی ذکر کیا ہے' اور احمد بن ابراهیم بن خالد الموصلی کے ذکر سے کتاب کا

آغاز کیا۔(72)

احمد نامی شخصیات کے اختتام پر ابان بن اسحاق الاسدی کے نام سے دیگر تمام راویان کا ذکر ترتیب ہیجائی سے ہے، جن کے اسماء گرامی الف سے شروع ہوتے ہیں۔(73)

اور حرف [المیم] سے شروع ہونے والے اسماء گرامی میں ان شخصیات کے اسماء گرامی سے آغاز کیا، جن کے نام میں نام نبی سے لفظی مشابہت ہے، یعنی محمد نامی حضرات کو دیگر رواۃ سے قبل تبر کا باسم النبی ذکر کیا ہے۔(74)

محمد نامی شخصیات کے اختتام پر ماضی بن محمد کے نام سے دیگر تمام راویان کا ذکر ترتیب ہیجائی سے ہے، جن کے اسماء گرامی [میم] سے شروع ہوتے ہیں۔(75)

9-حافظ عبد الغنی المقدسی نے کتاب تهذيب الكمال فی اسماء الرجال میں امام ابن حبان ودیگر مؤلفین-جن کی تالیفات طبقات پر مرتب ہیں-کیا سلوب تحریر کو اپناتے ہوئے صحابہ [مرد وخواتین] کو شروع کتاب میں ایک ساتھ ذکر کیا، تاکہ دیگر راویان حدیث سے تمیز وشناخت اور عدم اختلاط ہوجائے، امام یوسف المزی نے تهذيب الكمال فی اسماء الرجال میں یہ ترتیب ختم کردی، اور تمام راویان حدیث بشمول صحابہ کو ترتیب هیجائی سے کتاب میں ذکر کیا۔

اور اس ترتیب کا فائدہ یہ بیان فرمایا، کہ احادیث کے بیان کرنے میں یہ ملاحظہ کیا گیا ہے، کہ بعض اوقات ایک صحابی دوسری صحابی سے، اور وہ صحابی رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرتا ہے، یعنی صحابی دوسرے صحابی کا شاگرد ہے، اور سند میں بھی اپنے اس استاد صحابی کا ذکر کرتا ہے، اب غیر ماہر عام طالب علم اس ذکر کردہ نمبر دو صحابی کو تابعی خیال کرتے ہوئے تابعین میں اس کی تلاش کرتا ہے اور اسے وہاں معلومات تو کیا نام بھی نہیں ملتا۔

اسی طرح حدیث مرسل میں تابعی رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرتا ہے، اور صحابی کا نام حذف کردیتا ہے، اور یہ طالب علم اس تابعی کو صحابی خیال کرتے ہوئے صحابہ میں تلاش کرتا ہے، اور غلطی کا امکان بڑھ جاتا ہے، لهذا مناسب خیال کیا گیا کہ، اور یہی بہتر ہے، کہ تمام راویان حدیث بشمول

صحابہ کو ایک ترتیب ھیجائی سے ذکر کیا جائے اور مناسب مقام پر ہر ایک راوی کا نام ذکر ہو تا کہ راوی کی تلاش سہل و آسان ہو۔(76)

10- کتاب میں ذکر کردہ تمام راویان حدیث کو نام' والدیت' اور دادا کے نام کے حروف ہجائی کے پیش نظر مرتب کیا گیا ہے' جس سے مطلوبہ ر اوی کی تلاش اور اس کے حالات کا علم بہت ہی سہل اور کم وقت میں ممکن ہوا۔

11- حافظ عبد الغنی المقدسی کی کتاب الکمال فی اسماء الرجال پر حافظ یوسف المزی نے کتاب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال میں چار [4] نہایت اہم اور مفید فصول کا اضافہ کتاب کے آخر میں کیا ہے۔

فصل اول: اس میں ان راویان حدیث کو مرتب ذکر کیا ہے' جو نام کی بجائے والد' والدہ' دادا اور چچا وغیرہ کی نسبت سے معروف' اور کتب حدیث میں ان کا ذکر یوں آتا ہے [روی عن ابن فلان' روی عن ابی فلان' روی عن جد فلان' روی عن ابن أخ فلان وغیرہ] ان راویان کی شناخت اور ان کی معرفت بہت ہی مشکل اور اہمیت کا حامل علمی کام تھا' جو امام یوسف المزی نے انجام دیا' مثلاً ابن جریج کا نام عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج بیان کیا ہے۔(77)

فصل دوئم: اس میں ان راویان حدیث کو مرتب ذکر کیا ہے' جو نام کی بجائے ملک' شہر' قبیلہ' صنعت و حرفت سے پہچانے جاتے ہیں' مثلاً [البلخی' الجرجسی' الجھنی' الدورقی' الذھلی' وغیرہ] ان راویان کی شناخت اور ان کی معرفت بہت ہی مشکل اور اہمیت کا حامل علمی کام تھا' جو امام یوسف المزی نے انجام دیا' مثلاً البلخی کا نام الحسن بن عمر بن شفیق' اور الجرجسی کا نام یزید بن عبد ربہ' الجھنی کا نام مسلم بن سالم' الدورقی کا نام یعقوب بن ابراھیم اور الذھلی کا نام محمد بن یحی بیان کیا ہے۔(78)

فصل سوئم: اس میں ان راویان حدیث کا ذکر ہے جو لقب سے معروف ہوئے' مثلاً بندار کا نام محمد بن بشار اور غندار کا نام محمد بن جعفر بیان کیا ہے ﷺ۔(79)

فصل چہارم: اس میں مبھم و مجھول راویان حدیث کا ذکر ہے' ان کے متعلق امام جمال الدین یوسف المزی کا فرمان ہے کہ ان کی فہرست بہت بڑی ہے لہذا جن کے نام وشناخت ہو سکی ان کا ذکر ہوگا' کتب حدیث میں ان کا ذکر یوں آتا ہے' [روی عن رجل من اصاب النبی ﷺ' روی عن جده وغیره] مثلا ابراهیم بن ابی اسید عن جده عن ابی هریرة سند میں ذکر کردہ جده سے مراد کون ہے؟ فرمایا کہ اگر یہ سالم بن عبد الله مولی القرشیین نہیں تو مجھے معلوم نہیں یہ کون شخص ہے۔

اور سند اسمعیل بن امية عن اعرابی عن ابی هریرة میں ذکر کردہ اعرابی کا نام ابو الیسع بیان فرمایا ہے۔(80)

12- دیگر مؤلفین کر ترتیب کے مطابق امام جمال الدین یوسف المزی نے بھی خواتین راویان کو کتاب کے آخر میں ذکر کیا ہے' اور ترتیب بھی وہی ہے' کہ اولا نام سے معروف خواتین کا تذکرۃ' اور پھر کنیت سے معروف خواتین' اور آخر میں وہی چار فصول کا اضافہ ہے۔(81)

13- ترجمہ شدہ راوی کے جملہ اساتذہ کا بھی تذکرہ نہ صرف ترتیب هیجائی سے کیا ہے' بلکہ اگر وہ راوی کتب ستة کے رواۃ میں سے ہے تو علامات سے وضاحت فرمادی' کہ اس راوی کی بیان کردۃ مرویات کس کتاب میں ہیں' مثلا احمد بن الحسن بن جنیدب الترمذی کے ترجمة میں اس کے اساتذہ کا یوں ذکر کیا ہے' روی عن احمد بن محمد بن حنبل [خ' ت] یعنی احمد بن محمد بن حنبل کی مرویات صحیح بخاری اور سنن ترمذی میں ہیں' اور اگر استاذ کی مرویات کتب ستة میں نہ ہیں' تو کوئی علامت ذکر نہیں کی گی' مثلا مذکوراہ راوی کے اساتذہ کا ذکر یوں بیان کیا [روی عن احمد بن محمد بن حنبل [خ ت] و آدم بن أبی ایاس العسقلانی 'و الاسود بن عامر 'شاذان و أصبغ بن الفرج المصری [ت] یعنی اصبغ سنن ترمذی کا راوی ہے۔(82)

14- اگر ترجمة شدة راوی کتب ستة کے مؤلفین کا استاد ہے' اور اس کی مرویات کتب ستة میں ہیں' تو اس راوی کے شاگردوں کا ذکر کرتے وقت سب سے پہلے کتب ستة کے مؤلفین میں سے اس مؤلف کا نام ہے' جس نے اس راوی کی مرویات اپنی کتاب میں بیان کی ہیں' اور پھر دیگر شاگردوں کا

تذکرہ ترتیب ھیجائی سے کیا ہے' مثلاً احمد بن عبد الواحدبن واقد الدمشقی کے ترجمۃ کے آغاز میں [د 'س] کی علامات سے یہ واضح کر دیا گیا' کہ اس راوی کر مرویات کتب ستۃ میں سنن ابو داؤد اور سنن نسائی میں بیان کی گی ہیں' اور جب اس کے شاگردوں کا بیان شروع کیا تو فرمایا[روی عنه ابو داؤد و النسائی و ابراهیم بن دحیم الدمشقی ----](83)

15-اگر ترجمۃ شدۃ راوی کتب ستۃ کے مؤلفین میں سے امام محمد بن اسماعیل البخاری یاامام مسلم بن حجاج القشیری کا استاد ہے' اور اس کی مرویات صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں بیان کی گی ہیں' اور یہ راوی کتب ستۃ کے دیگر مؤلفین کا بھی استاد ہے' تو اس کے شاگردوں کا ذکر کرتے وقت امام یوسف المزی نے پہلے امام بخاری' مسلم کا ذکر کیا ہے' اور پھر دیگر شاگردوں کا ترتیب ھیجائی سے تمام شاگردوں کا ذکر کیا' اور ترجمۃ کے آخر میں کتب ستۃ کے دیگر مؤلفین کا ذکر ہے مثلاً احمد بن عبد الملک بن واقد الاسدی کے ترجمۃ میں اس کے شاگردوں کا ذکر یوں کیا ہے[روی عنه البخاری و ابراهیم بن عبد الله و احمد بن خالد و احمد بن محمد بن حنبل ----] اور ترجمۃ کے آخر میں بیان کیا[وروی له النسائی و ابن ماجه](84)

اور احمد بن عبد الرحمن بن وهب کے ترجمہ میں اس کے شاگردوں کا ذکر یوں کیا[روی عنه مسلم و ابراهیم بن عبد الله' و احمد بن حماد' واحمد بن خون الفرغانی----](85)

16- ترجمۃ شدۃ راوی کی شناخت وپہچان کے لیے اس سے منسوب کچھ دیگر رواۃ کا بیان بھی کیا گیا ہے' جس سے مذکورہ راوی کی مزید وضاحت ہوتی ہے' مثلاً احمد بن عبد الملک کے ترجمہ میں بیان کیا ہے' کہ یہ سعید بن عبد الملک کا بھائی ہے' اور کبھی کبھی اسے والد عبد الملک کا نام حذف کر کے احمد بن واقد یعنی دادا کی نسبت سے بیان کر دیا جاتا ہے' لھذا حمد بن عبد الملک اور احمد بن واقد ایک ہی راوی کے مختلف نام ہیں۔(86)

17- ترجمة شدة راوی اگر ایسے استاد کی مرویات بیان کرے جس سے اس راوی کی ملاقات /سماع ثابت نہیں تو ترجمۃ میں اس کی وضاحت بیان کی گی ہے' مثلا احمد بن عبد الرحمن القرشی کے ترجمة میں ہے' کہ یہ سفیان ثوری کی مرویات بیان کرتا ہے' لیکن سفیان ثوری سے اس کی ملاقات نہ ہے' اور دلیل میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کی [أنا رايته يبول قاعدا](87)

18- اگر کسی راوی کے تعین میں محدثین کا نزاع و خلاف ہے' تو اس اختلاف کا بھی کتاب میں ذکر کیا ہے' مثلا احمد بن محمد بن ثابت ابو الحسن شبوية المروزی کے ترجمة میں ہے' کہ یہ امام ابو داؤد السجستانی کا استاد ہے' اور آخر میں بیان کیا کہ امام محمد بن اسماعیل البخاری نے صحیح بخاری میں کتاب الوضوء 'کتاب الأضاحی اور کتاب الجهاد میں احمد بن محمد نامی راوی سے مرویات نقل کی ہیں' بخاری کے راوی احمد بن محمد کے متعلق امام ابو الحسن عمر بن محمد الدارقطنی کا بیان ہے' کہ یہ احمد بن محمد بن ثابت بن شبویہ ہی ہے' جب کہ امام ابو نصر الکلاباذی ودیگر محدثین کا کہنا ہے' کہ بخاری کا راوی احمد بن محمد بن موسی المروزی ہے۔(88)

19- کتاب میں کچھ ایسے راویان حدیث کا ذکر بھی موجود ہے' بظاہر جن کا تعلق موضوع کتاب سے نہ ہے' یعنی وہ راویان نہ تو کتب ستة کے ہیں اور نہ کتب ستة کے مؤلفین کی دیگر تالیفات کی مرویات بیان کرتے ہیں' لیکن یہ راویان حدیث ان راویان حدیث کے ہم عصر و ہم بلد ہیں' جن کی مرویات یا تو کتب ستة میں ہیں یا کتب ستة کے مؤلفین کی دیگر تالیفات میں پائی جاتی ہیں' ہم عصر ہم نام اور ہم بلد ہونے سے ان کا باھمی اشتباہ اختلاط ممکن تھا' لھذا تمییز و شناخت کے لیے ان کا ذکر خالی از فائدہ نہ ہے' مثلا لیث بن عاصم بن کلیب المصری 'سنن نسائی میں اس کی مرویات ہیں' کتاب میں اس کا ذکر کرنے کے فورا بعد لیث بن عاصم بن العلاء المصری کا ذکر کیا ہے' اور فرمایا کہ ابن حبان نے اسے ثقات میں شمار کیا ہے 'مذکورہ دونوں رواۃ کا شمار محدثین میں ہوتا ہے' دونوں کا زمانہ بھی ایک ہے اور دونوں کے والد کا نام بھی ایک ہے' ان میں لیث بن عاصم جو سنن نسائی کا راوی

ہے اس کی وفات 211 اور دوسرے کی وفات 182 میں واقع ہوئی' اس کے ترجمة کے آخر میں بیان کر دیا کہ اس کا تذکرہ محض تمییز کے لیے کیا ہے۔(89)

وفات:

تمام معتمد و موثق مراجع و مصادر میں باتفاق ذکر ہے' کہ یہ محدث شام شیخ الاسلام حافظ ابو الحجاج جمال الدین یوسف بن الزکی المزی بروز ہفتہ بارہ[12]ماہ صفر سات صد بیالیس[742]ہجری میں ایک عظیم علمی صدقة جاریة امت مسلمة کے سپرد کر کے اور نیکی و تقوی کی اسی[80]سالہ زندگی اس دنیا میں گزار کر اپنی منزل پہ چلا گیا۔[اللهم اوسع له فی قبره و نورله فیه]۔(90)

تھذیب التھذیب لابن حجر العسقلانی

تعارف مؤلف:

مؤلف کتاب حافظ الحدیث محدث دیار مصریہ شیخ الاسلام احمد بن علی ابن حجر العسقلانی کا تفصیلی ترجمہ و تعارف باب دوئم میں گزر چکا ہے۔(91)

تعارف کتاب:

متحدۃ ھندوستان کے علماء ملت اسلامیۃ اوردانشواران گرامی قدرکو علم حدیث و تفسیر اوردیگرعلوم اسلامیۃ کی اہم اورنادر قلمی کتب کی نشرو اشاعت کا شرف حاصل رہاہے'اورشائد اس کی وجہ یہ ہو'کہ اس دوراں یہ علاقہ مادی وسائل میں تمام مسلم ممالک سے زرخیز تھا'[اوراس زرخیزی پر قبضہ جمانے کے لیےاس وقت کاانگریزحیلہ و بھانہ سےاس پر قابض ہوا]اور یہاں کےعلماء کرام اورصاحب ثروت حضرات کی خصوصی دل چسپی سےسلف صالحین کے قلمی نوادرات کی طباعت و اشاعت ممکن بن سکی'اورایسےادارے وجودمیں آئے'جہاں پرمحققین و باحثین کوجمع کیا گیا اوراس قلمی علمی سرمایہ پرقیمتی و تحقیقی علمی فوائد و اضافات و حواشی سےیہ عظیم علمی سرمایہ اشاعت کےمشکل مراحل سےگزرکرمنظر شھود پرآتا گیا'اور علماء ملت اسلامیۃ کی ان علمی نوادرات تک رسائی ممکن ہوئی'ان اشاعتی اداروں میں حیدآباد دکن 'دائرۃ المعارف النظامیۃ کا نام سرفہرست ہے۔

مذکوراہ کتاب بھی اسی اداراہ کی جھود علمیہ اور قیمتی اضافات سے1327ہجری بمطابق1909 میں ماہرین علماء کرام جن کی سربراہی کا شرف مولانا عبد القیوم کوحاصل تھا'اوران کے رفقاءکارمیں مولانا أمیر حسن 'مولانا السید ابو الحسن'مولانا ابو المظفر عبد الملک محمد شریف الدین الفاروقی اور مولانا ابو بکر بن عبد الرحمن شریک تھے۔(91)

بیروت کے اشاعتی ادارے دار الفکر نے اسی اشاعت کا اعادۃ 1980-1400 کیا' اور بغیر تاریخ اشاعت کا ذکر کیے ملتان 'نشر السنۃ نے بھی اسی طباعت کی اشاعت کا شرف حاصل کیا۔

سبب تالیف:

شیخ الاسلام حافظ دیار المصریہ ابن حجر العسقلانی نے سابقہ مؤلفین کی تالیفات' خصوصاً اپنے پیش رو حافظ یوسف المزی کی کتاب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال کا بغور مطالعہ فرمایا تو درج ذیل ملاحظات سامنے آئے' اور یہی کتاب تہذیب التہذیب کی تالیف و تصنیف کے اسباب بن گئے' جیسا کہ فاضل مؤلف رحمہ اللہ نے کتاب کے آغاز میں خطبۃ الکتاب میں بیان کیے ہیں۔

ا-اس فن [کتب مخصوصہ کے راویان پر تالیفات] کے متعلق حافظ عبد الغنی المقدسی کی کتاب الکمال فی اسماء الرجال اور اس کتاب کی تہذیب جو کہ حافظ یوسف المزی کی تالیف تہذیب الکمال فی اسماء الرجال سے عام طالب علم بوجہ طوالت کے مستفید نہیں ہو سکتا' [مذکورہ کتاب 35 جلدوں میں طبع کی گئی ہے] اور عام طالب علم تو کیا علماء بارزین بھی امام شمس الدین الذہبی کی تالیف الکاشف پر اکتفاء کرتے نظر آتے ہیں۔

ب-امام شمس الدین الذہبی کی کتاب الکاشف کے ساتھ ساتھ جب امام شمس الدین الذہبی کی کتاب تذہیب التہذیب کا مطالعہ کیا' تو اس میں مزید علمی کام کی ضرورت کو محسوس کیا' مثلاً بعض اوقات راویان کی تاریخ وفات اندازاً بیان کی گئی ہے' اور ایک کثیر راویان کی تعداد ہے' جن پر جرح و تعدیل کا کام باقی ہے' کسی پر جرح و تعدیل کا حکم ذکر نہیں کیا گیا۔

ج-تہذیب الکمال فی اسماء الرجال میں راویان کی ایک معتد بہ تعداد ایسے راویان کی درج ہے' جن کے متعلق مزید معلومات کے ذکر کی ضرورت ہے' تہذیب الکمال میں صرف استاذ' شاگرد اور اس کی مرویات کس محدث نے بیان کی ہیں' اس سے زائد کچھ نہ ہے۔(93)

د-کتاب تھذیب الکمال کے آغاز میں فاضل مؤلف نے تین[3]عنوانات کا ذکر کیا ہے۔

1-کتب ستة کے مؤلفین نے اپنی اپنی تالیف میں کن شرائط کوملحوظ رکھا ہے۔

2-مرویات کا ذکر صرف ثقات رواة سے کرنا چاہیے۔

3-سیرت النبی کا تذکرة۔

ان میں سے ابتدائی دونوں عنوانات کا تعلق مصطلح الحدیث سے ہے'اوران پر اصول حدیث کی تالیفات میں تفصیلا گفتگو ہے'لھذا اس کتاب میں اس کے ذکر سے چنداں فائدہ نہ ہے۔

سیرت النبی ﷺ بھی اس کتاب کا موضوع نہ ہے اوراس کے ذکر کا فنی فائدہ نہ ہے اور ہر دور میں سیرت النبی ﷺ پر تالیفات کی کثرت موجود ہیں۔

اسلوب تالیف: کتاب کی تالیف میں مندرجہ ذیل اسلوب کوملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔

ا-کتاب میں تمام ذکرکردہ راویان کے تراجم کی ابتداء میں ان رموز و علامات کا ذکر کیا ہے'جن کو امام یوسف المزی نے اپنی تالیف تھذیب الکمال فی اسماء الرجال میں کتب ستةاور ان کے مؤلفین کی دیگر تالیفات کے لیے متعین کی ہیں'البتہ موجودہ اشاعت میں کوسین میں ان رموز کی وضاحت نام کے ذکر سے کی ہے'مثلا اسحاق بن ابراھیم بن العلاء کے ترجمة میں یوں ذکر ہے' بخ[البخاری فی الادب المفرد]یعنی امام بخاری نے کتاب الادب المفرد میں اس راوی کر مرویات بیان کی ہیں۔(94)

اورالاسود بن سریع کے ترجمة کے شروع میں ہے 'بخ'قد'س [البخاری فی الأدب المفرد'وأبی داؤد فی القدر 'و النسائی]امام بخاری نے کتاب الادب المفرد اور ابوداؤد نے کتاب القدر اور امام نسائی نے سنن المجتبی میں اس کی مرویات بیان کی ہیں۔(95)اور پھر پوری کتاب کی اشاعت میں یہی اسلوب اپنایا گیا ہے۔

۲- ترجمة شدة راوی کے جملہ اساتذة و تلامذة کی بجائے چند معروفین کا ذکر کیا گیا ہے' اوران کے ذکر میں بھی ترتیب هیجائی کے بجائے الأعرف فالأعرف کی ترتیب سے ان کا ذکر ہے' کیوں کہ اساتذة و تلامذة کے ذکر سے صرف مترجم شدہ راوی کی شناخت وتعین مقصود ہوتا ہے اور یہ ترتیب ہیجائی کی بجائے الأعرف فالأعرف [جوزیادہ معروف ہوا سے پہلے اور جو کم معروف ہوا سے بعد میں ذکر کیا جائے] کی ترتیب سے زیادہ سهل اور نفع مند ہے۔ مثلا اسحاق بن عیسی بن نجیح البغدادی کے اساتذۃ کا یوں ذکر کیا[روی عن مالک و الحمادین و شریک و ابن لهیة و هشیم و جریر بن حازم ---] اور تلامذۃ کے ذکر یوں ہے[عنه احمد و أبو خیثمة و الدارمی و الذهلی----](96)

اس کے اساتذة و تلامذة کے ذکر میں ترتیب هیجائی کے بجائے الأعرف فالأعرف کی ترتیب ہے۔

۳-ترجمۃ شدۃ راوی کے متعلق ائمة الجرح و التعدیل کے اقوال وآراء کا ذکر کرتے ہوئے ان ائمة کی تالیفات کا بھی کبھی ذکر کرتے ہیں' مثلا احمد بن اسحاق کے ترجمہ میں ہے' ابن حبان نے کتاب الثقات میں اس کا ذکر کیا ہے اور ابن منجویه نے اس کتاب سے نقل کیا ہے۔(97)

۴-بیان کردۃ راوی کے ترجمۃ کے آخر میں امام حافظ ابن حجر العسقلانی بصورت اختلاف ائمة سابقین اپنا فیصلہ لفظ قلت سے ذکر کرتے ہیں' مثلا احمد بن اسحاق الأهوزی کے ترجمہ کے آخر میں ہے' [قلت:نقل بعض التأخرین عن مسلمة بن قاسم انه ذکره فی شیوخ النسائی فی السنن و قد ذکره النسائی فی شیوخه و قال کتبنا عنه شیئا یسیرا 'صدوق لکن لایلزم منه انه روی عنه فی کتاب السنن]۔(98)

بعض متأخرین کا خیال ہے کہ مسلمة بن قاسم نے احمد بن اسحاق کو امام نسائی کے ان اساتذة میں شمار کیا ہے' جن کی مرویات سنن النسائی میں ہیں' اور امام نسائی کا فرمان ہے' کہ ہم نے اس سے کچھ تحریر کیا یہ درجہ صدوق کے راوی ہیں' لیکن اس عبارت سے یہ لازم نہیں آتا کہ امام

نسائی نے اس کی مرویات سنن النسائی میں بیان کی ہیں۔

۵-ایک راوی اگر دو[2] مختلف ناموں سے بیان کیا جاتا ہے' تو جس نام سے زیادۃ معروف ہو اس جگہ اس کے متعلق جملہ معلومات ذکر کی جاتی ہیں' اور ترتیب ھیجائی میں اس کا ذکر دونوں مناسب مقامات پر کر دیا جاتا ہے' مثلا احمد بن عبد اللہ بن سھل الغدانی ' یہی شخص عبد اللہ بن عبید اللہ بن سھل کے نام سے بھی منسوب و معروف ہے' اولا احمد بن عبد اللہ کا ذکر کیا۔

اور وضاحت فرمائی کہ اس کا بیان احمد بن عبید اللہ[تصغیر] بن سھل کے ترجمۃ میں ہوگا۔(99)

اور دوبارہ دوسرے مناسب مقام پر اس کا ترجمۃ یوں بیان کیا[احمد بن عبید اللہ و یقال عبد اللہ مکبرا ابن سھل بن صخر الغدانی] اور اس کے متعلق جملہ معلومات کا ذکر ہے (100)۔

۶-سابق مؤلفین کی تالیفات رجال پر نقد و اصلاح کا بھی ذکر کتاب میں شامل تالیف کیا ہے ۔مثلا احمد بن عبید اللہ الغدانی کے ترجمہ ہے' حافظ ابن عساکر نے اپنی تالیف الشیوخ النبل میں بیان فرمایا ہے' کہ یہ امام ترمذی اس کے اساتذہ میں سے ہے۔

اس پر تبصرہ فرمایا کہ حافظ ابن عساکر کو غلط فہمی ہوئی ہے' یہ امام ترمذی کا استاذ نہیں' امام ترمذی کا استاد بعد میں ذکر کردۃ راوی احمد بن ابی عبید اللہ بشر السلیمی ہے۔(101)

۷-کتاب کی تالیف و ترتیب میں چونکہ ترتیب ھیجائی کا ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے' اور کتاب میں تمام راویان کو ایک ساتھ بیان کیا ہے تو جہاں جہاں صحابی رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہے' وضاحت فرما دی کہ یہ شخص صحابی ہے' یا اس کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے' مثلا احمر بن جزء کے ترجمہ میں ہے' کہ اس کے نام میں اختلاف ہے' ابن سواء بن جزء اور ابن شھاب بن جزء بھی بیان کیا جاتا ہے' اور یہ صحابی رسول ﷺ ہے۔(102)

اورا حزاب بن اسید کے ترجمہ بیان فرمایا ہے' کہ اس کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے 'ابن ابی خیثمة اور ابن سعد نے اسے صحابہ میں ابو رهم کنیت سے اس کا ذکر کیا ہے' جب کہ محمد بن حبان 'ابو حاتم الرازی 'امام محمد بن اسماعیل البخاری نے اسے تابعین میں شمار کیا ہے 'ابن یونس کا بیان ہے' کہ یہ جاهلی ہے' یعنی مسلمان تو عہد رسالت مآب ﷺ میں ہو گیا تھا لیکن اس کے ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں' ایسے شخص کو اصول حدیث کی اصطلاح میں مخضرم کہا جاتا ہے۔

حافظ ابن حجر العسقلانی نے بھی اس کے تابعی ہونے کو ترجیح دی ہے' فرمایا کہ ابن ابی خیثمة اور ابن سعد نے ابو رهم کنیت سے ایک صحابی کا ذکر کیا ہے' ممکن ہے یہ کنیت کسی صحابی کی بھی ہو۔(103)

۸-اگر کتاب میں ذکر کردہ راوی کی مرویات کتب ستة کے مؤلفین میں سے کسی مؤلف کی تالیف میں بیان کی گی ہیں' تو اس کے تلامذہ کے ذکر میں ابتداء ان علامات سے کی ہے' جو ان تالیفات کے لئے حافظ یوسف المزی نے بیان کی ہیں' اور بعد از اں دیگر تلامذہ کا ذکر ہے مثلا احمد بن عثمان بن حکیم کے ترجمة میں اس کے شاگردوں کے بیان کو یوں شروع کیا [روی عنه [خ' م' س' ق] و ابو حاتم وقال صدوق ------] یعنی اس کے تلامذہ میں سے امام محمد بن اسماعیل البخاری 'امام مسلم بن حجاج القشیری' امام نسائی اورامام ابن ماجه ہیں' امام ابو حاتم بھی ان کے شاگرد ہیں' یہ راوی درجه صدوق کا ہے۔(104)

۹-دوران مطالعه حافظ یوسف المزی نے ایسے رواۃ کا کھوج نکالا' اوران کو جمع کیا' جو کتب ستة کے مؤلفین کی تالیفات کے رواۃ تو نہیں' البتہ ان کی مماثلت و مشابهت ان راویان سے ضرور ہے' جن کی مرویات مؤلفین کتب ستة نے اپنی تالیفات میں ذکر کی ہیں' لھذا اس امر کی شدید ضرورت محسوس کی' کہ ان دونوں اقسام کے راویان کے ما بین تمییز و امتیاز کیا جائے' تا کہ یہ غلط فہمی نہ رہے' کہ کون کتب ستة کے مؤلفین کی تالیفات کا راوی ہے اور کون نہیں۔

لہذا امام جمال الدین یوسف المزی نے بھی ان کا ذکر تو کیا ہے' اور اثناء تالیف اس کا بیان بھی کیا ہے' لیکن ان رواۃ کے لیے کوئی علامت متعین نہیں کی' حافظ ابن حجر العسقلانی نے ان تمام راویان کو علامت [تمییز] سے ذکر کیا ہے' مثلاً صالح بن عبد الکبیر المسمعی کے ترجمہ کے آغاز میں [تمییز] لکھا ہے۔

اور اس سے قبل بھی صالح بن عبد الکبیر المعولی کا ذکر ہے' جو کہ سنن الترمذی کا راوی ہے۔(105)

۱۰- کتاب تھذیب التھذیب میں تمام ذکر کردہ راویان پر مشتمل ایک تفصیلی خاکہ پیش کیا جاتا ہے' جس میں ہر حرف میں ذکر کردہ راویان کی تعداد بیان کی گی ہے' یوں کل ذکر کردہ راویان کی تعداد' اور سلف صالحین میں کس حرف کے نام بکثرت پائے جاتے ہیں معلوم ہوگا' جو یقیناً فائدۃ سے خالی نہ ہے۔

تہذیب التہذیب میں ذکر کردۃ رواۃ کا خاکہ

نام سے ذکر کردۃ حضرات کی تعداد

نمبر شمار	حرف	تعداد	کل تعداد
1	ا	1241	1241
2	ب	272	1513
3	ت	26	1539
4	ث	98	1637
5	ج	234	1871
6	ح	1169	3040
7	خ	301	3341

8	د	113	3454
9	ذ	15	3469
10	ر	223	3692
11	ز	321	4013
12	س	1001	5014
13	ش	187	5201
14	ص	195	5396
15	ض	57	5453
16	ط	57	5510
17	ظ	03	5513
18	ع	4607	10120
19	غ	43	10163
20	ف	126	10289
21	ق	293	10582
22	ک	146	10728
23	ل	14	10742
24	م	2288	13030
25	ن	255	13285
26	ہ	293	13578

27	و	207	13785
28	ی	904	14689

﴿B﴾ کنیت سے ذکر کردہ حضرات کی تعداد

نمبر شمار	حرف	تعداد	کل تعداد
1	ا	212	14901
2	ب	114	15015
3	ت	14	15029
4	ث	15	15044
5	ج	136	15180
6	ح	309	15489
7	خ	79	15568
8	د	24	15592
9	ذ	6	15598
10	ر	72	15670
11	ز	87	15757
12	س	248	16005
13	ش	52	16057
14	ص	66	16123

15	ض	12	16135
16	ط	25	16160
17	ظ	6	16166
18	ع	726	16892
19	غ	36	16928
20	ف	62	16990
21	ق	60	17050
22	ک	27	17077
23	ل	18	17095
24	م	343	17438
25	ن	68	17506
26	ہ	73	17579
27	و	54	17633
28	ی	128	17761

خواتین کی تعداد جن کا نام سے ذکر ہے۔

نمبر شمار	حرف	تعداد	کل تعداد
1	ا	18	17779
2	ب	8	17787
3	ت	1	17788

17788	X	ث	4
17798	10	ج	5
17816	18	ح	6
17828	12	خ	7
17829	1	د	8
17829	X	ذ	9
17842	13	ر	10
17852	10	ز	11
17866	14	س	12
17869	3	ش	13
17878	9	ص	14
17880	2	ض	15
17881	1	ط	16
17881	X	ظ	17
19597	16	ع	18
19599	2	غ	19
19612	13	ف	20
19618	6	ق	21
19626	8	ک	22

23	ل	4	19630
24	م	11	19641
25	ن	2	19643
26	ہ	6	19649
27	و	X	19649
28	ی	1	19650

کنیت سے ذکر کردہ خواتین کی تعداد

نمبرشمار	حرف	تعداد	کل تعداد
1	ا	6	19656
2	ب	5	19661
3	ت	X	19661
4	ث	X	19661
5	ج	5	19666
6	ح	20	19686
7	خ	2	19688
8	د	1	19689
9	ذ	1	19690
10	ر	2	19692
11	ز	3	19695

19703	8	س	12
19706	3	ش	13
19708	2	ص	14
19708	X	ض	15
19710	2	ط	16
19710	X	ظ	17
19733	23	ع	18
19734	1	غ	19
19735	1	ف	20
19736	1	ق	21
19744	8	ک	22
19744	X	ل	23
19762	18	م	24
19762	X	ن	25
19766	4	ہ	26
19768	2	و	27
19772	4	ی	28

حوالہ جات

1=القرآن الکریم=١٦:٧٥-١٩

2=القرآن الکریم=٩:١٥

3=القرآن الکریم=٢٣:٢

4=القرآن الکریم=٤٠٣:٥٣

5=ابو احمد 'عبد الله بن علی الجارود 'المنتقی لابن الجارود'بیروت'مؤسسة الکتاب الثقافیة' ١٤٠٨-١٩٨٨/تحقیق عبد الله عمر البارودی' ١٣٤ ج١ص

6=ابن حجر العسقلانی 'أحمد بن علی تهذیب التهذیب' بیروت' دار الفکر ١٩٨٤ اولی ص ٢٠٧ ج٨

7=العمری 'اکرم ضیاء 'بحوث فی تاریخ السنة المشرفة 'بدون ذکر الناشر ص٢٢٨-٢٢٩

8=ابن حجر العسقلانی ' تهذیب التهذیب' محولا باله ص٣٨٣-٣٨٤ ج٨

9=الدارمی, عبد الله بن عبد الرحمان 'سنن الدارمی'ملتان' نشر السنه ص ١٠٤ ج١

10= الکتانی' محمد بن جعفر م ١٣٤٥ 'الرسالة المستطرفة 'بیروت' دار البشائر الاسلامیة ' ١٩٨٦ ص ٣-٤

11=أعظمی ' محمد ضیاء الرحمن' دراسات فی الجرح و التعدیل ' الهند'الجامعة السلفیة ١٩٨٣ ص٤٨٥ ج٢

12=العمری 'بحوث فی تاریخ السنة المشرفة 'محولا باله ص ٢٣٢-٢٣٣

13=سزکین' محمود'تاریخ التراث العربی'الریاض 'جامعة الامام محمد بن سعود الاسلامیة '١٩٨٣ /ترجمة حجازی 'محمود فهمی ص١٥٩٣ ج٢

14=العمری 'بحوث فی تاریخ السنة المشرفة 'محولا باله ص٢٣٥-٢٣٩

15=الزرکلی'خیرالدین بن محمود بن محمد بن علی بن فارس 'الأعلام قاموس تراجم لأشهر الرجال و النساء من العرب و المستعربین و المستشرقین' بیروت 'دار العلم للملایین ١٩٨٩ ثامنة ص ٣٦ ج٦

16=الرومی'مصطفی بن عبد الله 'کشف الظنون عن اسامی الکتب و الفنون' بیروت' دار الکتب العلمیة١٤١٣-١٩٩٢ ص ١٥٩٣ ج٢

17=ابن حجر العسقلانی 'احمد بن علی' الدرر الکامنة فی اعیان المائة الثامنة 'مصر 'القاهراه' ١٩٦٦/تحقیق محمد سید جاد الحق' ص ١٤٥ ج١

18= حافظ ابن نقطة'محمد بن عبد الغنی 'التقیید بمعرفة رواة السنن و المسانیدبیروت' دار الکتب العلمیة'١٤٠٨ الاولی '/تحقیق کمال یوسف الحوت'ص ٩

☆=الزرکلی 'الأعلام' محولا باله ص٢٨٦ ج٦

19= حافظ ابن نقطة' 'التقیید' محولا باله ' ص٩

20=ابن حجر العسقلانی' أحمد بن علی' لسان المیزان 'بیروت 'مؤسسة الأعلی للمطبوعات١٩٨٦ ص ٤ ج١

21= الرومی مصطفی 'کشف الظنون' محولا باله ص ١٥١٠ ج٢

22= حافظ ابن نقطة' 'التقیید' محولا باله ' ص ٨

23=الذهبی' شمس الدین محمد بن آحمد م٧٤٨کتاب تذکرة الحفاظ' بیروت' دار احیاء التراث العربی ١٣٧٤ ص ١٤٩٨ ج٤

24=السیوطی'جلال الدین عبد الرحمن'طبقات الحفاظ'مصر' مکتبة وهبة ١٠٧٣ اولی/ تحقیق علی محمد عمر'ص ٥١٧

25=الحموی' یاقوت بن عبد الله 'معجم البلدان' بیروت' دار الفکر' ص ٦٣٦

26= معروف 'الدکتور بشار عواد' مقدمة المحقق تهذیب الکمال فی اسماء الرجال' بیروت

'مؤسسة الرسالة' ١٤٠٠-١٩٨٠ ص ١١ ج ١

27=الذهبی' كتاب تذكرة الحفاظ' محولا باله ص ١٤٩٨ ج ٤

28=الذہبی' تاریخ الاسلام

29=ابن حجر العسقلانی' الدرر الكامنة فی اعیان المائة الثامنة 'محولا باله' ص ٢٣٤ ج٥

30=معروف ' بشار عواد ' مقدمة المحقق تهذيب الكمال ' محولا باله ص ٣٠

31=السیوطی'طبقات الحفاظ' محولا باله ص٥١٨

32=ابن حجر العسقلانی' الدرر الكامنة فی اعیان المائة الثامنة 'محولا باله' ص ٢٣٤ ج٥

33=ابو الفضل تقی الدین محمد بن محمد ابن محمد الحسینی' ذیل العبر بأخبار من غبر'

ص ٢٢٩

34=الزركلی 'الأعلام' محولا باله ص٢٣٧ ج٨

35=الزركلی 'الأعلام' محولا باله ص٢٣٦-٢٣٧

36= المزی'جمال الدین یوسف بن الزكی' مقدمة تهذيب الكمال فی اسماء الرجال'

بیروت'مؤسسة الرسالة' ١٤٠٠-١٩٨٠ /تحقیق الدكتور بشار عواد معروف ص١٤٨

ج١

37=الذهبی'ابو عبد الله محمد بن احمد بن عثمان' العبر بأخبار من غبر'

38= معروف ' بشار عواد ' مقدمة المحقق تهذيب الكمال ' محولا باله ص ١١٠-١٤٢

39= الكتانی'الرسالة المستطرفة ' محولا باله ص ٢٠٨

40=الرومی مصطفی 'كشف الظنون' محولا باله ص ١٥٩٣ ج٢

41=السخاوی' محمد بن عبد الرحمن م٩٠٢'الاعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ' بغداد'مكتبة

المثنی ١٩٦٣ ص ٦٠١

42=الرومی مصطفی 'كشف الظنون' محولا باله ص ١٥٠ ج٢

43=معروف ' بشار عواد ' مقدمة المحقق تهذیب الكمال ' محولا باله ص ٥٨ ج١

44=الزركلی 'الأعلام ' محولا باله ص ١٧٨ ج٧

45=ابو الفضل تقی الدین محمد بن محمد ابن محمد الحسینی 'لحظ الالحاظ بذیل تذكرة الحفاظ 'بیروت'دار احیاء التراث العربی' ص ٥٨

46=معروف ' بشار عواد ' مقدمة المحقق تهذیب الكمال ' محولا باله ص٦٥ ج١

47=معروف ' بشار عواد ' مقدمة المحقق تهذیب الكمال ' محولا باله ص٦٥ ج١

48=معروف ' بشار عواد ' مقدمة المحقق تهذیب الكمال ' محولا باله ص٦٦ ج١

49=الرومی مصطفی 'كشف الظنون' محولا باله ص ١٥١٠ ج٢

50=ابو الفضل الحسینی 'لحظ الالحاظ بذیل تذكرة الحفاظ ' محولا باله ' ص ٣٣٣

51= المزی'جمال الدین یوسف بن الزكی'تهذیب الكمال فی اسماء الرجال'بیروت'مؤسسة الرسالة'١٤٠٠-١٩٨٠/تحقیق الدكتور بشار عواد معروف ص١٥٧ ج١

52=المزی'تهذیب الكمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص١٤٨ ج١

53=المزی'تهذیب الكمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص١٤٩ ج١

54=المزی'تهذیب الكمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص١٤٩-١٥٠ ج١

55=المزی'تهذیب الكمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص١٥١ ج١

56=المزی'تهذیب الكمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص١٧٦ ج١

57=المزی'تهذیب الكمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص١٨٥ ج١

58=المزی'تهذیب الكمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص١٨٦ ج١

59=المزی'تهذیب الكمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص١٨٩ ج١

60=المزی'تهذیب الكمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص١٩٠ ج١

61=المزی'تهذیب الكمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص١٩٢ ج١

62=المزی'تهذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص١٩٤ ج١

63=المزی'تهذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص١٩٥ ج١

64=المزی'تهذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص١٩٦ ج١

65=المزی'تهذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص٢٠٠ ج١

66=المزی'تهذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص٢٠٣ ج١

67=المزی'تهذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص٢٠٦ ج١

68=المزی'تهذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص٢٠٨ ج١

69=المزی'تهذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص٢١٠ ج١

70=المزی'تهذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص٢١٣ ج١

71=المزی'تهذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص٢٣٤ ج١

72=المزی'تهذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص٢٤٥ ج١

73=المزی'تهذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص٥ ج٢

74=المزی'تهذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص٢٩٣ ج٢٤

75=المزی'تهذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص٨٥ ج٢٧

76=المزی'تهذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص١٥٤ ج١

77=المزی'تهذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص٤٢٠ ج٣٢

78=المزی'تهذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص٦٢ ج٣٥

79=المزی'تهذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص٣٨-٥٢ ج٣٥

80=المزی'تهذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص٦٥ ج٣٥

81=المزی'تهذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص٢٣١ ج٣٥

82=المزی'تهذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص٢٩٠ ج١

83=المزی'تہذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص٣٩٤ ج١

84=المزی'تہذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص٣٩١ ج١

85=المزی'تہذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص٣٨٧ ج١

86=المزی'تہذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص٣٩١ ج١

87=المزی'تہذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص٣٩١ ج١

88=المزی'تہذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص٤٣٦ ج١

89=المزی'تہذیب الکمال فی اسماء الرجال'محولا باله ص٢٨٨-٢٩٢ ج٢٤

90=السیوطی'طبقات الحفاظ' محولا باله ص٥١٧

91=**باب دوئم ص١٤٢**

92=ابن حجر العسقلانی ' تہذیب التہذیب' محولا باله ص٥٢١ ج١٢

93=ابن حجر العسقلانی ' تہذیب التہذیب' محولا باله ص٣ ج١

94=ابن حجر العسقلانی ' تہذیب التہذیب' محولا باله ص١٨٩ ج١

95=ابن حجر العسقلانی ' تہذیب التہذیب' محولا باله ص٢٩٥ ج١

96=ابن حجر العسقلانی ' تہذیب التہذیب' محولا باله ص٢١٥ ج١

97=ابن حجر العسقلانی ' تہذیب التہذیب' محولا باله ص١٢ ج١

98=ابن حجر العسقلانی ' تہذیب التہذیب' محولا باله ص١٣ ج١

99=ابن حجر العسقلانی ' تہذیب التہذیب' محولا باله ص٤١ ج١

100=ابن حجر العسقلانی ' تہذیب التہذیب' محولا باله ص٥١ ج١

101=ابن حجر العسقلانی ' تہذیب التہذیب' محولا باله ص٥٢ ج١

102=ابن حجر العسقلانی ' تہذیب التہذیب' محولا باله ص١٦٧ ج١

103=ابن حجر العسقلانی ' تہذیب التہذیب' محولا باله ص١٦٦ ج١

104=ابن حجر العسقلانی ' تہذیب التہذیب' محولا بالہ ص٥٣ ج١

105=ابن حجر العسقلانی ' تہذیب التہذیب' محولا بالہ ص٣٤٧ ج٤

اختتامیہ

حاصل مطالعہ

دوران بحث و مطالعہ وہ علمی نتائج جن تلک رسائی ممکن ہوئی' ان کا مختصر اور جامع ذکر کیا جاتا ہے۔

1- یہ بات أظهر من الشمس تو ہے ہی' لیکن لیس السمع کالمعاینة [سماعت مشاہدہ کے مساوی نہیں] کے مصداق بیان کی جاتی ہے' کہ قرآن مجید فرقان حمید آج تلک ہماں قسم کی تحریف و تعطیل و تبدیلی سے محفوظ و محصون ہے' تو احادیث نبویہ بھی اسی طرح محفوظ و محصون ہیں' اور جس کسی نے بھی ان احادیث رسول اللہ ﷺ میں معمولی تدخل اور غیر حدیث کو حدیث بنانے کی کوشش کی علماء امت اسلامیة ا ور جهابذة ملت مسلمة نے اس کا نہ صرف اس کا تعاقب کیا' اور اس کی مذموم کوشش کو ناکام بنایا' بلکہ ایسی تمام کوششوں کا آئندہ کے ادوار میں ہونے کے امکان کا بھی سد باب کیا۔

2-علم رجال کے مرتب کرنے سے ہی احادیث نبویہ کا تحفظ ممکن ہوسکا' اور صحاح اسانید کے وجود سے علم دین کو مکمل ایسا تحفظ ملا' کہ آج تلک اور قیامت تک کسی قسم کی تحریف و تدخل کے امکان کو خارج از امکان بنادیا' اور علم الاسناد کا علم [علم الرجال] صرف اور صرف امت مسلمۃ کا ایجاد کردا ہے' بجا فرمایا امام ابو حاتم محمد بن ادریس الرازی نے [لم یکن فی امة من الأمم منذ ان خلق الله آدم امناء یحفظون أثار الرسل الا هذه الأمة]امت محمد یہ کے علاوہ اللہ تعالی نے سابق کسی امت میں ایسے امناء علماء پیدا ہی نہیں کیے جو انبیاء و رسل کر تعلیمات کو محفوظ کرتے۔

امام ابو محمد ابن حزم الأندلسی کا بیان ہے [نقل الثقة عن الثقة یبلغ به النبی ﷺ مع الاتصال نقل خص الله به المسلمین دون سائر أهل الملل کلها] ثقہ راوی کا اپنے ثقہ استاد روای سے حدیث بیان کرنا اور یہ سلسلہ یوں ہی اوپر نبی کریم ﷺ تک پہنچ جائے' اللہ تعالی نے تمام امتوں میں سے صرف امت محمد یہ کو یہ شرف بخشا ہے۔

3-علم الرجال اور احادیث بیان کرنے والی شخصیات کے متعلق ثبت و ثقاھت کی پہچان اور ان کی جانچ پڑتال بہت شروع میں یعنی عہد صحابہ سے شروع ہو گیا تھا' اور با قاعدۃ سند کا آغاز تابعین سے شروع ہوا' لھذا کوئی حدیث بغیر سند کے قبول نہ کی جاتی تھی' جیسا کہ امام التابعین و سیدھم محمد بن سیرین کا معروف فرمان ہے[سموا لنا رجالکم] احادیث بیان کرنے والے راویان کے نام بیان کرو۔

4-علم الرجال کا تطور و ارتقاء اور راویان حدیث پر جرح و تعدیل سند ہی کا نتیجہ ہے' اور جوں جوں عہد بعہد اس کی ضرورت محسوس کی گئی اور راویان حدیث کا دائرۃ وسیع ہوتا گیا' اور احادیث کی متنوع کتب مرتب ہوئیں تو علم الرجال کی تالیف و تصنیف میں بھی تنوع آتا گیا' اور علم حدیث وعلم رجال ساتھ ساتھ سفر کرتے نظر آتے ہیں' جیسا کہ امام عبد اللہ بن مبارک اور امام لیث بن سعد کی کتب کا تذکرۃ ملتا ہے' یہ دونوں شخصیات دوسری صدی کے معروف ائمۃ میں سے ہیں۔

5-وقت کے تقاضہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے راویان احادیث میں پہچان ومعرفت کے لئے اور مطلوب راوی تک سہل رسائی کے پیش نظر تالیفات میں مختلف اسالیب تالیف کو اختیار کیا گیا' تاکہ راویان مرویات کا باھم اشتباہ و اختلاط سے غلطی کا امکان دور کیا جائے' جیسا کہ معرفۃ الصحابہ 'الطبقات' الثقات 'الضعفاء' معاجم الشیوخ 'رجال کتب مخصوصہ' اور کتب التاریخ مرتب کی گئیں' جن میں ایک شھر و بلاد کے راویان کو مرتب کیا اور کسی نے سال بسال کے لحاظ سے راویان کو مرتب کیا۔

6-اسی طرح راویان کے مابین درجہ بندی کی کہ ثقات کو ضعفاء سے الگ مرتب کیا اور ہر ایک پر جدا جدا تالیفات قلم بند کیں۔

7- ضعفاء راویان کے بیان کرنے کی افادیت کے پیش نظر کہ ائمۃ جرح و تعدیل سے مجروح وضعفاء قرار دیے جانے والے رواۃ کو ثقات وعدل رواۃ سے جداگانہ بیان کیا اور ان پر ہونے والی جرح مفصل بیان کی کہ کن وجوہات کی بناء پر اس کی بیان کردۃ مرویات کو درجہ قبول نہیں دیا جاتا۔

8-احادیث کو جمع وتدوین اوران کی تدریس و تعلیم و حفظ و کتابت و ضبط کے لئے باقاعدۃ علمی مراکز عھد نبوی وصحابہ سے ہی وجود میں آچکے تھے،اور متلاشیان حدیث ان سے رجوع کرتے تھے مثلافقھاء سبعہ اور اصحاب صفہ کے نام سرفہرست ہیں،عبد اللہ بن مسعود کوفہ،عراق میں اورزید بن ثابت مدینۃ منورۃ میں اورعبد اللہ بن عباس مکۃ المکرمۃ میں اور ان مراکز میں باقاعدۃ طلبہ اورعلمی بحث و مباحثہ ہوتا تھا۔

9-ائمۃ الجرح والتعدیل کی علمی جھود و کاوشیں یقیناً قابل ستائش وتحسین ہیں اوران کی شبانہ روز کی ان تھک محنت ولگن کا نتیجہ ہے، کہ آج بھی راویان حدیث میں باھم تمییز و شناخت ممکن ہے،اوران کے اساتذۃ و تلامذۃ اوران کے درجات حفظ و ضبط اوران کے متعلق بیان کردۃ اقوال ائمۃ نقاد کا جمع کرنا ممکن ہوسکا۔

فہرست عناوین

عنوان	صفحہ نمبر
تصدیق نامہ	1
كلمة شكر	2
مقدمة	3
تعارف موضوع	4
سند کا آغاز	7
علم رجال	8
فن رجال کی لغوی تعریف	8
فن رجال کی اصطلاح تعریف	8
الجرح والتعدیل کی لغوی تعریف	9
الجرح اصطلاحا	10
التعدیل لغۃ	10
التعدیل اصطلاحا	10
جرح وتعدیل کی اصطلاحی تعریف	11
علم الجرح والتعدیل کا فائدۃ	11
حکم الجرح والتعدیل	11
مباح غیبت کی اقسام	12
انتخاب موضوع	13
مقالۃ کا خاکہ	15

مقدمہ-- 15

باب اول: اسماء الرجال کا دسویں صدی تک کا تاریخی جائزہ------------ 16

باب دوئم: صحابہ پر تالیفات کا جائزہ اور منتخب تالیفات کا مطالعہ---------- 16

باب سوئم: ثقہ رواۃ پر مشتمل منتخب کتب کا تحقیقی مطالعہ---------------- 1616

باب چہارم: ضعفاء رواۃ پر مشتمل کتب کا تحقیق مطالعہ---------------- 16

باب پنجم: مخصوص کتب حدیث کے رواۃ پر مشتمل منتخب کتب کا تحقیقی مطالعہ --- 16

اختتامیہ:---------------------------------- 16

حوالہ جات/مقدمہ------------------------------ 17

باب اول---------------------------------- 19

فن رجال کا تاریخی ارتقاء----------------------- 20

علم رجال کی ابتداء--------------------------- 20

پہلی صدی اور علم رجال------------------------ 26

الجرح والتعدیل کا آغاز------------------------ 27

دوسری صدی اور علم رجال----------------------- 33

تیسری صدی اور علم رجال----------------------- 40

چوتھی صدی اور علم رجال----------------------- 50

پانچویں صدی اور علم رجال---------------------- 56

چھٹی صدی اور علم رجال------------------------ 59

ساتویں صدی اور علم رجال----------------------- 61

آٹھویں صدی اور علم رجال----------------------- 63

نادیں صدی اور علم رجال----------------------------	65
دسویں صدی اور علم رجال----------------------------	67
حوالہ جات/باب اول----------------------------	69
باب دوئم ----------------------------	80
صحابہ پر مشتمل کتب----------------------------	81
صحابی کی لغوی تعریف----------------------------	82
صحابی کی اصطلاحی تعریف----------------------------	82
فقہاء کے کے نزدیک صحابی کا تعریف----------------------------	83
محدثین کے ہاں صحابی کی تعریف----------------------------	84
صحابہ کے طبقات----------------------------	85
طبقہ کی توضیح----------------------------	86
طبقات صحابہ کی تعداد----------------------------	87
صحابہ کا حفظ حدیث میں کردار----------------------------	88
عدالت صحابہ اور قرآن----------------------------	89
عدالت صحاب اور احادیث نبوی----------------------------	91
عدالت صحابہ اور اجماع امت----------------------------	93
صحابہ پر تالیفات کا زمنی جائزہ----------------------------	95
منتخب تالیفات کا مطالعہ----------------------------	102
معجم الصحابہ للبغوی----------------------------	102
تعارف مؤلف----------------------------	102
نام ونسب----------------------------	102

ولادت ---------- 102
تعلیم وتربیت ---------- 103
اساتذۃ ---------- 103
تلامذہ ---------- 105
ثناء العلماء ---------- 105
تالیفات ---------- 106
کتاب معجم الصحابہ کا تعارف ---------- 108
معجم الصحابہ کے مصادر ---------- 109
معجم الصحابہ متأخرین کا مصدر ---------- 110
اسلوب تالیف وخصوصیات ---------- 110
وفات مؤلف ---------- 115
الاستیعاب فی معرفة الأصحاب ---------- 116
تعارف مؤلف ---------- 116
نام ونسب ---------- 116
ولادت ---------- 116
تعلیم وتربیت ---------- 116
اساتذۃ ---------- 117
تلامذہ ---------- 117
ثناء العلماء ---------- 118
تالیفات ---------- 120
الاستیعاب فی معرفة الأصحاب، کا تعارف ---------- 121

الاستیعاب کے مصادر ---------- 122

الاستیعاب متاخرین کا مصدر ---------- 123

اسلوب تالیف و ممیزات و خصوصیات ---------- 125

وفات مؤلف ---------- 129

اسد الغابه فی معرفة الصحابه ---------- 130

تعارف مؤلف ---------- 130

نام و نسب ---------- 130

ولادت ---------- 130

اساتذۃ ---------- 130

ثناء العلماء ---------- 131

تالیفات ---------- 131

اسد الغابه فی معرفة الصحابه کا تعارف ---------- 132

تالیف کتاب ---------- 133

اسد الغابۃ کے مصادر ---------- 134

اسد الغابۃ متاخرین کا مصدر ---------- 136

اسلوب تالیف و ممیزات و خصوصیات ---------- 137

وفات مؤلف ---------- 141

الأصابة فی تمییز الصحابة ---------- 142

تعارف مؤلف ---------- 142

نام و نسب ---------- 142

ولادت-- 142

تعلیم وتربیت-- 142

اساتذۃ-- 143

ثناء العلماء-- 144

تالیفات-- 145

الاصابة فی تمییز الصحابة کا تعارف-- 148

سبب تالیف-- 149

اسلوب تالیف وممیزات وخصوصیات-- 149

انواع اسلوب-- 149

وفات مؤلف-- 156

حوالہ جات/باب دوئم-- 157

باب سوئم-- 175

ثقۃ رواۃ پر مشتمل کتب-- 176

ثقۃ کی لغوی تعریف-- 177

ثقۃ کی اصطلاحی تعریف-- 177

تام الضبط کی وضاحت-- 178

ضبط کی اقسام-- 179

مراتب الثقات-- 179

ثقات پر تالیفات کا زمنی جائزہ-- 181

منتخب تالیفات-- 185

تاریخ الثقات للعجلی ---------- 185
کتاب کا تعارف ---------- 185
تعارف مؤلف ---------- 186
نام ونسب ---------- 186
ولادت ---------- 186
تعلیم وتربیت ---------- 186
اساتذۃ ---------- 187
تلامذہ ---------- 188
ثناء العلماء ---------- 188
تالیفات ---------- 189
کتاب متأخرین کا مصدر ---------- 192
کتاب میں وارد درجات توثیق ---------- 195
ممیزات وخصوصیات ---------- 196
وفات مؤلف ---------- 199
کتاب الثقات لابن حبان ---------- 200
تعارف مؤلف ---------- 200
نام ونسب ---------- 200
ولادت ---------- 200
تعلیم وتربیت ---------- 200
اساتذۃ ---------- 201
تلامذہ ---------- 202

ثناء العلماء---------------------------------- 203

تالیفات-- 204

کتاب کا تعارف---------------------------------- 205

کتاب کے مصادر---------------------------------- 206

اسلوب ممیزات---------------------------------- 206

وفات مؤلف---------------------------------- 213

تاریخ الثقات لابن شاهین---------------------------------- 214

تعارف مؤلف---------------------------------- 214

نام ونسب---------------------------------- 214

ولادت-- 214

تعلیم وتربیت---------------------------------- 214

اساتذۃ---------------------------------- 215

تلامذہ-- 215

ثناء العلماء---------------------------------- 216

تالیفات-- 217

کتاب الثقات کا تعارف---------------------------------- 219

کتاب کے مصادر---------------------------------- 220

کتاب متاخرین کا مصدر---------------------------------- 220

اسلوب تالیف---------------------------------- 220

کتاب میں وارد کلمات توثیق---------------------------------- 224

وفات مؤلف---------------------------------- 226

طبقات الحفاظ للسیوطی ---------------------------- 227

تعارف مؤلف ---------------------------- 227

نام ونسب ---------------------------- 227

ولادت ---------------------------- 227

تعلیم وتربیت ---------------------------- 227

اساتذۃ ---------------------------- 228

تالیفات ---------------------------- 229

طبقات الحفاظ کا تعارف ---------------------------- 231

کتاب کے مصادر ---------------------------- 232

ممیزات وخصوصیات ---------------------------- 233

وفات مؤلف ---------------------------- 238

حوالہ جات/ باب سوئم ---------------------------- 239

باب چہارم ---------------------------- 256

ضعفاء رواۃ پر مشتمل کتب ---------------------------- 257

ضعیف لغۃ ---------------------------- 258

ضعیف اصطلاحا ---------------------------- 258

اسباب الضعف ---------------------------- 258

جرح وتعدیل کی خصوصی اصطلاحات ---------------------------- 259

مقبول جرح ---------------------------- 262

مراتب الجرح ---------------------------- 263

صاحب جرح وتعدیل کی شرائط ---------- 264

کتب الضعفاء کا زمنی جائزہ ---------- 264

ضعفاء پر تالیفات کا تاریخی جائزہ ---------- 265

کتاب الضعفاء الصغیر للبخاری ---------- 271

تعارف مؤلف ---------- 271

نام ونسب ---------- 271

ولادت ---------- 271

تعلیم وتربیت ---------- 271

اساتذۃ ---------- 272

تلامذہ ---------- 273

ثناء العلماء ---------- 273

تالیفات ---------- 274

کتاب الضعفاء کا تعارف ---------- 275

اسلوب ومميزات وخصوصیات ---------- 276

وفات مؤلف ---------- 278

کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ---------- 279

تعارف مؤلف ---------- 279

نام ونسب ---------- 279

ولادت ---------- 279

تعلیم وتربیت ---------- 279

اساتذۃ ---------- 279

تلامذہ-- 280
ثناء العلماء-- 280
تالیفات-- 281
کتاب کا تعارف-- 282
اسلوب تالیف ومیزات-- 283
وفات مؤلف-- 289
کتاب الضعفاء و المترو کون للدارقطنی---------------- 290
تعارف مؤلف-- 290
نام ونسب-- 290
ولادت-- 290
تعلیم وتربیت-- 290
اساتذۃ-- 291
تلامذہ-- 292
ثناء العلماء-- 292
تالیفات-- 293
کتاب کا تعارف-- 296
اسلوب تالیف ومیزات-- 297
وفات مؤلف-- 302
کتاب میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذھبی-------------- 303
تعارف مؤلف-- 303
نام ونسب-- 303

ولادت---------- 303

تعلیم وتربیت---------- 303

اساتذۃ---------- 303

تلامذہ---------- 304

ثناء العلماء---------- 305

تالیفات---------- 306

کتاب کا تعارف---------- 308

اسلوب تالیف وممیزات---------- 308

وفات مؤلف---------- 314

حوالہ جات/باب چہارم---------- 315

باب پنجم---------- 330

کتب مخصوصہ کے رداۃ پر مشتمل کتب---------- 331

کتب مخصوصہ کے رداۃ پر تالیف کا زمنی جائزہ---------- 336

تہذیب الکمال فی اسماء الرجال للمزی---------- 344

تعارف مؤلف---------- 344

نام ونسب---------- 344

ولادت---------- 346

تعلیم وتربیت---------- 344

اساتذۃ---------- 346

تلامذہ---------- 346

ثناء العلماء---------- 347

تالیفات-- 348

کتاب تہذیب الکمال کا تعارف------------------------------ 350

کتاب کے قلمی نسخہ جات------------------------------ 351

کتاب متاخرین کا مصدر------------------------------ 352

اسلوب تایف ومیزات وخصوصیات------------------------------ 356

وفات مؤلف------------------------------ 368

کتاب تهذيب التهذيب لابن حجر------------------------------ 369

تعارف کتاب------------------------------ 369

اسلوب تالیف------------------------------ 369

تهذيب التهذيب کے رواہ پر خاکہ------------------------------ 375

نام سے ذکر کردۃ حضرات------------------------------ 375

کنیت سے ذکر کردہ حضرات------------------------------ 377

نام سے ذکر کردہ خواتین------------------------------ 378

کنیت سے ذکر کردہ خواتین------------------------------ 380

حوالہ جات/ باب پنجم------------------------------ 382

اختتامیہ------------------------------ 389

فہرست عناوین------------------------------ 393

فہرست کتابیات------------------------------ 406

کتابیات مراجع ومصادر ☆

1=========== القرآن الکریم ================

2=ابن الأثیر'ابو الحسن عزالدین علی بن محمد م ٦٣٠ 'الکامل فی التاریخ' بیروت'
دار الصادر ١٣٨٥-١٩٦٥

3=ابن الأثیر'ابو الحسن عزالدین علی بن محمد م ٦٣٠ 'اسد الغابة فی معرفة الصحابة'
بیروت 'دار احیاء التراث العربی

4=احمد بن حنبل م ٢٤١ 'مسند احمد 'مصر' بیروت' المکتب اسلامی

5=اَلاصبهانی 'ابو نعیم احمد بن عبد الله م ٤٣٠ حلیة اولیاء 'بیروت ,دارالکتاب العربی
١٤٠٥ الرابعة

6=أعظمی ' محمد ضیاء الرحمن' دراسات فی الجرح و التعدی ' الهند'الجامعة السلفیة
١٩٨٣

7=البخار ی ' محمد بن اسماعیل م ٢٥٦ ' کتاب التاریخ الکبیر 'بیروت 'دارالفکر'/تحقیق
السید هاشم الندوی

8=البخاری' محمد بن اسماعیل م ٢٥٦'کتاب الضعفاء الصغیر' باکستان'لاهور' ادارة
ترجمان السنة ١٩٨٢-١٤٠٢ الرابعة

9=البغوی 'ابو القاسم عبد الله بن محمد بن عبد العزیز م٣١٧' معجم الصحابة ' الکویت '
مکتبة دار البیان ٢٠٠٠- ١٤٢١ الاولی/تحقیق محمد الأمین بن محمد محمود احمد

☆ کتابیات کو مؤلف کی شہرت[نام 'لقب 'کنیت] کے مطابق ترتیب هیجائی سے مرتب کیا ہے 'البتہ شروع میں ال'اب'اور ابن کو ترتیب میں شمار نہیں کیا'ابو الفضل کو['فضل] خیال کیا ہے۔

10= تاج الدين عبد الوهاب السبكى م ٧٧١، طبقات الشافعية الكبرى، مصر، القاهراة، عيسى البابى الحلبى ١٣٨٣-١٩٦٤، الاولى/تحقيق عبد الفتاح محمد

11= الترمذى، محمد بن على، م ٣٢٠ نوادر الاصول فى احاديث الرسول ﷺ، بيروت، دار الجيل

12= ابن تغرى، يوسف بردى، م ٨٧٤، المنهل الصافىو المستوفى بعد الوافى، مصر، دار الكتب المصرية ١٣٤٨

13= ابن تغرى، يوسف بردى، م ٨٧٤ النجوم الزاهراة فى ملوك مصر و القاهراة، مصر، دار الكتب المصرية، ١٩٣٣ الاولى

14= التهانوى، ظفر أحمد م١٣٩٤، قواعد فى علوم الحديث، الرياض، شركة العبيكان للطباعة و النشر ١٩٨٤

15= ابن الجارود ابو احمد، عبد الله بن على، م ٣٠٧، المنتقى لابن الجارود، بيروت، مؤسسة الكتاب الثقافية، ١٤٠٨-١٩٨٨/تحقيق عبد الله عمر البارودى،

16= الجرجانى، حمزة بن يوسف م٤٢٨ تاريخ جرجان، بيروت، عالم الكتاب ١٩٨١

17= الجرجانى، على بن محمد بن على م٨١٦، كتاب التعريفات، بيروت، دار الكتاب العربى ١٤٠٥ اولى/تحقيق ابراهيم الابيارى

18= ابن جرير الطبرى، محمد، م ٣١٠ تاريخ الطبرى، بيروت، دار الكتب العلميه ١٤٠٧ اولى

19= ابن الجعد، على م ٢٣٠، مسند، بيروت، مؤسسة نادر، ١٩٩٠-١٤١٠ الاولى/تحقيق عامر احمد حيدر

20= الحاكم ابو عبد الله محمد بن عبد الله م٤٠٥ معرفة علوم الحديث, بيروت دار الكتب

العلمية ١٩٧٧=١٣٩٧ تحقيق سيد معظم حسين

21= ابن حبان البستی'محمد بن حبان بن احمد'م٣٥٤'كتاب المجروحين من المحدثين و الضعفاء و المتروكين' حلب' دار الواعی/تحفقيق محمود ابراهيم زايد'

22=ابن حبان ' ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد [م٣٥٤]كتاب الثقات ' الهند' حيدرآباد دكن'مطبعة المعارف العثمانية '١٩٧٣-١٣٩٣

23= ابن حبان البستی' ابو حاتم محمد بن حبان م ٣٥٤"الصحابة'القاهراة 'مطبعة لجنة التآليف و الترجمة والنشر' ١٩٥٩ /تحقيق م . فلايشهمر 'كتاب مشاهير علماء الامصار"

24=ابن حبان البستی' ابو حاتم محمد بن حبان م ٣٥٤ 'صحيح ابن حبان 'بيروت 'موسسة الرساله' الثانية ١٩٩٣ تحقيق شعيب الارونوط

25=ابن حجر العسقلانی' أحمد بن علی'م ٨٥٢ 'تعجيل المنفعة'بيروت'دار الكتب العربية 'اولی / تحقيق د/اكرام الله امداد الله

26=ابن حجر أحمد بن علی'م ٨٥٢'تقريب التهذيب بيروت'دارالمعرفة ١٩٧٥ ثانية/ عبد الوهاب عبد الطيف

27=ابن حجر أحمد بن علی'م ٨٥٢ 'فتح الباری شرح صحيح البخاری 'بيروت' دار المعرفة تحقيق فواد عبد الباقی ١٣٧٩

28=ابن حجرالعسقلانی'احمد بن علی م٨٥٢ 'الاصابة فی تمييز الصحابة'بيروت' دار الفكر '٢٠٠١-١٤٢١ الاولی/تحقيق صدقی جميل العطار

29=ابن حجرالعسقلانی'احمد بن علی 'م٨٥٢'النكت علی كتاب ابن الصلاح' السعودية 'المدينة المنورة ' الجامعة الاسلامية '١٩٨٤-١٤٠٤/ تحقيق دكتور ربيع بن هادی عمير

30=ابن حجر العسقلانی 'احمد بن علی ٨٥٢ ' الدرر الكامنة فی اعيان المائة الثامنة 'مصر 'القاهراه'١٩٦٦/تحقيق محمد سيد جاد الحق '

31=ابن حجر العسقلانی ' أحمد بن علی 'م ۸۵۲ 'لسان المیزان 'بیروت 'مؤسسة الأعلی للمطبوعات ۱۹۸۶

32=ابن حجر العسقلانی ' أحمد بن علی م ۸۵۲ھج تهذیب التهذیب ' بیروت ' دار الفکر ۱۹۸٤ اولی

33=الحموی ' یاقوت بن عبد الله م ٦٢٦ 'معجم البلدان ' بیروت ' دار الفکر

34=خطیب البغدادی 'ابو بکر احمد بن علی م٤٦٣ 'الکفایة فی علم الروایة 'المدینة المنورة ' المکتبة العلمیة /تحقیق ابو عبد الله السورقی 'ابراهیم حمدی المدنی

35=الخطیب البغدادی 'ابو بکر احمد بن علی 'م٤٦٣ ' تاریخ بغداد/مدینة السلام منذ تأسیسها حتی نهایة سنة ٤٦٣ ' بیروت 'دار الکتب العلمیة '

36=الخطیب محمد عجاج 'اصول الحدیث علومه و مصطلحه ' بیروت ' دارالفکر ۱۹۸۹

37=الخطیب محمد عجاج 'السنة قبل التدوین ,مصر,مکتبه وهبة

38=الخلال 'احمد بن محمد م۲۳٤ السنة 'الریاض دارالرایة ۱٤۱۰ اولی/تحقیق د/عطیة زهرانی

39=ابن خلکان 'احمد بن محمد م٦٨١ 'وفیات الأعیان و انباء ابناء الزمان 'القاهرة 'مطبعة السعادة '۱۳٦٧ الاولی

40=ابن خیاط 'خلیفة م۲٤۰ ' کتاب الطبقات ' الریاض 'دار الطیبة ' ۱٤۰۲ - ۱۹۸۲ الثانیة /تحقیق ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری

41=الدارقطنی 'ابو الحسن علی بن عمر بن مهدی م ۳۸۵ 'الضعفاء و المتروکون ' الریاض 'مکتبة المعارف ۱٤۰٤ -۱۹۸٤ /تحقیق موفق بن عبد الله بن عبد القادر

42=الدارمی, عبد الله بن عبد الرحمان م ۲۵۵ ' سنن الدارمی 'ملتان ' نشر السنه

43=الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد م ۷۴۸، معجم الشیخ/المعجم الکبیر المملکة العربیة السعودیة، الطائف، مکتبة الصدیق، ۱۴۰۸-۱۹۸۸ الاولی/تحقیق دکتور محمد الحبیب الهیلة

44=الذہبی، محمد بن احمد، م۷۴۸، تجرید اسماء الصحابة، بیروت، دار المعرفة،

45=الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد م ۷۴۸، المغنی فی الضعفاء، بدون ذکر الناشر و التاریخ/تحقیق نور الدین عتر

46=الذہبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان م ۷۴۸، المنتقی من منهاج السنة فی نقض کلام اهل الرفض و الاعتزال، الریاض، مؤسسة سلیمان بن عبد العزیز الراجحی الخیریة، ۱۴۲۴

47=الذہبی، شمس الدین محمد بن آحمد م۷۴۸ کتاب تذکرة الحفاظ، بیروت، دار احیاء التراث العربی ۱۳۷۴

48=الذہبی، محمد بن أحمد م۷۴۸، سیر اعلام النبلاء، بیروت، مؤسسة الرسالة، ۱۴۱۳ تاسعة

49=لذہبی، محمد بن آحمد م۷۴۸، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، بیروت، دار المعرفة ۱۹۶۳

50=الرازی، ابو حاتم عبد الرحمن، م ۳۲۷، کتاب الجرح و التعدیل، الهند، مجلس دائرة المعارف ۱۹۵۲

51=الربعی، محمد بن عبد اللہ، م ۳۷۹، مولد العلماء و وفیاتهم، الریاض، دار العاصمة ۱۴۱۰

52= الحنبلی، ابن رجب عبد الرحمن، م ۷۹۵، جامع العلوم و الحکم، بیروت، دار المعرفة ۱۴۰۸ اولی

53=الرومی 'مصطفی بن عبد الله م١٠٦٧'كشف الظنون عن آسامى الكتب و الفنون' بیرزت' دار الكتب العلمية '١٩٩٢

54=الزاوی'الطاهر احمد' ترتيب القاموس المحيط'بیروت'دار الكتب العلمية١٣٩٩ -١٩٧٩

55=الزرقانی'محمد بن عبد الباقی م١١٢٢'شرح الزرقانی علی موطاء الامام مالك' بیروت'دار الكتب العليمة ١٤١١اولى

56=الزركلی'خيرالدين بن محمود بن محمد بن علی بن فارس م١٣٩٦- ١٩٧٦ 'الأعلام قاموس تراجم لأشهر الرجال و النساء من العرب و المستعربين و المستشرقين' بیروت 'دار العلم للملايين ١٩٨٩ ثامنة

57=الزهرانی'محمد بن مطر'علم الرجال نشأته و تطوره' المملكة العربية السعودية 'الرياض'دار الهجرة للنشر و التوزيع ١٤١٧-١٩٩٦' اولى

58=السبكی' تاج الدين'عبد الوهاب بن عليم٧٧١ ' قاعدة فی الجرح و التعديل 'بیروت' مكتبة النهضة ١٩٨٤

59=السخاوی'محمد بن عبد الرحمن'م٩٠٢ 'الضوء اللامع لأهل القرن التاسع' بیروت'منشورات دار مكتبة الحياة'

60=السخاوی 'محمد بن عبد الرحمان 'م ٩٠٢ فتح المغيث شرح ألفية الحديث 'المدينة المنورة 'المكتبة السلفية' ١٩٦٨ثانية /تحقيق'عبد الرحمن محمد عثمان

61=السخاوی' محمد بن عبد الرحمن م٩٠٢'الاعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ' بغداد'مكتبة المثنى ١٩٦٣

62=السخاوی 'محمد بن عبد الرحمان' ٩٠٢ فتح المغيث شرح ألفية الحديث' المدينة

المنورةالمکتبة السلفية ثانية ١٩٦٨

63=سزکین' فواد 'تاریخ التراث العربی'الریاض 'جامعة الامام محمد بن سعود الاسلامية '١٩٨٣ /ترجمة حجازی 'محمود فهمی

64=ا بن سعد' محمد م ٢٣٠ 'الطبقات الکبری 'بیروت' دار الصادر

65=السیوطی'جلال الدین عبد الرحمن'٩١١طبقات الحفاظ'مصر ' مکتبة وهبة ١٩٧٣ اولی/تحقیق علی محمد عمر'

66=السیوطی' جلال الدین عبد الرحمن ٩١١ 'تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی ' بیروت'دار الکتب العلمية ١٩٨٩

67=ابن شاهین'ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان [المتوفی ٢٩٧]تاریخ الثقات ممن نقل عنهم العلم' بیروت'دار الکتب العلمية '١٩٨٦-١٤٠٦/تحقیق دکتور عبد المعطی امین قلعه جی

68=علامة شبلی نعمانی'سیرت النبی'پاکستان'لاهور'حذیفه اکیدیمی ٢٠٠٠

69=الشیبانی ' أحمد بن حنبل م٢٤١'فضائل الصحابة 'بیروت' مؤسسة الرسالة ١٩٨٣ الاولی

70=الشیبانی' أبو بکر أحمد بن عمروم ٢٨٧ 'الأحاد و المثانی ' الریاض' دار الراية ١٩٩١

71=ابن ابی شیبهمحمد بن عثمان م٢٩٦ ' المصنف' الریاض' مکتبة الرشد ١٤٠٩ اولی/تحقیق کمال یوسف الحوت

72= ابن صلاح 'عثمان بن عبد الرحمان'٦٤١٢ ' مقدمة ابن صلاح فی علوم الحدیث 'بیروت دار الکتب العلمية ١٩٧٨

73='صفی الرحمان'مبارکپوری 'الرحیق المختوم' الکویت'جمعية احیاء التراث الاسلامی ١٩٩٨ الاولی

74= الطبرانی‘ابو القاسم سلیمان بن احمد م ۳۶۰‘ المعجم الاوسط‘القاهراة‘ دارالحرمین‘ ۱۴۱۵/تحقیق طارق بن عوض الله بن مرة ‘عبد المحسن بن ابراهیم الحسینی

75= الطبرانی ابو القاسم‘ سلیمان بن أحمد م ۳۶۰‘‘المعجم الکبیر‘ عراق ‘موصل ‘مکتبة العلوم و الحکم /تحقیق حمدی بن عبد المجید السلفی

76= الطحان ‘ محمود ‘اصول التخریج و دراسة الاسانید‘ الریاض ‘مکتبة المعارف ۱۹۷۸

77=ابو الطیب‘محمد شمس الحق العظیم آبادی‘عون المعبود شرح سنن أبی داؤد‘ بیروت ‘دار الکتب العلمیة‘۱۴۱۵/ثانیة

78=ابن عبد البر‘ابو عمر یوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر القرطبی م۴۶۳‘ الاستیعاب فی معرفة الأصحاب‘ مصر‘ الفجالة‘ مکتبة نهضة مصر و مطبعتها ۱۹۶۰ – ۱۳۸۰/تحقیق علی محمد البجاوی

79=ابن عبد البر‘یوسف عبد الله م۴۶۳‘ الاستیعاب فی معرفة الأصحاب‘بیروت‘دار الجیل ‘اولی ۱۴۱۲

80= ابن عبد البر ‘ یوسف بن عبد الله م ۴۶۳هج ‘التمهیدلما فی الموطاء من المعانی و الأسانید ‘ المغرب ‘ وزارة الاوقاف و الشؤن الاسلامیة ۱۳۸۷ اولی

81=ابن عبد البر‘یوسف عبد الله م۴۶۳‘ الاستیعاب فی معرفة الأصحاب‘بیروت‘ دار الجیل اولی ۱۴۱۲

82=العثیمین ‘ محمد بن صالح ‘ الأصول من علم الأصول ‘ الریاض ‘جامعة الامام محمد بن سعود الاسلامیة ۱۹۸۰

83=العجلی‘ ابو الحسن احمد بن عبد الله بن صالح ۲۶۱ ‘تاریخ الثقات‘ بیروت‘دار الکتب العلمیة ۱۹۸۴/عبد المعطی امین قلعه جی

84=ابن عدی ‘ عبد الله م۳۶۵هج ‘الکامل فی ضعفاء الرجال‘بیروت ‘دارالفکر ثانیة

85=الحافظ العراقی'ابو الفضل عبد الرحيم بن الحسين'م ٨٠٦' ذيل ميزان الاعتدال' المملكة العربية السعودية'مكةالمكرمة' جامعة أم القرای' مركزالبحث العلمى واحياء التراث الاسلامى'كلية الشريعة و الدراسات الاسلامية'١٤٠٦ الاولى/تحقيق عبد القيم عبد رب النبى

86=عظیم آبادی 'محمد شمس الحق'عون المعبود شرح سنن أبی داؤد' بیروت' دار الكتب العلمية ١٤١٥ ثانية

87= العقيلى 'ابو جعفر 'محمد بن عمرو بن موسى بن حماد م ٣٢٢ 'كتاب الضعفاء الكبير' بيروت'دار الكتب العلمية'١٤٠٤-١٩٨٤ الاولى/تحقيق الدكتور عبد المعطى أمين قلعه جى

88=العلوى 'مصطفى بن احمد و البكرى 'محمد عبد الكبير' مقدمة التمهيدلما فى الموطاء من المعانى و الأسانيد لابن عبد البر' المغرب' وزارة الاوقاف و الشؤن الاسلامية ١٣٨٧ اولى

89=عمرو بن ابى عاصم'م ٢٨٧ 'كتاب السنة' بيروت'المكتب الاسلامى ١٤٠٠/تحقيق ناصر الدين الالبانى

90=العمرى 'اكرم ضياء 'بحوث فى تاريخ السنة المشرفة 'بدون ذكر الناشر

91= أبو عوانة يعقوب بن اسحاق م ٣١٦هج 'مسند أبى عوانة' بيروت' دار المعرفة ١٩٩٨ الاولى

92=ابو الفضل تقى الدين محمد بن محمد ابن محمد/ لحظ الالحاظ بذيل تذكرة الحفاظ' بيروت'دار احياء التراث العربى

93=القاسمى'محمد جمال الدين'قواعد التحديث'بيروت' دارالكتب العلمية'١٩٧٩

94= القرطبى' ابو عبد الله محمد بن احمد بن ابى بكر م ٦٧١' تفسير احكام القرآن'

بیروت'دار الکتاب العربی' ۱۴۲۱-۲۰۰۰ ثالثة/عبد الرزاق المهدی

95= القزوینی' الخلیل بن عبد اللہ م ٦٤٤ 'الارشاد' الریاض' مکتبة الرشد ۱۴۰۹ اولی

96= قلعه جی' الدکتور عبد المعطی أمین' مقدمة کتاب الضعفاء الکبیر' بیروت' دار الکتب العلمیة' ۱۴۰۴-۱۹۸۴ الاولی

97=القنوجی' نواب صدیق بن حسن خان م۱۳۰۷ 'ابجد العلوم' بیروت' دار الکتب العلمیة۱۹۷۸

98=القیسرانی ,محمد بن طاهر م ۵۰۷ تذکرة الحفاظ ,الریاض 'دار الصمیعی ۱۴۱۵ اولی

99= الکتانی' محمد بن جعفر م ۱۳۴۵'الرسالة المستطرفة'بیروت' دار البشائر الاسلامیة ' ۱۹۸٦

100 =الکتبی'احمد بن شاکر 'فوات الوفیات' مصر'مطبعة السعادة'۱۹۵۱

101 =ابن کثیر'اسماعیل بن عمر الدمشقی م ۷۷۴'البدایة و النهایة 'بیروت' دار المعرفة ۱۹۷۷

102 =ابن کثیر'اسماعیل بن عمر م ۷۷۴'جامع المسانید'

103= ابن کثیر' اسماعیل بن شهاب الدین'م۷۷۴' الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث'الکویت'جمعیة احیاء التراث الاسلامی'۱۴۳۴ الثانیة'/احمد محمد شاکر

104= امام الکنانی احمد بن ابی بکر[المتوفی ۸۴۰] 'مصباح الزجاجة' بیروت'دار العربیة ۱۴۰۳ ثالثة /تحقیق محمد المنتقی الکشناوی

105 =ابن ماکولا'علی بن هبة اللہ م۴۷۵ الاکمال فی رفع الارتیاب عن المؤتلف و المختلف فی الاسماء و الکنی و الانساب ' بیروت' دار الکتب العلمیة'۱۴۱۱

106=مبارکفوری ' محمد عبد الرحمن 'تحفة الأحوزي شرح سنن الترمذي' بیروت'
دار الكتب العلمية

107= محمد شكور بن محمود الحاجى أمرير الميادينى' مقدمة المحقق'ذكر اسماء من
تكلم فيه و هو موثق للذهبي' الاردن'الزرقاء 'مكتبة المنار ١٤٠٦-١٩٨٦ الاولى

108=المروزى'محمد بن نصر' السنة' بيروت'مؤسسة الكتب الثقافية ١٤٠٨ اولى /
تحقيق سالم احمد السلفى ص ٤٩

109=الحافظ المزى' يوسف بن عبد الرحمن م٧٤٢ 'تهذيب الكمال في اسماء الرجال'
بيروت ' مؤسسة الرسالة ١٩٨٠

110= مسلم بن حجاج القشيرى 'م ٢٦١ صحيح مسلم' القاهرة ' دارالحديث ١٩٩١
الاولى

111=مصطفى بن عبد الله الرومى 'كشف الظنون عن اسامى الكتب و الفنون' بيروت'
دار الكتب العلمية١٤١٣-١٩٩٢

112=معروف 'الدكتور بشار عواد ' مقدمة المحقق تهذيب الكمال في اسماء الرجال'
بيروت 'مؤسسة الرسالة'١٤٠٠-١٩٨٠

113=المناوى ' محمد عبد الرؤف ' كتاب التعاريف 'بيروت'دارالفكر الاولى ١٤١٠

114= المنذرى 'عبد العظيم بن عبد القوى'الترغيب و الترهيب 'بيروت'دار الكتب العلمية
١٤١٧ اولى / تحقيق ابراهيم شمس الدين

115=ابن منظور ' محمد بن مكرم ' لسان العرب 'بيروت دار الصاد'

116=ابن نديم'محمد بن اسحاق م ٣٨٥'الفهرست'بيروت'دار المعرفة ١٩٦٨ - ١٣٩٨

117=ابو نعيم احمد بن عبد الله الأصفهانى م ٤٣٠ "معرفة الصحابة" الرياض ' مكتبة

الحرمين ١٩٨٨ / تحقيق الدكتور محمد راضى بن حاج عثمان

118= ابن نقطة'محمد بن عبد الغنى 'التقييد' بيروت'دار الكتب العلمية'١٤٠٨ الاولى '

/تحقيق كمال يوسف الحوت

119=النووى'ابو زكريا يحى بن شرف الدين م٦٧٦'التقريب و التيسير لمعرفة سنن البشير و النذير'المطبوع مع تدريب الراوى للسيوطى''بيروت' دار الكتب العلمية'

١٤٠٩-١٩٨٩ ثالثة/تحقيق عبد الوهاب عبد اللطيف

120=النووى' شرف الدين 'رياض الصالحين' بيروت 'دارالثقافة العربية' ١٩٩١

121=الهيثمى,ابو بكر على م٨٠٢ 'مجمع الزوائد' بيروت 'در الكتب العربى '١٣٠٧

122=يحى بن أبى بكر العمرى اليمنى م٨٩٣'' الرياض المستطابة فى جملة من روى فى الصحيحين من الصحابة''

123=اليمانى 'أمير محمد بن اسماعيل 'اسبال المطر على قصب السكر' ملتان' جمعية النشر و التأليف الاثرية